



6-2-1957

DR. ZAFAR HUSAIN KHAN

1957

1957

1957

DUE DATE

Cl No.

Acc. No. _____

Life Fine - directly books **25 Paise** per day. Text Book

Re. 1/- per day Over Night lock Re. 1/- per day

[illegible]

چندویہ آمینہ نظام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آمَنُوا بِذِكْرِ اللَّهِ وَذُنُوبِهِمْ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ

علماء اُمت کا ترجمان اور فارغین تعلیم کا ماہر علمی سالہ
۱۳۵۵ھ

مجلہ

نظامیہ

شاہ ابوالخیر کنج نشین مولوی فاضل نظام مدیر

محمد وجہ الدین مولوی کامل نظام شریک

بیمار غریزہ کی صحتِ اُپس لایا اگر وہ سیلان الرحم (لیو کوریا) میں مبتلا ہو تو مسلسل خراجِ رطوبت سے اس کی زندگی بچا سیلان الرحم کی تباہ کاریوں سے

آپ کی غریزہ ضعیف رحم ضعیف اعضاءِ بدن و دماغ کی کمزوری احتناق الرحم دردِ سرد و گرم دورانِ سر
اختلاجِ قلب، استسقاءِ حمل، بے اولادی، حتیٰ کہ دق کے بخار تک میں مبتلا ہو جائے گا
جبکی وجہ سے وہ اپنے فرائضِ حیات کی بخوبی انجام دہی ہو مایوس و بیکار ہو جاتی ہے

آج کل ۵ فیصد عورتیں اس تباہ کن مرض کا شکار ہیں

نسا کا

اس امر کی ضمانت طمانیت لانا ہو کہ آپ کی بیمار غریزہ کو سیلان الرحم اور اس کے تباہ کن اثرات سے نجات دلا دے جیسا
اس نے ہیشمار مریضوں کو صحت و شادمانی سے سرور کیا ہے ابتداءً صورت میں ایک کبس اور کہتہ صورتور
دو یا تین کبس سے آپ کی غریزہ ہمیشہ کیلئے سیلان الرحم اور اس کے خطرناک نقصانات سے محفوظ ہو کر نہ صرف
حیاتِ بخوبی انجام دے گی بلکہ اس کے اعضاء و تولید میں ایسی اہمیت و صلاحیت بھی پیدا ہو جائیگی کہ استقبالیہ
آج ہی اپنی بیمار غریزہ کیلئے نسا کا طلب کر لیجئے جو ہر پرے دو فروش یا ذیل کے پتہ سے ملے گا۔ مفصلہ
کتابچہ معلومات مفت منگوائیے قیمت فی کبس اٹھائی روپیہ۔

نسا کا۔ گولیوں کی شکل میں ہے ترکیب استعمال بہت آسان ہے اور ہر روز والیٹ
نیکو۔ ملک شفا خانہ یونانی شریا لڈنگ تھم کٹھ پکڑا

۱۳۴۲
 MUSLIM
 DEHI

ملاحظات

مسلمانوں پر کیا کیا مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔ حکومت گئی۔ دولت گئی رعسرت گئی۔ علم و فن گیا۔ اب دین و ایمان بھی جس سے مسلم مسلم ہے بجا رہا ہے۔ لیکن انھیں خبر نہیں۔ شاید انہیں سچ ہی زندہ کر سکیں تو کر سکیں ورنہ کسی اور سے تو ممکن نہیں۔

(۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو بیدار ہے لیکن غفلت و سستی کے باعث بستر سے اٹھنا نہیں چاہتا۔ وہ کیسا سب کچھ ہے بیدار کرنے والوں کی آواز میں کہ انہیں آگاہی ہے۔ لیکن یا تو اٹھنا نکل جاتا ہے یا اسٹنٹ کی پوری طرح جدوجہد نہیں کرتے۔

(۳) کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خود زمانے کی ٹھوکر دن سے بیدار ہو چکے ہیں۔ ہاتھ کھول کر بکھو رہے ہیں کہ ہم سب سے پیچھے ہیں۔ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہونے کو جہان تک ممکن ہو سکے۔ بیدار بھی کرتے جا رہے ہیں۔

وہ کے بیان سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ انہیں غفلت سے غاری ہونے تک بیدار کر لیا جائے۔

کہنے کو تو سب یہی کہتے ہیں کہ عالم حادث ہے لذات دنیا فانی ہیں۔ اختلاب زمانہ نظری ہے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس کی عبرت لیں اور سبق حاصل کرتے ٹھوکرین کھا کر سنبھلتے۔ اور انسان و کائنات عالم کی تخلیق کا صحیح منشا پر اترنے کی سعی کرتے ہیں اپنے ماحول پر نظر ڈالیں۔ یہی نظر آنے والا ہر نفس و انسانی و غیرہم الحیوۃ الہیہ کا پورا مصداق بنا ہوا ہے۔

آہ مسلم اس کا معیار کرنا چاہا ہے مسلم ایسا ہوتا ہے کہ مسلمان منزل کے غار میں گر کر تختہ الٹی ہو چکا ہو۔ بیکار کے فنا ہونے کے بعد نئی توہین مسلمان ہوں گی سو اس میں ان کی بادشاہت قائم کریں گی۔

تمام عالم کے موجودہ مسلمانوں پر نظر ڈالیں تو تین گروہ دکھائی دیں گے۔

(۱) ایک گروہ ہے جو شہیختہ سوریا ہے اس کو خبر نہیں کہ زمانہ کتنا بدلتا ہے۔

رہتے تھے اس سلسلہ میں ایک غیر موقت الشیوخ
رسالہ مقامہ الاسلام کے نام سے شائع کیا جاتا
تھا۔ اس میں صرف مولانا علیہ الرحمہ کے اعلیٰ تحقیقی
مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ بس نے انہیں
کتابی صورت اختیار کی۔ ان مضامین سے حدیثی
کو اس قدر دلچسپی ہوئی کہ ان مجموعہ مضامین کے
کئی کئی ایڈیشن قلع ہوئے۔ لیکن انوس ہے در
وہ رسالہ بعد میں جاری نہ رہ سکا۔

اس وقت ہم ایسے برگزیدہ اشخاص میں
حرف سرزمینِ دکن کی ایک سائنس ریسرچی کا ذکر
خیر کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے اسلام اور ملک
ملت کی خدمت تادمِ مرگ دل و جان سے کی۔
مولانا الحاج محمد انوار اللہ المحاطب بنجان بہادر
فضیلت جنگ سابق صدر الصدور و
میدانِ الہام امور مذہبی سرکار عالی کو دکن کا تو
خیر پچہ پچہ جانتا ہے مگر ہند اور تمام عالم اسلام
کے ذی علم ہمعصر بھی آپ سے بخوبی واقف ہیں
آپ کی علمی خدمات کی سزا ہر آپ کی تصانیف
ہیں۔ آپ نے حیدر آباد میں ایک ایسی علمی
فہم کر دی تھی جس نے بہت سے دماغوں کو
شاگرد دیا تھا کئی ایسے اہل قلم پیدا ہو گئے
تھے جو مسلم و مذہب کی کچھ نہ کچھ خدمت کرتے ہی

رہتے تھے اس سلسلہ میں ایک غیر موقت الشیوخ
رسالہ مقامہ الاسلام کے نام سے شائع کیا جاتا
تھا۔ اس میں صرف مولانا علیہ الرحمہ کے اعلیٰ تحقیقی
مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ بس نے انہیں
کتابی صورت اختیار کی۔ ان مضامین سے حدیثی
کو اس قدر دلچسپی ہوئی کہ ان مجموعہ مضامین کے
کئی کئی ایڈیشن قلع ہوئے۔ لیکن انوس ہے در
وہ رسالہ بعد میں جاری نہ رہ سکا۔

اس وقت ہم ایسے برگزیدہ اشخاص میں
حرف سرزمینِ دکن کی ایک سائنس ریسرچی کا ذکر
خیر کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے اسلام اور ملک
ملت کی خدمت تادمِ مرگ دل و جان سے کی۔
مولانا الحاج محمد انوار اللہ المحاطب بنجان بہادر
فضیلت جنگ سابق صدر الصدور و
میدانِ الہام امور مذہبی سرکار عالی کو دکن کا تو
خیر پچہ پچہ جانتا ہے مگر ہند اور تمام عالم اسلام
کے ذی علم ہمعصر بھی آپ سے بخوبی واقف ہیں
آپ کی علمی خدمات کی سزا ہر آپ کی تصانیف
ہیں۔ آپ نے حیدر آباد میں ایک ایسی علمی
فہم کر دی تھی جس نے بہت سے دماغوں کو
شاگرد دیا تھا کئی ایسے اہل قلم پیدا ہو گئے
تھے جو مسلم و مذہب کی کچھ نہ کچھ خدمت کرتے ہی

انجمن کو اپنے مقصد کے پہلے جز سے جس طرح
بن پڑا جتنی رہی۔ لیکن دوسرے جزیں کامیابی
حاصل کرنے کیلئے اس نے محسوس کیا کہ جب تک
اپنے خیالات اور مقصد کی اشاعت نہ کی جائے
اس وقت تک اس میں کامیاب ہونا بہت
مشورہ رہے۔ اس کے لئے یہ ناگزیر سمجھا گیا کہ
ماہنامہ شائع کیا جائے اور ایک ایسی کمی ہے
جس کو ہر محب وطن بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔

مولانا علیہ الرحمہ کی خاص اسلامی ہمدردی انکی
ہر طرح مدد کر کے ان کو بامداد و رفسا رخ تحصیل
کرتی۔ مگر آہ آج انقلاب زمانہ کے باعث
اس میں الاقوامی شہرت رکھنے والی درس گاہ
سے خود ملک کے اکثر حضرات نا آشنا ہیں۔
اس کا سبب کچھ نہیں۔ دہری مسلمانوں کا تنزیل
والنظام ہے مسلمان مدرسہ نظامیہ سے صرف
اس لئے دور ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کا
درس دیتا ہے۔

یہ حال ان مقاصد کو لے کر یہ ماہنامہ آپ
حضرات کے سامنے حضرت اقدس دعا علی خلد اقدس
ملکہ مملکتہ کی خوشنہیں کی مسعود تقریب میں
پیش کیا گیا۔ اور ہم نے اسے اس وقت تک پیش کیا گیا
ہے کہ یہ ماہنامہ علم و عمل کے ساتھ ساتھ دیدہ و زیب
طباعت کو لینے ہوئے قوم کے ہاتھ پہنچے۔ یہ
ہماری کوششوں کا نقش اول ہے۔ اس میں
عیوب اور مرکز دریاں دونوں شامل ہیں۔ جن کو
آئندہ بنریں تا حد امکان دور کر کے کی سعی
کیجا سکیگی۔ بین عوام سے عموماً اور صاحبان علم و فضل
سے خصوصاً توقع ہے کہ وہ ماہنامہ نظامیہ کی
جس قدر اور حسب طرح ممکن ہو سکے مدد فرمائیں گے
مدیرین

اس درس گاہ کے متخرجین پر بھی ایک
عرصہ تک جو دنیا کا عالم طاری رہا۔ آخر زمانہ کی
ٹھکانوں میں اسے بھرتی کر دیا گیا۔ اور کئی
انہوں نے اس عرصہ میں کو مسطور کیا کہ ہم اپنے
فسرین کو بھولے ہوئے ہیں۔ قوت عمل برسر کار
آئی جس نے ایک جماعت کی شکل اختیار کی۔
اس جماعت کا مقصد ایک طرف تو اس مدرسہ کی
کے لئے اور پرانے طلبہ میں اتحاد و یک جہتی
پیدا کر کے ان میں آزادی فکر اور قوت عمل
پیدا کرنا ہے۔ تو دوسرے طرف ملک و قوم
کی خدمت کر کے۔ عاتقہ مسلمین کو دین اسلام
کی صحیح راہیں دکھانا اور ان کو عمل پر آمادہ کرنا

جشن شہمانی

اولم القابہم

نشاہ اداکان والاخان

اربابو المعالی شیخ عبدالقادر قیصر فارغ التحصیل دہلی اسلامیہ مدرسہ وسطانیہ منگلہ خواہ زادہ مولانا محمد بن

سابق استاد ہفت

نذر عقیدت

ہے زمیں پر جو ملی بام فلک جو ملی
ہے ضیا باری میں کیا خورشید خاور جو ملی
آئی ہے بزم جہاں میں عید بکر جو ملی
بگنی مہیا ہے غشت کاسندر جو ملی
سے نہ نہیں کہتی ہے خاصیت زرجو ملی
دیکھ کر حیراں نہ کیوں ہو چشم اختر جو ملی
کرتی ہے مخلوق پر جو بارش زرجو ملی
سب منائے ہیں بعد خلاص ملکر جو ملی
ساتھ اپنے لائی ہے بخت سکندر جو ملی
ہفت اقلیم جہاں میں ہو معزز جو ملی

شاہ عثمان علی خاں کی ہے سلور جو ملی
چشم نجم خیرہ ہے بزم چراغاں دیکھ کر
عمرہ ڈالو بخت پیغام جشن ول فرور
اکھٹی ہیں چاروں طرف سواج میں کیفی
ملفوظات زنجیریں تاب کاویہ اثر
روز راز عید ہے ہر شب دکن کی شب بے اثر
ابر فیضان کرم سے شاہ کے ہے فیضیا
پارسی عیسائی اور ہندو مسلمان شاد ہیں
شاد و آلا کے نہ کیوں تابع ہو دار آریاں
آصف سابع کے تابع ہوں یہ توں کہاں

عرض کر قیصر زری بخت یہ فصلی میں سال
ہو مبارک آصف ہفتہ کو سلور جو ملی

علم و تعالیم

حضرت مولانا مونیؒ نے فرمایا کہ علم و تعالیم کا یہی مطلب ہے کہ انسان کی دنیا کے بنائے ہوئے بگاڑنے میں عقل تام ہے اور جسکے فضائل سے نہ فقط تمام قرآن و حدیث کے لکھنے بھرے ہیں بلکہ جسکی تعلیمات و برتری، دنیا کی ایک متفق علیہ و مسلمہ حقیقت و انجمن ہے۔ یہ اسی حقیقت سے کہ یہ دنیا انسان و قرآن پاک سے باہر الفائدہ فرمایا کہ۔

ھل یتوب الذین یعلمون والذین لا یعلمون
کیا عالم و جاہل دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

نیز یہ بھی ایک قابل توجہ امر ہے کہ خدائے پاک نے اپنی بنی "امی" کو جب تکامی ہونا عطا فرمایا ضروریہ اسلام میں داخل ہے "وَقَدْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ" فرمایا یعنی یون دعا کیا کہ وہ اسے میرے پروردگار میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔ نیز اسی بنی "امی" کے حق میں یون فرمایا کہ "لَا تَدْرِیْ لِقَیْ ذٰلِکَ عِلْمٌ عِنْدَ رَبِّیْ" صریحاً کہ اس بنی "امی" کو تعالیم دی ہے ایک زبردست قوتوں والے طاقت والے نیز ایسی مقدس ترین

"امی" کی نسبت ارشاد ہوتا ہے "لَعَلَّہُمْ اَلْکِتَابُ وَ الْحِکْمَةُ" کہ یہ ہمارا مقدس بنی "امی" تعلیم دیتا ہے تو ان کو کتاب کی (احکام ظاہری شریعت کی) اور حکمت کی (معارف و اسرار والے علوم کی)۔ ان قرآنی ارشادات کے اسوا احادیث بھی اتنی کثیر وار و ہونی ہیں کہ ایک مستقل تصنیف بن جائے کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ اوپر خدا سے پاک آپ کو مکمل بھی قرار دیتا ہے اور ادھر علم بھی کا بیجا کتاب و حکمت کا۔ اور خود حضور اقدس بھی اپنے آپ کو شہر علم فرماتے ہیں کہ "اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ" علی نبأ ہما۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں تو علی اسکا دروازہ ہیں اور پھر یہ بھی مشہور روایت ہے کہ "عَلَّمْتُ عِلْمَکُمْ اَلْاَوَّلَیْنَ وَ الْاٰخِرَیْنَ" یعنی میں اگلے پہلے سپہوں نے علوم سکھایا گیا ہوں اور پھر ان پر طرہ یہ ہے کہ حضور اقدس کو شاہد فرمایا گیا ہے اور وہ بھی مطابق بلا قید، جو جب اصول بلاغت و عربیت عموم و شمول پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ شاہد، کلام ہونا لازم ہے ورنہ شہادت کے کوئی معنی ہی نہیں اور پھر شاہد بھی جب مطلق اور عام ہوا تو اس کے علم سے کوئی چیز غائب رہیگی۔ چنانچہ اسی وجہ سے شاید کسی صاحب نے فرمایا ہے۔

وَمِنْ عُلُومِهِ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی ای شاہ مقدس سلم تیرے علوم کے منجملہ لوح و قلم و اسے علم بھی ہیں، واقعی شاہد اور پیر مطلق و بلا قید شاہد کے معنی کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں جو کچھ ایک تبحر عالم معنوی مولوی نے کیا ہے کہا۔

در نظر پوش مقامات العباد

لاحقاً نامش خدا شاہد نہاد
مگر عرض یہ ہے کہ اگر کوئی یوں کہے تو

کیا حرج ہے۔

در نظر پوش ہر ذات و صفات

ہم مقامات العباد و کائنات

ماضیات و آتیات و مالیات

ظاہر و باطن شائع معارف

اسکی تفصیل تو معنون انشاء اللہ و اللہ بہو

ہیں آپ کو ملیگی یہاں محض اتنی ہی عرض ہے کہ

علم و حکمت ایتھ کے ساتھ بھی جمع ہو سکتے ہیں

اُمی و جاہل اسی سے آپ کو معلوم ہونا چاہیو

کہ علم کی حقیقت وہی نہیں جو

متعارف عامہ و مہود و رائج ہے، یہ کہہ کر لی سا

ہے حسب رواج ملک کہہ نا پڑنا سیکھنا بلکہ علم کی

وہست مہنوم قیاد و بندہ نوشتہ خواندہ نے بھی

آزاد ہے۔ کیونکہ اسی عربی تفسط ہے اور احم

دمان کے طبع فطوب جسکے سنے یہ ہونے

کہ اسی عرف عربی میں وہ شخص ہے جو بن بڑھا لکھا

جیسے مان کے گو و کا پچہ پانچو اہل نعت اسکے

یہی نئے کہتے ہیں اس لحاظ سے اسی و جاہل کے

در میان عموم جہل و حق کی نسبت ہونی نہ

ہر اُمی کا جاہل ہونا لازم ہے اس واسطے کہ یہ ممکن

ہے بلکہ امر واقعہ کے بہت سے ایسے حضرات سلف

و خلف میں تھے اور میں جو کہنا پڑہنا نہیں جانتے

مگر کسی امت و ادبی صحبت میں سیکھوں معلومات حاصل

کر لیتے تھے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال

سے قطع نظر صحابہ و تابعین و مخیر میں ایسے بہت

سے اصحاب و وجود تھے جو کسی عالم کے حلقہ

میں حاضر ہو کر سیکھوں مسائل سے واقف

ہو جاتے تھے۔ ایسا ہی ہر جاہل کا اُمی ہونا ضروری

نہیں کیونکہ بہت سارے ایسے حضرات بھی ہوئے

ہیں جو اپنی زبان میں کچھ نوشتہ و خواندہ سے تو

واقف ہو جاتے ہیں مگر ان کے ہاں علم نہیں

ہے البتہ ایک صورت یہ بھی ہے جو اکثر بیشتر بانی

جاتی ہے اور عرف عامہ بھی اسی پر قائم ہے کہ۔

عالم جہل ہوتا ہے اور لکھنے پڑھنے بھی۔

حقیقت علم

علم بمعنی مصدر لغت عربی میں جاننے کو کہتے ہیں اور بمعنی اسم مصدر (عناصل بالمصدر) دانش و دانائی کہ جو جاننے سے پیدا ہوتی ہے اور اصطلاح علماء میں، علم اس ملکہ کا نام ہے جس سے کسی خاص موضوع کے اصول و فروع کے استخراج و دریافت حاصل ہو سکے۔ نابراین اگر کوئی شخص کسی خاص فن کی کتابیں پڑھے مگر یہ اُسے یہ ملکہ حاصل نہ ہو تو وہ اس علم کا عالم نہیں کہلا سیکے گا اس سے معلوم ہوا کہ علم کسی مکلف میں بھی پڑے گا نام نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علم کیلئے پڑھنا ذریعہ و سبب علت ہے مگر بھر بھی علت تامہ نہیں کہ تخلف ناممکن ہو۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ سب کچھ پڑھیں مگر علم حاصل نہ ہو۔ آجکل کے طلبہ میں ایسی مثالیں بجز تبتائی ہیں نہ محقق ہو و نہ دانشمند چار پائے بروکنا بے چند

علم مطاوب | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس علم سے مقصد کیا ہے جسکی یہ ساری فصلیتیں ہیں اور جس کے بغیر انسان اپنی انسانیت میں کامل نہیں ہوگا بلکہ انسان ناجوان رہ جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ہر علم والا اپنے علم کو

پیش کرتا ہے اور اسی کو علم مقصود و مطلوب بتاتا ہے مگر آج تک کوئی ایسا حل معلوم نہ ہو سکا جو اس مشکل کو حل کر سکے یا اس سوال کا صحیح جواب ہو سکے ایک پڑسنے فیشن کا مولوی یہی کہہ گا کہ علم درحقیقت درس نظامیہ کی نصابی کتابیں ہیں نئی فیشن کا گریجویٹ کہہ گا کہ درس نظامیہ سے درحقیقت ایک ایسا عالم تیار ہو سکتا ہے جو کسی مسجد کا موزن یا امام یا کسی مسیح کا ملازمین سکے بلکہ علم کو میاب و تحقیقت علوم مغربیہ جن جو یورپ کی گوری سر زمین ظلمات سے ایشیاء افریقہ پر نازل ہوئے ہیں غرض کہ ہر علم والا اپنے علوم کی تائید کرتا ہے اور اسی کو علم مطلوب و مقصود قرار دیتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ملکہ کے لئے آیا قرآن پاک بھی اس بارے میں کوئی قطعی فیصلہ رکھتا ہے؟ میرا خیال ہے اور میرا ہر س نگاہ کنج کاوی کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے گی کہ قرآن پاک جس طرح سیکڑوں امور اختلافیہ کا اپنے اندر فیصلہ قطعی رکھتا ہے اس بارے میں بھی اس کا فیصلہ موجود و محفوظ ہے یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان اقوال و تفسیری کے شعور و شغب میں اس کے طرف توجہ نہ کریں وہ اقوال تفسیری بن کے اندر سیکڑوں ہزاروں اسرائیلی یہودی روایات و آثار کو دخل مل گیا ہے اور انہیں کو "تفسیر" سمجھ لیا گیا ہے اور مزہ یہ ہے

سجود ملائکہ و تعلیم اسما و اسرار کائنات و سکونت جنت و حیات فردوسی ہے۔

سہولت باطنین کے خیال سے اسکی پوری آیات کا بہان نقل کر دینا مناسب ہے وہی حدہ اور یاد کرو وہ قصہ جبکہ آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ (دیکھو) میں زمین میں اپنا ایک نائب و قائم مقام بنایا چاہتا ہوں وہ بولے (کیا تو ہمارے جیسے) ایسے شخص کو خلیفہ بنایا چاہتا ہے جو زمین میں خدائے اعلیٰ اور خون خرابے کرے گا حالانکہ ہم اس سے زیادہ اس کے اہل ہیں کیونکہ تیری حمد و ثنا کرتے ہوئے تیری پاکی و عظمت بیان کرتے رہتے ہیں فرمایا میں خوب جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور دیکھ لیا ہوا کہ، خدا نے سکھا دئے اور تعلیم دی آدم کو تمام کائنات کے نام اور ان کے خواص و اسرار کی پھر انکو فرشتوں پر پیش کیا اور فرمایا اگر تم اپنے ادعا میں کہ ہم آدم سے زیادہ خلافت کے اہل ہیں، سچے ہو تو ان اسماء و اسرار کائنات کو بتا دو۔ وہ بولے کہ پروردگار تو پاک ہے ہمکو تو علم اسی قدر ہے جسقدر تو نے ہمیں سکھایا اور حقیقی علم و حکمت والا تو تو ہی ہے پھر خدا نے آدم سے، فرمایا اے آدم! فرشتے تو نہ تباہ کئے تم ہی تباہ و دان فرشتوں کو، ان رکائنات مع

ان کے خلاف کچھ بولنا "تاویل" موجب اربع وصال تصور کیا جاتا ہے اور اس پر اوزے کسے جاتے ہیں گویا کہ یہ تفسیری آراء رجال فحی و الہامی میں اور موجب علم قطعی، جسکے خلاف کہنا تفسیر بالرای، جو ممنوع قرار دی گئی ہے حالانکہ یہ نظریہ ہی محل بحث نہیں ہے کہ جو اقوال تفسیری مروی ہیں وہ کہاننگ قابل وثوق و متبر یا موجب علم قطعی ہو سکتے ہیں، اور جو اقوال و آراء ان اقوال تفسیریہ مرویہ کے خلاف آج پیدا کئے جائیں "بشرطیکہ وہ دیگر سلمات اسلامی اور معانی قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں اور جو کچھ بھی ہوں لغت عربی و قواعد عربیت کے خلاف نہ ہوں، وہ کہان نام تفسیر بالرای مذموم میں داخل ہو سکتے ہیں خیر یہ بحث دوسری ہے جسپر دوسری صحبت میں بحث کیا جاسکتی ہے اسوقت مجھے اس بحث منطوری نہیں۔

بیان محض اسقدر کہنا ہے کہ قرآنی فیصلہ اس علم و تعلیم کی نسبت کیا ہے جو انسان کی انسانیت کے لئے دو حیات انسانیت ہے اور جسکی معقودہ "موت انسانیت" میری مراد اس قرآنی فیصلے سے قصہ اختلاف آدم و

خواص و اسرار حقایق کے نام جب بتا دیا آدم نے فرشتوں کو، ان کے نام و کام تو خدا نے فرمایا فرشتوں سے مطالب ہو کر کیا میں نے نہ کھا تھا تم سے کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور وہ بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ بھی جو تم چھپاتے ہو۔ نیز یہ بھی یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم اور تمہاری بیوی اب باغِ جنت میں رہا کرو اور اس میں سے جو چیز چاہو اور جہان سے چاہو بے فکر ہی کے ساتھ مزے کھاؤ۔

یہ قصہ آدم کے آیات شریفہ جو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ اپنے دماغ کو سب ماحولی خیالات سے پاک و صاف کر کے غور فرمائیے اور دیکھئے کہ اس ترتیب وار کلام کا انداز کیا بتا رہا ہے اور اس سے آپ کو کیا بات معلوم ہوتی ہے۔ کیا خلاصہ یہی نہیں کہ خدائے پاک فرشتوں پر اپنا یہ منشا ظاہر فرماتا ہے کہ میں آدم کو زمین پر اپنا نائب و قائم مقام بنایا چاہتا ہوں بولتو ہی کہ تمہارا اسکی نسبت کیا خیال ہے انہوں نے بے تبحر و تقدس و روحانیت کا اور خدا کی حمد و طاعت و عبادت کا اور پھر نبی آدم کی تعظیفاً ندرت و مادیت کی سیاہ کاریوں کا خیال بکے اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں کہ اسے

پروردگار تو ہم روحانیوں اور سترپا اطاعت گزاروں کو مجبور کر ایسے مخلوق کو کیوں انتہا فرما رہا ہے جو طبعاً و فطرتاً بوجہ مادیت و ظلمائیت مادہ سیاہ کار ہو گا تو اس پر حکم ہوتا ہے کہ میں جو جانتا ہوں اور سے تم کیا جانو بھر جب علوم کائنات و فطرت کی تعلیم حضرت آدم کو دی جاتی ہے کیونکہ ان کو اپنی زندگی کی سنوار کیلئے ان لطیفیات و ادیات اور قوائے علوی و غلی سے کام لینا ہی پڑے گا اور فرشتوں کو بوجہ تبحر و علم و اہل ان علوم کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اس لئے انہیں اس کا علم ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ انکی فطرت اور جبلت میں پھر مادہ ہی نہیں ہوتا اس لئے اس علم کی وجہ حضرت آدم و ذریت آدم کی برتری فرشتوں پر ثابت کی جاتی ہے اور پھر انہیں آدم و نبی آدم کے سامنے جھک جانے اور سر نیا زخم کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ رب حسب الحکم ایزدی سرحد ہو جاتے ہیں مگر ایک فوت شرانکی مبطع نہیں ہوتی بھر حبت کی خوشحال اور خوشگوار زندگی جینے کا اس انسانی جوڑے کو حکم ہوتا ہے اور وہ حسب الحکم اسی طرح خوشگوار و خوشحال زندگی جینے لگتے ہیں مگر یہ فوت شر جس سے یہ بوجہ ان کے مادی و جسمانی ہونے کے متاثر ہوتے ہیں اور ان دونوں کو

اس حینت والی خوشحال زندگی سے نکال دینا چاہی ہے لہذا آخر کار بطریق ایمل عورت کے ذریعہ غالب آکر انہیں نکال باہر کرتی ہے۔
باقی آئندہ

مدرسہ کی خبریں

اس امر کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قدیم اور جدید درسگاہیں اپنی زندگی کا سال روان رکھتے ہیں۔ کہیں امرداد و خیر پور کا مہینہ ہے تو کہیں شوال کا مہینہ عرض مقصد میں دونوں متفق ہیں نہایت خوشی کا مقام ہے کہ آج ہیں اپنے محل میں مادر علیہ کے حالات شائع کرنے کا موقع ملا۔

میتاج امتحانات

ہر سال ۵ ہر شوال سے میٹاج کی زندگی کا سال وان شروع ہوتا ہے طلبہ نے مکانات اور مقامات سے مدرسہ میں آنا شروع ہوتے ہیں جدید طلبہ داخلہ کے لئے آتے ہیں کمیٹی امتحانات کے جانب سے نتائج شائع ہو جاتے ہیں عرض ۶ ہر شوال سے مدرسہ میں چہل پہل شروع ہو جاتی ہے ہر جگہ مدرسہ میں اور مذاکرہ علیہ کا سلسلہ شروع رہتا ہے سال جو نتیجہ شائع ہوا ہے اس کے مادہ

درج ذیل ہیں۔

نام امتحان	ابتدائی	آخری	جملہ
مولوی کامل	۱	۱	۲
مولوی فاضل	۰	۲	۲
مولوی عالم	۰	۳	۳
مولوی	۰	۰	۹
جملہ			۱۶

ان امتحانات کے علاوہ قرأت کے امتحانات بھی ہیں اس سال قرأت سبعین ایک طالب علم اور قرأت سیدنا عاصم کوفی میں ۲۰، طلبہ کامیاب ہوئے۔

برادران مدرسہ حلقہ سائنہ

ہے کہ اس سال حلقہ سائنہ میں برادران نظامیہ سے مولوی حاجی فیروز الدین صاحب مولوی کامل اور مولوی محمد سعید صاحب فاضل کا انتخاب عمل میں آیا ہم ان دونوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ورزش

طلبہ کی صحت و تندرستی کا نظم رکھنے کے لئے مدرسہ کی جانب سے بطور خاص ایک معلم ورزش مامور کیا گیا ہے جو روزانہ صبح اور شام طلبہ سے قدیم اصول کے موافق کام لیتا ہے ضرورت ہے کہ موجودہ نظام ورزش میں خفیف

سی اصلاح و ترمیم کے بعد مزید وسعت دین

نواب فخریہ جنگ بہادر کی خدمت میں

مبارک باد۔ اس سال کے مرتبہ

واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت

افدس واعلیٰ نے بمرحوم خضر و انہ مالینجانب لوی

فخر الدین احمد خان فخریہ جنگ بہادر میر مجلس

مدرسہ نظامیہ کو صدر المہامی عدالت و امور مذہبی

اور صدارت العالیہ کے عہدہ جلیلہ پر متنازع فرمایا

ہم اس اعزاز پر نواب صاحب مدوح کو مبارک

بادیتے ہیں۔

تحریر ایک وان مدرسہ

مدرسہ نظامیہ

خالص قومی اور

ایک مذہبی درسگاہ ہے جہاں دینیات کی اعلیٰ

تعلیم و تربیت کا نظم ملحوظ رہتا ہے حضرت بانی

علیہ الرحمہ نے اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر اسکی

داع بنیل ڈالی تھی اسکو ذات شانہ کی سرپرستی

کا اعزاز بھی حاصل ہے اسوقت مدرسہ کو جو

سرکاری امداد ملتی ہے وہ مدرسہ کے ضروریات

کیلئے بالکل کافی نہیں جو آمدنی اس مدرسہ کو

حاصل ہوتی ہے اسی میں اساتذہ کرام مشاہرت

اور غیر متعلق طلبہ کے طعام اور لباس کا نظم ہے

بیت سے طلبہ دور دراز مقامات سے تحصیل

علم کے لئے آتے تو ہیں مگر گنجائش نہ ہونے سے

والیں چلے جاتے ہیں۔ اساتذہ قلیل مشاہرت

پر مدرسہ کی خدمت علم و مذہب کیلئے انجام

دے رہے ہیں۔ اہل خیر حضرات اودعایان

تعلیم مدرسہ کی اس ضرورت پر توجہ کریں تو

یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔

دن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں

آئے بیسویں مہینہ تحریکات ظہور پذیر ہوتے

رہتے ہیں اور ہر تحریک کے احیاء میں اندازہ

سے زیادہ اعانت کی جاتی ہے لیکن مدرسہ نظامیہ

جو ۶۰ سال سے ملک و ملت کی خدمات

انجام دے رہا ہے وہ عطایا سے کسی طرح

محروم نہیں رہ سکتا اگر اہل دل مسلمان مدرسہ

کی اس ضرورت کا خیال کر کے مدرسہ کی امداد

فرمائیں تو ناسب ہوگا امید کہ ہمارا ملک سب

سے پہلے اس قومی و مذہبی ادارہ کی امداد کی

طرف جلد توجہ کرے گا۔

ہر مرض کی دوا زندہ طلبہ ہمارے ہر جگہ دستیاب

ہو سکتی ہے۔

۲۔ مکتبہ ابراہیمیہ۔ عاید روڈ سے ہر قسم کی کتابیں دستیاب

ترغیب عربی

پیشانی

از مولوی محمد امین شریف صاحب ازل نشی فاضل مولوی کمال نظامیہ مدرسہ

کافی ہے یہی ایک فضیلت عربی کی
اللہ نے جب آپ کلام اس میں کیا ہے
محبوب خداوند کی محبوب زباں ہے
ہے پانچ نمازوں کی اذانوں سے ہویدا
یہ مردہ زباں کہتے ہیں ہے زندہ جاوید
اردو جو ہے خاتم تو نگینہ عربی ہے
ہے مذہب اخلاق کے گنجینہ کی مفتاح
دم بھر میں شبانوں کو شہنشاہ بنایا
اے مسلم بانا زنجیر مہدی سے المجد
پچھین میں ازاں کان میں پہنکی گئی تیر
اور وقت پسین ہوتی ہے یقین شہادت
قوموں کو تمدن کا سبق اوسنے پڑایا

خالق کو بھی منظور ہے عزت عربی کی
مومن کے یہاں کیوں نہ وقت عربی کی
حضرت کی محبت ہے محبت عربی کی
بہت سہرا فلاں ہے نوبت عربی کی
اب یہی تو کڑوڑوں میں شہرت عربی کی
اردو کی ضرورت ہے ضرورت عربی کی
اسلام کی رونق ہے بدولت عربی کی
گیسی یہ کرامت ہے کرامت عربی کی
حاجت ہی ہے حاجت ہی ہے حاجت عربی کی
ہوئے نہ کبھی تاکہ تلامذہ عربی کی
پیر کیوں نہیں دل میں تیرے الفت عربی کی
تہذیب کی گردن پہ ہے منت عربی کی

اللہ سے ہر وقت ازل کی یہ دعا ہے
ہو شرق سے تا غرب حکومت عربی کی

حُب ذات کس میں زیادہ ہے مرد میں یا عورت میں

ایک سری خاتون کے قلم سے

سب سے پہلے مجھے یہ ظاہر
کر دینا چاہئے کہ دنیا کی ترقی کے لئے جس طرح
ایثار کرنے والے ضروری ہیں، اسی طرح جب
ذات رکھنے والے بھی ضروری ہیں اگر ایک آدمی
بھی جب ذات رکھنے والا باقی نہ رہے۔ تو ایثار
کرنے والے لوگ کس کی خدمت کریں گے؟
وہ ضرور دل میں گھٹ گھٹ کر مر جائیں گے
کیونکہ ان کے لئے ایثار کی نیکی پر عمل کرنے کا کوئی
موقعہ موجود نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ دونوں،
خصلیت رکھنے والے دنیا میں تھریبا مساوی
تعداد میں موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے
اس لئے اس صورت حال کے پیش آنے کا
کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب
ذات کس میں زیادہ ہے، مرد میں یا عورت میں
میرے خیال میں جواب صرف ایک ہی ہو سکتا
ہے، اور وہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر جنس نسوانی
میں یہ خصلت زیادہ پائی جاتی ہے۔ عورتیں
علی العموم جب ذات کی سماجی مہم اٹلاتی ہیں۔

ہر عورت اپنی طبیعت پر تھوڑا سا غور کر کے
یہ حقیقت معلوم کر لے سکتی ہے برخلاف اسکے
مردوں میں ایثار کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ عورتیں
خود غور کریں کہ ان کے آرام و آسائش کے لئے
مرد کتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں؟ ہمارے لئے دروازے
کھولتے ہیں ہماری گری ہوئی چیزیں اٹھا دیتے ہیں
ریل اور ٹریم وغیرہ سوار یوں میں ہمارے لئے
اپنی جگہ خالی کر دیتے ہیں۔ ہمارے سر پر چھتری
لگا کے چلتے ہیں۔ غرض کہ اٹھنے بیٹھنے، کھانے،
پینے، ہر چیز میں ہمارے لئے ایثار کرتے ہیں
خود تکلیف اٹھاتے ہیں اور ہمیں آرام دیتے ہیں!
حقیقت یہ ہے کہ عورت، مرد کی اس خصلت
سے بہت خوش ہوتی ہے۔ اسے اسکی مردانگی
کی علامت سمجھتی ہے۔ اسی طرح مرد بھی عورت کی
حُب ذات پسند کرتا ہے۔ بلکہ اگر ہم عورتوں میں
حُب ذات نہ ہوتی، تو مرد ہم سے سخت نفرت
کرنے لگتے یہی حُب ذات، بناوٹی کمزوری،
مصنوعی نزاکت، وہ ڈانٹیں ہیں جو ہمیں مرد کی
نظر میں مغز و محبوب بنائے ہوئے ہیں۔

مکتبہ قاسمی نظام شامی روڈ حیدر آباد دکن سے ہر قسم
کی ایسی وغیرہ دوسری و سامان اشیش نری واجبی قیمت پر
تیار ہو سکتے ہیں۔

افسانہ

ترکی تاریخ کا ایک مجہول صفحہ

فہرزدہ چمک افروز ناک انجام

کم گونج شہزادہ چمک افروز ناک۔ ماحم ہر خون نے بھی اسکا ذکر نہیں کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ نام بالکل اجنبی معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس کا واقعہ ترکی تاریخ میں ایک نہایت ہی غم ناک فاجعہ (ٹریجڈی) ہے اور اس وقت بھی مشرقی دنیا کے لئے عبرت و موعظت کا ایک درس ہے۔

۱۱، چم۔ یا یورپ میں تلفظ کے مطابق ”دزیرم“ ایک بد نصیب مشرقی شاہزادہ ہے۔ مصائب و آلام نے اس سے محبت کی زبانہ نے بے وفائی کی عسرت و غم اپنے کایچھا کیا۔

سلطان محمد، فاتح قسطنطنیہ کا بیٹا بچھلا لڑکا تھا۔ اس میں جمالی قوت، اذہانت، حسن، خوش مزاجی، رقیق احساس، شجاعت، جملہ اوصاف جمع ہو گئے تھے۔ پیدائشی شاعر تھا۔ ترکی شعر و ادب میں اب تک اس کے آثار موجود ہیں اور اسکی ذہنی بلندی اور شاعرانہ تخیل کا بہترین ثبوت ہیں۔

اوس کا آغاز نہایت امید افزا تھا۔ گمان ہوتا تھا کہ قدرت اس پر پوری طرح مہربان ہے بھی اس کی عمر دس برس ہی کی تھی کہ اولوالعزم باپ

محمد فاتح اس کی قابلیت کا معترف ہو گیا۔ اور صوبہ قسطنطنیہ کا حکم مقرر کر دیا۔ بیان شعراء وادباؤ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی کم سن شہزادے نے انہیں باریاب کیا تعلقات بڑھائے، اور خدا واد قابلیت کے ساتھ شعروادب کا باقاعدہ مطالعہ کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں اپنے استادوں سے بھی بازی لے گیا۔ اسی زمانہ میں ایک فارسی قصے ”خورشید و جمشید“ کا ترکی شعر میں ترجمہ کیا اور اپنے والد کے نام پر یہ کیا محمد فاتح بہت خوش ہوا پہلے سے زیادہ مہربان ہو گیا اور صوبہ گلکیشیا کی حکومت سپرد کر دی۔ اس وقت ”چم“ کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی مگر وہ بخت کار حکمران بن چکا تھا۔

گلکیشیا میں اس نے اپنی انتظامی قابلیت کے بڑے بڑے ثبوت پیش کئے۔ یہہ موعوبہ پہلے سلجوقیوں کی ایک ریاست تھا۔ آل عثمان نے اسے فتح کر لیا تھا، مگر پوری طرح قابو نہیں پاسکے تھے۔ ہمیشہ بد امنی اور شورش برپا رہتی تھی۔ سابق سلجوقی حکمران انجاوتون پر بغاوتیں کرتے رہتے تھے مگر کے جرکس بادشاہ اور ایران کے شہنشاہ ان کی امداد کرتے تھے۔ اوس وقت ترکی سلطنت میں اس صوبے سے زیادہ مشکل حکومت کسی

وہ بے کی نہ تھی۔ والیوں پر والی آتے تھے
بڑا کام لوٹ جاتے تھے۔

لیکن جم نے آتے ہی اپنی بے نظیر ہمت
شجاعت سے کام لے کر تمام شورش پٹ نہ
منار صر کا خاتمہ کر دیا۔ ہولناک معرکوں میں بیخود
خطر کھس جانا تھا دست بدست لڑائیاں
لڑتا تھا۔ بڑے بڑے نہ زوروں سے نبرد
آزما ہوتا اور ہمیشہ غالب رہتا۔ تھوڑے ہی
دنوں میں اس کا رعب دلوں پر چھا گیا جم
کا نام دل دھلا دیتا تھا۔ باشندے دُور سے
اُس کا نام نہیں لیتے تھے "رستم دوراں" کے
لقب سے یاد کرنے لگے تھے۔

(۲) یا پنج برس تک نہایت بیدار مغزی سے
حکومت کرتا رہا ہر طرف امن و امان قائم
ہو چکا تھا۔ کوئی پیچیدگی بھی باقی نہیں رہی تھی
اب اس نے اپنے پیش معطل پایا۔ اس قتل نے
اُس کے مزاج میں تبدیلی پیدا کی۔ اور اسی
تبدیلی سے اُس کی بدھیمی کا آغاز ہوا۔
حکومت کی ذمہ داریوں سے غافل ہو گیا
عیش و عشرت کے بساط بچھا دی۔ نفس پرستی
کا دروازہ کھول دیا۔ اس کا محل بواہوسوں
کا مرکز اور عیش پرستوں کا کعبہ بن گیا۔

اب تک وہ پوری قوم کا محبوب تھا۔ کوئی
نہ تھا جو اسے مُذخّر کا سپاہی بالین نہ خیال کرنا
ملک بھر کی ہی رائے تھی کہ آئندہ سلطان وہی ہو
لیکن اس نئی تبدیلی نے اس کی شہرت و مقبولیت
کو سخت نقصان ہو پنا یا دو جماعتیں قائم ہو گئیں
ایک اب بھی اُس کی مؤید تھی پورے یورپ کے
مقابلے کی قوت اُسی میں دیکھتی تھی یہ جماعت
وزیر اعظم محمد نشانی بادشاہ کی تھی دوسری جماعت
فق و فجور کی وجہ سے اس کی سخت مخالف تھی
وین دامت کے لیے اُسے خطرناک سمجھتی تھی۔ اس
جماعت کا سرگروہ شیخ الاسلام تھا۔

جم کا حریف بائزید تھا۔ یہ اس کا بڑا بھائی تھا
اور ترکی دستور حکومت کی رو سے اپنے باپ کا
وارث تھا۔ سلطان محمد کی زندگی میں دونوں
حریف دور دور رہے لیکن اُس کی وفات کے
بعد تصادم ضروری تھا۔

جم عقلمند بہادر، اولوالعزم مگر عیاشی کو
وجہ سے غفلت کا شکار ہو گیا تھا۔ بائزید بچھا
بزدل پست ہمت مگر سلطنت حاصل کرنے
بے قرار تھا۔ بائزید اپنے بھائی کی قابلیت و
وائف تھا اس لیے بہت بیدار رہتا تھا۔
(۳) اپنے باپ کی وفات کے وقت دو

(۴) اب جم کی زندگی کے ہولناک تاریک دن شروع ہوتے ہیں قاصد ہوا کی طرح اڑ کر بایزید کے پاس پہنچا۔ سولی عہد گویا پہلے ہی سے طیارہ بن چکا تھا فوراً روانہ ہو گیا اور نہایت سرعت سے اپنے تخت میں داخل ہوا۔ لیکن قصر شاہی میں فوج نے داخل ہونے نہیں پایا اور اپنا انعام طلب کیا۔ گویا اپنی وفادار مہی کی قیمت یعنی جاہی۔ بایزید، ڈرپوک تھا۔ فوراً خزانہ کا منہ کھول دیا اور سب کو خوش کر دیا۔ بعد میں یہی بخشش فوج کا مطالبہ اور قرضہ بن گئی اور سلطنت کے لئے بہت مضر ثابت ہوئی بایزید تخت نشین ہو گیا اور اپنے بھائی جم پر قابو حاصل کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ جم اب تک اس انقلاب سے بے خبر تھا باب کی وفات اس وقت معلوم ہوئی جب صدر اعظم قتل اور بایزید تخت نشین ہو چکا تھا۔

سخت منہج ہوا کہ کیا کرے؟ بھٹہ طاہر تھا کہ صدر اعظم کے بعد بایزید تخت میں اس کے حامیوں کی کوئی جماعت باقی نہیں رہی ہے۔ علماء اس کے سخت خلاف ہیں اور عام رائے انہی کے زیر اثر ہے۔ اب اُسے اپنے سامنے دو ہی راہیں نظر آتی تھیں۔ بھائی کی اطاعت، یا جنگ۔ پہلی صورت کی طرف اس کا رجحان تھا۔ مگر وہ باتوں سے ڈرتا تھا

بھائی بایزید تخت، قسطنطینہ سے دور تھے جم کلیشیا میں تھا اور بایزید آماسیا کا حاکم تھا۔ وزیر اعظم محمد نشانی باشا جو کہ جم کا طرفدار تھا، اس لئے اس نے سلطان کی موت فوج سے مخفی رکھی۔ کیونکہ فوج تمام ترقی کے علماء کے زیر اثر تھی اس نے پہلے ایک خفیہ قاصد جم کے پاس بھیجا کہ فوراً پایہ تخت پہنچو اور سلطنت پر قابض ہو جاؤ نیز وہ تدبیریں بھی لکھیں جن سے بایزید زیر کیا جاسکتا تھا۔ کئی دن بعد دوسرا قاصد بایزید کے پاس بھیجا اور تخت نشینی کی دعوت دی۔

دونوں قاصد روانہ ہو گئے۔ مگر جم بدتم تھا۔ اس کا قاصد پہنچ نہ سکا۔ کوتاہیہ کا حاکم نان پاشا، بایزید کا طرفدار تھا۔ وہ حقیقت سے واقف ہو گیا اور قاصد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ دوسری مصیبت یہ بڑی کہ بایزید کی فوج کو سلطان کی وفات کا بہتہ چل گیا وہ شاہی محل میں گھس پڑی اور بایزید کے لڑکے کو بایزید کی آمد تک سخت پریشان کیا۔ سلطان محمد فاتح نے اپنے دفینہ دو کون کسے بیٹے بطور ضمانت کے اپنے پاس رکھ چھوڑے تھے تاکہ وہ وفادار اور اطاعت شعار رہیں۔ معاملہ یہیں خپسم نہیں ہو گیا بلکہ فوج سازش سے بھی واقف ہو گئی اور وزیر اعظم کو قتل کر ڈالا

باہر ہی باہر فیصلہ کر لینے پر مجبور کیا۔ میدان جنگ گرم ہوا اور پہلے ہی معرکہ میں بایزید کی فوج بھاگ نکلی، پھر مظفر و منصور شہزادے داخل ہوا اور اپنی سابق عیاشی پھر شروع کر دی اب اسے کامل یقین تھا کہ پایہ تخت کا مالک ہو جائے

لیکن یہ اوس کی سخت غلطی تھی بایزید نے ایک فوج گراں سناں پاشا کی سپہ سالاری میں بھیجی۔ گیناں سے ایک دوسری فوج اس کی کمک پر چل دی اور دونوں ملکر چم پر حملہ کر دیا عیش پسند شہزادے کے سپہ سالار نصوح نے دشمن کی قوت دیکھی تو درہ ازواد کی طرف پلپا ہو گیا۔ خود چم کو بھی بروسہ خالی کرنا پڑا صرف سترہ دن کی حکومت اوس کی قسمت میں لکھی تھی۔

بایزید نے صرف اپنی جنگی قوت ہی پر بھروسہ نہیں سازش کا جال بھی پھیلا دیا۔ جی بڑی بڑی رشوتیں دے کر چم کے بہت سے آدمی ملائے حتیٰ کہ اُس کا وزیر یعقوب بھی خیانت پر آمادہ ہو گیا۔ یعقوب نے اپنے آفا کو بنی شہر چلنے کا مشورہ دیا۔ یہاں بایزید کی ایک بڑی فوج موجود تھی۔ فوراً چم پر ٹوٹ پڑی

ایک یہ کہ گلیشیا کی حکومت اس کے ہاتھ سے چھین چکی تھی۔ دوسرے یہ کہ بایزید اسے قتل کرنے کی کوشش کر رہا کیونکہ ترک سلاطین کا یہ نام دستور تھا کہ اپنے بھائیوں کو قتل کر دلا کرتے تھے۔ اگرچہ کوہ کتنے ہی مصلح و وفادار ہوں۔

مجبوراً اس نے جنگ کا عزم کیا۔ اسے اپنی کامیابی کی قوی امید تھی گلیشیا کے باشندے جنگجو اور وفادار تھے اس نے خیال کیا۔ بایزید بزدل اور پست ہمت ہے۔ ہرگز مقابلہ نہ کر سکے گا۔

(۵) چنانچہ وہ فوراً اکبرستہ ہو گیا۔ اور ایک چراغ فوج بے کربروسہ کی طرف بڑا۔ بردوسہ سلطانیت کی کجی ہے۔ اسے یقین تھا۔ بایزید کی یلپا سے پہلے ہی وہ بروسہ پر قابض ہو جائے گا مگر بایزید بھی ناخن تھا۔ مقابلہ کن یلپا کی کچلا تھا۔ چم کے متحرک ہوتے ہی اس نے بھی ابا زیا کی قیادت میں ایک فوج روانہ کر دی اور خود بھی ایشیائی ساحل پر جنگی کارروائی کرنے کے لیے آ موجود ہوا۔

دونوں فوجیں بیک وقت بروسہ کے سامنے پہنچیں شہر والوں نے اپنی بربادی کے خوف سے دونوں شہر کے دروازے بند کر دیے

شکست کے ایک ہفتہ بعد وہ قونیہ پہنچا
یہاں اپنی ماں اور بیوی سے ملاقات ہوئی۔
انھیں لے کر شام روانہ ہوا۔ اور شام سے ۲۸
جوں سلطان کو مصر پہنچا مصر میں اوس کا بڑا
شاندرا استقبال کیا گیا خود سلطان قایمباغی نے
شہر کے باہر آکر شیر مقدم کیا اور معزز مہمان کو
اپنے محل میں آمارا چار مہینے آرام لینے کے بعد
جج کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ وہاں بہت سے
ترک سرداروں سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ
بایزید کے خلاف تھے۔ انہوں نے شاہزادہ کو
انہ سر نو قسمت آزمائی کا مشورہ دیا اور اپنی
عقیدت و خدمت پیش کی۔ انہی میں قاسم
بک حاکم گلشیا بھی تھا۔

(۷) چم نے پھر کمر ہمت چست کی۔ حلب
پہنچا وہاں بایزید کے کئی باغی سپہ سالار اس
کے انتظار میں تھے انھیں ساتھ لے کر گلشیا
گیا اور وعدہ کیا کہ سلطان بننے کے بعد گلشیا
کو خود مختاری بخش دیگا۔

چم نے ایک بڑے فوج جمع کرنی اور قونیہ
کی طرف بڑھا۔ بایزید نے سنا تو ایک لشکر گران
کے ساتھ روانہ ہوا۔ اُس کی فوج کا سپہ سالار
اپنے زمانے کے سب سے بڑا جنگی آدمی تھا۔

اب بھی پلہ شاہزادے ہی کا بہاری تھا۔ گر
میں میدان جنگ میں اُس کے سپہ سالار نصوح
نے وفائی اور فوج کا ایک بڑا حصہ لیکر
دشمن سے جاملابا جم کے لیے راہ فرار اختیار
کرنے کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہا تھا۔

لیکن ابھی ایک امید باقی تھی سلجوق
خاتون۔ سلطان محمد فتح کی پہوپی دونوں بہائیو
میں صلح کی کوشش کر رہی تھی۔ خود چم نے اسے
بروسہ سے بھیجا تھا جو نیزہ تھی کہ سلطنت تقسیم
ہو جائے یورپین علاقوں پر بایزید حکومت
کرے اور ایشیا چم کے حوالے کر دے نیک
ول سلجوق خاتون نے سلطان کو بہت کچھ
سمجھایا۔ بہائی کے حقوق یا دلائے مگر کامیابی
نہ ہوئی۔ بایزید نے صاف کہہ دیا بادشاہ ہوتا
مشتہ نہیں ہوتا۔

چم شکست کھا کر بہا کا راستہ میں خود
اسی کے سپاہیوں نے اسے لوٹ لیا اور سخت
زخمی کیا۔ محمد فاتح کا اولوالعزم فرزند دوسرے
دن آتی شہر میں اس طرح پہنچا کہ بن پر ایک
پکڑا بھی نہ تھا اور سردی سے اس کا تمام
بدن کانپ رہا تھا اگر ایک شخص نہ نکلا کر اسے
گرم کوٹ نہ دیدیا تو یقیناً غصہ کر مر جاتا

قوی امید تھی کی وہ سلطنت عثمانیہ کی تباہی کے خیال سے اس باہمی فائدہ جنگی میں شرکت منظور کر لینگے اور اس طرح مداخلت و استیلا کا موقع ہم پہنچائیں گے۔

چم نے جزیرہ رودس میں اپنا ایک وفد بھیجا اس وقت یہ جزیرہ صلیبی مجاہدین، سینٹ جان کے سواروں کے قبضہ میں تھا۔ جزیرہ کے حاکم اعلیٰ نے اپنے ارکان حکومت کے مشورے سے شہزادہ کی حمایت قبول کر لی۔ آنے کی دعوت دی اور اپنا جنگی بیڑا اس کے لئے بھیج دیا۔

۲۳ جولائی ۱۴۸۲ء کو چم کا رودس میں شامانہ استقبال کیا گیا اور نہایت عزت و احترام سے اس کی ضیافتیں شروع ہوئیں۔ بایزید کو معلوم ہوا تو اس نے جزیرہ کی حکومت کو دائمی صلح کے معاہدہ کا پیغام بھیجا۔ ساتھ ہی بہت سے امتیازات بھی پیش کئے۔ ان مراعات کے صلے میں چم کی حوالگی کی درخواست کی۔

جزیرہ کی حکومت بہت خوش ہوئی۔ اس نے شامانہ مراعات قبول کر لیں مگر چم کے حوالے کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ

کدیک احمد پاشا فاتح اترنٹو مشرق و مغرب دونوں دنیاؤں میں مشہور تھا اس نے آتے ہی چم کی فوج تہہ بالا کر ڈالی۔

چم پھر بہاگلیشیا کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ بایزید نے ایک دفعہ بھیج کر خوش کی کہ جنگ سے باز آجائے اور پر امن زندگی اختیار کرے اس نے منظور کر لیا مگر اس شرط پر کہ اسے چند صوبوں کی حکومت بخش دی جاوے۔ بایزید نے انکار کیا، ایک سلطنت میں دو سامعی جمع نہیں ہو سکتے، اس کا صاف جواب تھا۔

بایزید نے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ حریف کا پہاڑوں میں تعاقب بھی شروع کر ڈیا۔ چم کے لئے اب وسیع دنیا تنگ ہو گئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ مصر یا ایران میں جا کر پناہ ڈھونڈے۔ مگر قاسم بیگ نے مشورہ دیا کہ یورپ جاے اور وہاں کے بادشاہوں کی مدد سے اپنا ملک فتح کرے۔

(۷) شاہزادے نے بڑے سہن پیش کیے بعد یہ تجویز قبول کر لی۔ قسطنطنیہ کی فتح کا وہ ابھی تازہ ہی تھا یورپ کے تمام بادشاہ ترکوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔

وہ جہاں ہے البتہ وعدہ کیا اُسے جزیرہ سے نکال دیا جائے گا۔

جزیرہ کی حکومت نے ایک طرف بایزید سے معاملے کر لیا۔ دوسری طرف چم سے وعدے کیا کہ سلطنت پر قابض ہونے کے بعد اُسے غنیمتِ اشان مراعات دے گا۔ باضابطہ عہد نامہ لکھوا لینے کے بعد شاہزادے سے کہا کہ یہاں اُس کی زندگی خطرے میں ہے بایزید نے اُسے زہر دینے کے لئے اپنے جاسوس بھیج دیے ہیں۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فرانس چلا جائے۔

(۸) بد نصیب شاہزادہ ہو گیا۔ اور اُسے قلعہ میں جزیرہ سے روانہ ہوا۔ اُسے یقین تھا کہ فرانس جا رہا ہے۔ وہاں آزاد شاہانہ زندگی بسر کر لگا۔ مگر جہاز میں بیٹھتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ حکام جزیرہ کی حراست و قید میں ہے اور وہ اُسے آزاد کرنا نہیں چاہتے۔ مگر اب مجبور تھا۔ صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ شاہزادہ شہرِ فرانس میں پہنچا گیا۔ یہ

مقام اُسے بہت پسند آیا۔ اُس کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا۔ یہیں اقامت اختیار کرنی چاہتا تھا۔ مگر تخت شاہی کے لئے بے چین

چنا چنچہ یہاں سے شاہ فرانس کے پاس قاصد بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ لیکن حکومت روڈس کے آدمیوں نے قاصد کو راستہ میں روک لیا اور شاہزادہ کو فبرداری سلسلہ میں پھنسے دوسری جگہ لے گئے۔ اب اُسے کہیں جھنجھنے نہیں دیتے تھے۔ شہروں شہروں لئے پھرتے تھے اور سختی سے نگرانی کرتے تھے۔ چم کو یقین ہو گیا کہ اُسے دھوکا دیا گیا ہے یہ لوگ اُس کے ذریعہ بایزید سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چنا چنچہ اُس نے پھر دو قاصد روانہ کئے ایک فرانس کو، دوسرا ہنگری کو۔ مگر اُس کے میزبان روڈس کے حاکموں کو خبر مل گئی اور اُسے قلعہ سا سنگ میں تنہا قید کر دیا۔

(۹) اب چم کی زندگی میں پھر ایک نیا انقلاب ہوتا ہے۔ قلعہ سا سنگ کا مالک ایک ڈیوک تھا۔ اُس کی لڑکی ولینا حیلانا حسن و جمال میں تکتی تھی۔ شاہزادے نے اُسے دیکھا تو عاشق ہو گیا دو شیرہ کو بھی اُس سے محبت ہو گئی۔ محبت نے مرو میدانِ چم کی طبیعت بالکل بدل ڈالی جنگ و جدل سے نفرت ہو گئی حکومت کا شوق زائل ہو گیا۔ خاموش زندگی کی طلب پیدا ہوئی۔ اُس نے بایزید کو پے در پے خطوط

اینادین فروخت نہیں کروں گا، اتنا ہی نہیں بلکہ
غیور شہزادہ نے یوپ کے بڑے سر جھکائے یا اٹکے
ہاتھ کو بوسہ دینے سے بھی انکار کر دیا، جیسا کہ شاہان
یوپ کا دستور تھا۔ اُس نے کہا، و میں مسلمان
ہوں۔ یوپ کے سامنے نہ توجھاک سکتا ہوں
نہ اس کا ہاتھ چوم سکتا ہوں!

یوپ نے اسے وینیکان میں نظر بند کر دیا
اور دول یوپ کو ترکی پر حملہ کی ترغیب دینے لگا
مگر اس وقت بھی یورپ میں باہم دیگر سخت مناسبت
تھی۔ آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا اسی اثنا میں
یوپ نے انتقال کیا اور مشہور ظالم کارڈنیل،
اسکندر اس کا جانشین ہوا۔ اس نے اُس عظیم
رقم پر فحاحت نہیں کی جو، جیم، کو قید میں رکھنے کے
صلہ میں بایزید سے سالانہ وصول کیا کرتا تھا۔
بلکہ ایک بہت بڑی رشوت لیکر اس کے قتل پر
آمادہ ہو گیا۔

۱۱، اسی زمانہ میں دسمبر ۱۴۹۰ء، چارلس
ہشتم شاہ فرانس نے روم کا محاصرہ کر لیا اور
صلح کی ایک شرط یہ بھی قرار دی کہ جیم اُس کے
حوالہ کر دیا جائے۔ یوپ نے دونوں طرف سے
فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس زمانہ میں یورپ کے
روحانی رہنما آلات و وسائل قتل کے بھی رتبے

پہنچے اور جیم و کرم کی درخواست کی مگر سنگ دل
بہائی کو جیم نہ آیا۔ دشمن کو جھٹکے دیکھ کر اس کی
ہمت اور بھی بڑ گئی۔ اس نے شاہ فرانس سے مطالبہ
لیا کہ جیم کو فوراً اپنی حدود سے خارج کر دے۔

جنریرہ روڈس کے حکام نے دیکھا کہ نکاح
ہاتھ سے جاتا ہے۔ فوراً ایک نئے سودے پر
آمادہ ہو گئے۔ یوپ انیسویں مہینہ سے ایک بہت
بڑی قیمت لے کر، ۱۳ مارچ ۱۴۹۱ء کو شہزادہ
اس کے حوالہ کر دیا۔

۱۰، ۱۱، ۱۲، روم کو روانہ کیا گیا یوپ سے ملاقات
ہوئی۔ جیم نے اپنی یقینیں نہایت مؤثر پیرایہ میں
بیان کیں اور درخواست کی کہ اسے مصر جانے دیا
جائے جہاں اسکی ماں اور بیوی مدتوں سے جبری
کا غم کھا رہی ہیں۔ مگر یوپ نے منظور نہیں کیا۔

اس نے کہا ”یورپ کے بادشاہ، ترکی بچھڑھائی
کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تاکہ تمہیں تخت نشین
کر دیں“ ساتھ ہی اُس نے بہت اسرار کیا کہ
مسیحی دین اختیار کر لے تاکہ ”دنیا کے ساتھ آخر
کی عزت بھی حاصل ہو جائے“

جیم بکا مسلمان تھا۔ یوپ کی عید و دعوت
خجارت سے رد کر دی۔ اُس نے سختی سے کہا
”و اگر تمام دنیا کی بادشاہی مل جائے، تو بھی میں

یا دواشت

اردو انپ کی دشواریوں سے پریس اور کاتبین کی
بوجھ میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہوتی تھی
ان ہر دو سے کل سہ ہزار پانچ سو ویران ہے یہی
اس ادارہ کا بھی ہے جس کو پہلے ہی مرتبہ شکار
ہونا پڑا۔ رسالہ مکمل حیثیت سے مرتب کر لیا گیا
تھا ابتدا و کاتب صاحب کی غفلتوں سے کتابت
میں تاخیر ہوئی کچھ طباعت میں دستاویز پیدا ہونے
ذی الحجہ ہی میں نصف سے زائد کی طباعت ہو چکی
تھی بقیہ کی تکمیل میں اس قدر تاخیر ہوئی ناظرین غلام
سے گزارش ہے کہ اس تاخیر کو معاف فرما دیں۔
انشاء اللہ ہم نے آئندہ کے واسطے اس کام کے ہر
وقت انجام دہی کے لئے ایک خاص نظام العمل
مرتب کر لیا ہے اس کے تحت کتابت و طباعت
کا کام شروع کر لیا گیا ہے ارادہ ہے کہ محرم و صفر
کا ایک ہر چہ ریح السور کے پچھلے مہینہ تک پہنچ جائے

پڑے اہر تھے۔ پوپ کے پاس ایک ایسا
مذہب موجود تھا جو اگر ایک تندرست آدمی کو کھلا دیا
جائے۔ تو ایک خاص مدت تک اسکی تندرستی
پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ لیکن اس مدت کے بعد
آہستہ آہستہ اسکی تاثیر کام کرنے لگتی تھی، اور تدریج
میں اسکا خاتمہ کر دیتی تھی۔ پوپ نے یہی رجم کو کھلا
دیا، اور اس کی اطلاع بارزید کو دیکر اس نے مظلوم
رجم حاصل کرنی پھرنے و سالم، رجم، چالیس کے
حوالہ کر دیا، اور اس سے بھی صلح کر لی!

رجم شاہ فرانس کے قبضہ میں آ گیا۔ چالیس
نئے اسے ترکی پرفوج کشی کے لئے آئندہ کرنا شروع
کیا۔ مگر وہ اب سمجھ چکا تھا کہ پوپ اس کی طرف ہادی
نہیں کر رہا ہے۔ اس کی آڑ میں سب سے بڑی
اسلامی سلطنت تباہ کرنی جا رہا ہے۔ چنانچہ
اس نے قطعی طور پر انکار کر دیا۔ بادشاہ نے ناراض
ہو کر قید کر دیا۔ مگر اب اسکی دائمی رہائی کا وقت
بھی آ پہنچا تھا۔ پوپس رسول کے جانشین پوپ کا
زہر اس کے جسم میں سرایت کر چکا تھا۔ وہ ابھی
ناپولی ہی میں تھا کہ ۲۴ فروری ۱۸۷۰ء میں
انتہائی حسرت و یاس کے ساتھ اس دنیا سے
میشہ کے لئے رخصت ہو گیا! اس کے آخری الفاظ

یہ تھے۔ خدایا اگر شہنشاہ دیون مجھ سے مسلمانوں کے خلاف کام کرنا
چاہتے ہیں، تو مجھے جلد موت دے، اور ان کا مقصد پورا نہ ہو سکے۔

پیامِ نبیؐ، مدیرِ صاحبِ اسلام علیکم تجویزِ اذاعت
مجلدِ نظامیہ کی خبرِ سنگرست ہوئی نظامیہ میں نے اپنی یاد
علیہ کی خدمت کا جو عزم کیا ہے وہ ہر طرحِ محسن اور
قابلِ قدر ہے سلطنتِ آصفیہ میں علومِ دینیہ و بشریہ
کے دو ادارے تھے مدرسہ دارالعلوم اور مدرسہ نظامیہ
دارالعلوم توجاۃ عثمانیہ کے شعبہ و فنیات کی نظر ہو گیا
مدرسہ نظامیہ رہ گیا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اسکو ہر آیت
مہبت سے محفوظ رکھے مجلہ نظامیہ یقین ہے کہ فرائضِ نظامیہ
میں وحدتِ خیال اور جوشِ شہیدانہ کرنے کا اچھا ذریعہ ثابت
ہو گا تبھی یہ دیکھنا کہ میری مسرت ہوئی کہ یہ کا مجلہ صرف
مباحثِ علمیہ و مضامینِ اخلاقیہ کی اشاعت ہی اپنا مطمح
نظر نہیں رکھتا بلکہ مسلمانوں میں قوتِ عمل پیدا کرنا بھی
اسکی ایک غرض ہے میری درخواست ہے کہ آپ اس مقصد
اپنے اغراض میں سب سے پہلے جگہ دین۔ علمائے اہل
اور خصوصاً علما، مدرسہ نظامیہ کے سامنے ایک
ایدا مرتب کیجئے عمل پیش کریں جو انکو صحیح معنی میں ملکات
کے لئے مفید اور مسلمانوں کے نزدیک قابلِ احترام بناوے
میری ایک اور تمنا یہ ہے کہ میں مدرسہ نظامیہ میں
ایک تبلیغی جماعت دیکھوں جس میں وہی طلبہ شریک کئے
جائیں جنہوں نے اپنا مقصد زندگی ایشیائی سبیل اللہ
کے ساتھ تبلیغِ اسلام قرار دے لیا ہو۔ اس جماعت کے
نصاب میں علاوہ انگریزی کے ملک کی کوئی ایک زبان

ملنگی، مرتبی، یا کٹر سی لازمی قرار دی جائے
اور ان طالبانِ علم کو جدید طریقہ پر تمام مذاہبِ عالم
متقابلِ احکام دی جائے خصوصاً یہ بتایا جائے کہ مخالفین
اسلام نے اسلام پر کیا اعتراض کئے ہیں اور کس طرح اسلام
ان سے پاک ہے اگر آپ نے آپ کی جماعت اور آپ کے سالار
مدرسہ نظامیہ کی اس طرح اصلاح کر لی اور علما و نظامیہ کو
میدانِ عمل میں لاکھڑا کیا تو میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ آپ
ہمارے ہزاروں شکر اور خدا کی طرف سے ہزاروں جزاؤں
کے مستحق ہونگے میری تمنا ہے کہ آپ کا مجلہ اپنے مقاصد میں
کامیاب ہو ملک کی تندرستی اور وہ استقلال و استحکام
لگے ساتھ جاری رہے فقط۔ آپ کا مخلص

۲ فروری ۱۳۵۵ء، دنواب، بہادر یار جنگ
قطعہ تاریخی۔ از محمد عبدالکریم سلیم و نیکل مستعمل جہانگیر
جس میں جوہر آتے ہیں بادلِ لطف آری کے
سدا میں گو بختی ہیں برق کی جو غرقِ رحمت ہے
نیم صبح کہتی ہے گلون سے مند بہ مند ہو کر
نہو اندر وہ خاطر اب نہیں غمزدہ اشارت ہے
چٹاک کو ہر کلی اس طرح مشغولِ شکر ہے
تنا جو گئی حاصلِ تہری یارب عنایت ہے
جس میں حند لیب خوش گلو ہے اس طرح گویا
مبارک آج دنیا میں مجاہد کی نظامت ہے
سلیم اس فکر کا عقدہ کہلائی نڈالیسی
کو اہرائی باغِ علم تاریخ اشاعت ہے

دکن کی قدیم و جدید علمی ترقیان

از شاہ ابوالفیہر کنج نشینی

دکن کے اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور اس قسم کے مواد سے تاریخ کے صفحات بہرہ ور ہیں لیکن ذیل میں چند ایسے حقائق لکھے جاتے ہیں جس سے یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ علوم و فنون کی نشر و اشاعت میں دکن ہمیشہ کوشاں رہا اور ہمیشہ ہر غیبت و تحریک کا خیر مقدم نہایت عظمت اور وقعت کیساتھ کیا۔۔۔۔۔ جو اپنی آپ نظیر ہے۔

دکن میں مسلمان شمالی ہند کی جانب سے داخل ہوتے رہے لیکن بعض مورخین کی رائے ہے کہ دکن میں مسلمان پہلے خشکی کے راستے سے نہیں بلکہ سمندر کی راہ سے پہنچے ہیں یعنی روم اور ملتہ میں سین اور حضرت موت کے ساحلی باشندے حلقہ اسلام میں شامل ہو گئے تھے اور یہ سب تاجر تھے۔ اس عہد میں ان کی بحری تجارت کو عید فروغ اور کمال عروج حاصل تھا یہ تجارت کی غرض سے مختلف مقامات پر آیا جاکرتے تھے۔ ان کے جہاز طیار اور

دکن میں مسلمانوں کی آمد ظلمت کہہ ہند میں مسلمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ پہلی صدی ہجری سے شروع ہوا سلطان محمود غزنوی کی فاتحانہ کوششوں سے ہندوستان کا بہت سا حصہ قلمرو اسلامی میں داخل ہوا اور یہ زمانہ اسلامی حکومت کے آغاز کا کہلاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہند کے اطراف ان کنافین نو اسلام کی شعاعیں پھیلنا شروع ہوئیں سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں دکن بھی فتح ہوا۔ اس طرح سرزمین

ان میں سے اکثر صاحب کمال اور اہل فن گزرے ہیں۔ سلطان فیروز شاہ کے نسبت مشہور ہے کہ یہ علوم معقول و منقول میں ماہر فقہ و تفسیر اصول حکمت طبی میں قابلیت تمام رکھتا تھا۔ ہفتہ میں تین مرتبہ طلبہ کو درس دیتا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اس بادشاہ کو فوجی کتب کا بھی جہد شوق تھا۔ دور دراز ملکوں سے نواور علوم و فنون کو جمع کرتا تھا۔ جس کے سبب اس کے عالیشان کتب خانہ میں ہر علم و فن کے متعدد و کیا ب کتب تھے۔ غرض خاندان بہمنیہ کے حکمران علم دوست اور علما و حکما پرست تھے۔ ان سب کے عہد میں ہمہ قسم کے علما و حکما اور مشہور جمع رہتے تھے۔ اور اس خاندان نے اپنے دور حکومت میں ساجد گے پہلو پہلو بہت سے مدارس اور کتاب بھی قائم کئے تھے۔ اس دور حکومت کے سب ذیل مدارس سب سے زیادہ مشہور و معروف گذرے ہیں۔ ان مدارس کی تفصیل کہنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وسیع سلطنت کے حدود و بھی بیان کئے جائیں۔ یہ وسیع سلطنت شمال میں براتنگ جنوب میں دریائے جگھدرا تک مشرق میں تلنگانہ کے آخری حدود تک اور مغرب میں سندھ تک پہنچتی تھی۔

سلاطین بھی اکثر پہنچا کرتے تھے یہ مسلمان تاجر جہان کہیں جاتے وہاں اسلام کی مقدس تعلیمات کو بھی اپنے عمل اور تقویٰ کے ذریعہ پھیلاتے تھے جس کے سبب بہت سے ہنود مسلمان ہو جاتے اور اسلام کے گرویدہ ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ دکن میں مسلمان پہلے غلگی کے راستہ سے نہیں سندھ کی راہ سے پہنچے ہیں۔

یہ امر مسلم ہے کہ مسلمانوں نے جن جن ملکوں پر حکمرانی کی ہے وہاں انہوں نے امن و امان کو بھی قائم رکھا۔ اور فتوح و علاقوں سے جہں کو دور کر کے علم و فضل کو پھیلانے کی سعی کی ہے محمد قلی کے زمانہ میں سلطنت کے مختلف صوبہ دار اپنی خود مختار سلطنت قائم کر لئے جن میں ایک دکن بھی تھا۔ دکن کا فوجی سردار ظفر خان حسن گنگو بہمنی کے نام سے سہمین تخت نشین ہوا۔ بہمنی خاندان کی یہ سلطنت دوسو برس تک دکن میں بڑے دبدبہ کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اس خاندان کے حکمران اپنے دور حکمرانی میں علوم و فنون کے سرپرست اور مربی رہے ہیں۔ اور

دولت بہمنیہ کا ابتدائی
دور حکومت گجرات میں قائم تھا
اور گجرات ہی میں اس خاندان

مدارس گجرات

موسس روح بھی حاصل ہوا۔ اس لئے اس خاندان
کے حکمرانوں نے پہلے پارس گجرات ہی سے علم و فضل کو
پھیلانے کی کوششیں کی ہیں۔ شہر گجرات جو حسن آباد
سے موسوم تھا اس شہر میں متعدد مکاتب اور دارالعلوم
قائم کئے گئے تھے۔ جہاں علماء اور حکماء و درس و
تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ ان مدارس کے
علاوہ فوجی اور فنی مدارس بھی تھے۔ جہاں تیراندازی
شمشیر زنی اور اسی قسم کی فوجی تعلیم دی جاتی تھی۔
بہمنیہ خاندان کا نواں
بادشاہ احمد شاہ رقی بہمنی
نے گجرات سے بیدر کو

مدارس بیدر

دارالسلطنت قرار دیا تو اس مقام کو بھی زیور علم
و فضل سے آراستہ کیا۔ گجرات کی طرح بیدر کو بھی علوم و
نون کا غنڈن بنایا۔ اس شہر میں بھی دو درگاہیں
قائم ہوئی ہیں۔ جو جامعہ کہلائی جاسکتی ہیں۔ ایک
دارالتعلیم ہے اور دوسرا محمد شاہ بہمنی کا مشہور
علم پرورد ریر خواجہ جہاں محمود گادان نے

بلا میں ایک مدرسہ

تایم کیا گیا تھا۔ جس میں طلبہ
کی تسلیم و خوراک کا نظم
حکومت کی جانب سے کیا جاتا تھا۔

مدارس بیدر

اس قسم کا ایک اور مدرسہ

احمد نگر میں بھی قائم تھا اس

مدارس احمد نگر

مدرسہ میں منقول منقول

فلسفہ ریاضی اور ہیئت کی تعلیم دی جاتی تھی اصل
میں یہ ایک اس زمانہ کی جامعہ تھی جس میں ہر قسم
کے علماء اور حکماء موجود رہتے تھے۔ اس زمانہ میں
قاضی عبدالنبی التونی نے اپنی کتاب
جامع العلوم لکھی ہے۔

حیات نگر میں بھی ایک مدرسہ

تھا۔ اس مدرسہ میں کس

مدارس حیات نگر

قسم کی تعلیم ہوتی تھی اسکا

پتہ نہیں چلتا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ
اس مدرسہ میں صرف ابتدائی کتبیں ہر زبان کے
پڑھائے جاتے تھے۔ (۱)

۱۔ تحفۃ السلاطین از علاؤد بیدری

۲۔ بہمنی نامہ

آج دکن میں جو بھی مسلمان نظر آتے ہیں وہ سب ان بزرگان دین کی حسن تو جہ کے محمود و نیا گہی آخر یہ عظیم الشان سلطنت کا انقراض نوین صدی کے آخرین ہوا اور اس کے سرداروں نے اس وسیع مملکت کو پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ان پانچ خاندانوں نے ۹۵۰ء سے ۹۹۰ء تک دکن میں حکومت کی ہے۔

نوین صدی
گو لکنڈہ کا قطب شاہی خاندان
ہجری کی ابتدا میں

سلطان علی نے قطب شاہی حکومت قایم کی جو ۹۲۰ء سے ۹۹۰ء تک قائم رہی۔ اس خاندان کے اکثر حکمران ارباب فضل و کمال کی خوب قدر و منزلت کیا کرتے تھے۔ اور اپنے حدود میں علوم و فنون کی نشر و اشاعت کے لئے متعدد مکاتب اور مدارس قایم کئے تھے۔ علی قطب شاہ جو ۹۵۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اس نے شہر حیدر آباد کو آباد کیا۔ اور چارینار کو بنایا۔ اس بادشاہ کو نہ صرف عمارتوں کے بنانے کا شوق تھا بلکہ یہہ علوم و فنون کا دلدادہ بھی تھا۔ ہمیشہ بڑے بڑے بالکمال حفسرات کو مدعو کرتا تھا۔ غرض بجاہد شاہ بھی علوم و فنون کا حامی تھا۔ اپنے حدود میں بہت سے

جامع محمود کے نام سے قایم کیا تھا۔ آخری درسگاہ کی عمارت ہندوستان کی علمی تاریخ میں ہمیشہ عظمت کے ساتھ یکہی جاتی ہے اس درسگاہ میں طلبہ کی رہائش کا بھی نظم تھا جس کے اخراجات عام اوقاف سے ادا ہوتے تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ ہندوستان میں اس سے زیادہ کوئی اور درسگاہ نہیں تھا جسکی عمارت استدر وسیع ہو اور جس میں تعلیم و تربیت کا خاص نظم ہو یہ اب بھی آثار قدیمہ میں شامل ہے۔ بہت سے سیاحین و دور دراز مقامات سے اسکی عمارت کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے ہیں۔

اس خاندان کی علمی قدر وانی کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اس خاندان کے ایک حکمران محمود شاہ نے حضرت خواجہ حافظ شبیر ازی کو دکن میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ یہ دکن کی باد قسمتی تھی کہ خواجہ صاحب آئے سکے۔ غرض اس خاندان نے علوم و فنون کی سربستی سے کسی زمانہ میں غصہ نہیں موڑا۔ ہر وقت جب کبھی موقع ملا۔ حیائے علوم و فنون میں ضرورت سے زیادہ حصہ لیا۔ علما و مشائخ کی قدر و عظمت میں کسی طرح کمی نہیں کی انھیں فراغت معاش سے بے فکر رکھنے کی ہر وقت مکتہ سی کی گئی۔ تاکہ معاش سے بے فکر ہو کر اپنی زندگی علمی مشاغل اور دینی ہدایت میں بسر کر سکیں۔

مدارس اور محکمت قائم کئے تھے اس طرح گولکنڈہ کا قلعہ
شاہی خاندان ڈیڑھ صدی تک حکمرانی کر کے ۱۹۹۱ء میں
سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھوں سلطنت مغلیہ میں
ہمیشہ کے لیے شامل ہو گیا۔

دولتِ اصفیہ کے عہد میں علمی ترقیاں

دولتِ اصفیہ کے بانی نواب میر قمر الدین خان نظام الملک
آصفیہ ہجرت ہو کر اللہ میں بحیثیت ایک خود مختار حکمران کے دکن
میں حکومت قائم کی۔ جس کے الطاف و عنایات کا ایسا گراں
بوجہ پایا دکن پر ہے کہ کوئی حلقہ اطاعت سے ایک قدم بھی
آگے نہیں بڑھا سکا یہی وجہ ہے کہ ہر شخص دولتِ اصفیہ کے
حکمران پر ہمیشہ سرکشانے اور خون بہانے پر آمادہ رہا۔ اس کی
وجہ یہ تھی جس کے سبب کن کی رعایا استبداد حکمران اصفیہ
کے گرد و پاؤں اور طبع ہو گئی۔ جہاں تک ہم نے ان ممالک کی ترقی
کی۔ وہ یہی ہے کہ اس خاندان کے تمام بادشاہوں نے دکن
میں جو حکومت کی وہ اس حیثیت سے نہیں کی کہ صرف ذات
شاہانہ ہی نہایت اٹھائے بلکہ دولتِ عالیہ کے شاہان اصفیہ
کے پیش نظر ہمیشہ رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال رہا۔ اور
ہر وقت رعایا کے مشکلات کو دور کیا گیا اور انھیں آرام و
آسائش پہنچانے کے لئے جملہ ذرائع اختیار کئے گئے۔ اس
اكتفان کیا گیا بلکہ رعایا سے جہل کو دور کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی

گئی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ رعایا کی تعلیم کے لئے مدارس
حفظانِ صحت کیلئے شفا خانے امن و امان کے لئے انتظامی
محکمے عدل و انصاف کے لئے عدالتیں تعمیر کی گئیں۔ بالائے بین
اور اسی قسم کے ادارے قائم کئے جن سے آج ہر شخص بلا
لحاظ مذہب ملت مستفید ہو رہا ہے اور اس کا دانا دانا
میں بھی خوشحالی اور امن و امان سے زندگی بسر کر رہا جو جسکی
نظر آج دنیا کے کسی تمدن ملک میں بھی مشکل سے نظر آئیگی
تاریخ کی اوراق گزرائی کی جائے پہلے حالات اور آفتا
تبعات کی نظر سے دیکھ جائیں تو معلوم ہو گا کہ اس خاندان
عالیہ کے تمام حکمران رعایا پر ور علم و دستِ علوم و فنون کے
مرتب اشاعتِ تعلیم کے حاکم تھے جس حقیقت سے ہے کہ اس خاندان
نے دکن میں حکمرانی نہیں کی بلکہ ایک شفیق باپ کی طرح اپنی
عزیز رعایا کی تربیت و حفاظت کا نظم کیا۔

حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ ہی کی وہ با عظمت شخصیت
ہے جسکی عہد میں رعایا ہر طرح خوش حال اور فارغ البال
رہی انکی سخاوت و شجاعت و دیرا دلی اور غریب پروری دینا
بھریں مشہور ہی غرض آپ کے عہد میں بھی ملک کو ہر قسم
کی ترقی حاصل تھی۔

صوفیہ تعلیم علوم دینیہ کے لئے جلال العارفین حضرت
مدرسہ چند اشاہدِ صاحب نے ۱۳۱۳ھ میں مدرسہ صوفیہ کو
شہر بہار میں قائم فرمایا اور اسی سے وقتِ قائم ہوا جب کہ

وہ دکن پر برصغیر تاجِ قطب ہی تاریخِ فارغانی تاریخِ گزراصفیہ و حلیقہ العالم سے محفوظ ہے۔

سبب ۔۔۔ ملک کا گوشہ گوشہ انوارِ علیمہ سے
بلکہ رہا ہے۔

حضرت اقدس واعلیٰ کے عہد میں محکمہ تعلیم نے
جو ترقی کی ہے اس کا مجلس خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔
اس وقت کل مملکت میں تعلیم گاہوں کی
جمہوری تعداد ۲۹۰۰۱ ہے ان میں سے
(۲۲۹۴) ذکرہ کے اور (۱۶۰۶) اناٹ کے ہیں
اور ان سب پر بحیثیت جمہوری (۹۱) لاکھ ٹیکہ کی
رقم ہر سال خرچ ہوتی ہے۔ نادار طلبہ کی
تعلیم کے لئے حکومت کی طرف سے وظائف بھی
دینے جاتے ہیں۔ اور قسریٰ خدمت بھی ان وظائف
میں ایک مقدمہ رستم یورپ اور مصر وغیرہ
مالک میں جا کر تعلیم حاصل کرنے والوں پر خرچ
کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عیال کی تعلیم
طبی تعلیم اور صنعتی تعلیم کے جدا ادارے اور
کلیات قائم ہیں۔

چند قوم کے سربراہان
مدرسہ نظامیہ حضرات نے ملک میں
کی تعلیم کا خیال کیا ایک ایسی
درسگاہ کے قیام کی ضرورت سمجھی جس کے ذریعہ
حیدرآباد ویسی اسلامی ریاست میں دینیات کی
اعلیٰ تعلیم کا انتظام کیا جاسکے چنانچہ اس مبارک

خیال کا حقیقی احساس حضرت فضیلت جنگ مولانا
محمد انوار اللہ خان علیہ الرحمہ کو ہوا۔ چنانچہ اس
مقصد عظیم کی تکمیل کے لئے مولانا علیہ الرحمہ نے
بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء مدرسہ نظامیہ کو تسلیم
فرمایا۔ ابتدائی مدرسہ اہل خیر حضرات کی امداد
سے چلتا رہا اور جب حکومت نے بھی اس کی
ضرورت کو سمجھا تو اس کی امداد فرمائی۔ آخر یہ
مدرسہ مولانا علیہ الرحمہ کے زیر نگرانی ترقی کرتے
سوئے ایک اعلیٰ منزل پر پہنچا۔ اور جب حضرت
اقدس واعلیٰ کی فیاضانہ نظر اس مدرسہ پر پڑی
تو جلد جلد اس مدرسہ کی ترقی تعلیم کا خیال فرما کر
مدرسہ کی امداد میں کافی اضافہ فرمایا گیا اور اسکے
قیام سے جن نتائج کے حصول کی توقع کی گئی
تھی۔ وہ بجز اللہ حاصل ہونے لگی اور تھوڑے
ہی عرصے میں دکن اور ہندوستان تو ایک طرف
تمام عالم اسلام میں اس کے فیضان کی شہرت
ہو گئی۔

چونکہ حضرت خسروذیجاہ کو اس درسگاہ کی
ترقی کا خیال ہر وقت رہا ہے جس کی وجہ سے
ہے کہ توجہ ہمایونی مدرسہ کی جانب سے ناخال
کم بغین ہوئی۔ چنانچہ مدرسہ کے متعلق فرمان خسروی
فرماتے ہیں کہ جب امر جب امر میں ارشاد ہے کہ

مدرسہ نظامیہ کی یہ بھی آرزو ہے کہ منظوری سے قبل ہمدردان نظامیہ کی بھی رائے اور تفکرات حاصل کئے جائیں تاکہ ان سب کے متفقہ مشوروں سے ایک اسلامی قومی یونیورسٹی کی شکل جلد ظہور پزیر ہو سکے۔

اس موقع پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مدرسہ نظامیہ کی نسبت جو عام رائے ہے اسکو بھی واضح کیا جائے۔ اس خصوص میں صرف سٹریٹو میٹھوانگریزی کی رائے کہی جاتی ہے جو پاکستان میں بحیثیت مشیر تعلیمات اس دینی درسگاہ کا معاون کیا تھا۔ سٹریٹو میٹھوانگریزی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ:-

یہ نہایت دلچسپ مدرسہ مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب اور ایک مجلس کے زیر انتظام ہے قاہرہ کے جامرانہر کے نمونہ پر اس مدرسہ میں اسلامی علوم کے تمام اہم شاخوں کی تعلیم و تدریس ہوتی ہے۔ نہایت مختلف سن و سال کے چار سو طلبہ جو در دراز مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے طلبہ کی ایک کثیر تعداد کا قیام خورد و زکا

مولانا علیہ الرحمہ نے ترویج علوم دینیہ کے لئے مدرسہ نظامیہ قائم کیا تھا۔ جہاں اکثر ممالک بعید سے طالبان علوم دینیہ آکر فیوض معارف و عوائد سے مستفیع ہوتے ہیں۔

دوسرے فسران مزینہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۴ء میں ارشاد ہے کہ مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ایک عالم و فاضل کی ہے جس نے اپنی تمام عمر عبادت میں صرف کی اور دنیوی معاملات سے احتراز کیا ہے۔ یعنی مولانا فضیلت جنگ مرحوم و مغفور چونکہ یہ مدرسہ خاص ان کا ایجاد کردہ ہے اور ان کے بعد ان کی یادگار ہے۔ لہذا مجھے ضروری ہے کہ اس کی بقا و بہبود بھی کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ حضرت اقدس و اعلیٰ نے بوجہ اسے الطاف خسرانہ معزز باب حکومت کی رائے سے اتفاق فرماتے ہوئے مدرسہ نظامیہ کی اعلیٰ تشکیل کے لئے تاریخ ۴ جمادی الثانی ۱۳۴۵ء ایک کمیٹی کی تشکیل کو منظور فرمایا۔ سنا گیا ہے کہ اس کمیٹی نے مدرسہ کی آئندہ زندگی سے متعلق تاریخ ۱۶ اردی الجبہ ۱۳۴۵ء میں تیسرے جلسہ ایک طویل رپورٹ اور ایک لائحہ عمل کو مرتب کر کے پیش کر دیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کا نفاذ عمل میں نہیں آیا۔ والہ سبحان

اور دبائیں بھی مفت ہے۔

اس وقت یہ عایشان درس گاہ کا انتظام ایک کمیٹی انتظامی کے سپرد ہے۔ جس کے صدر شین نواب فخریہ جنگ بہادر صدر المہام عدالت دہلی اور صدرات العالیہ ہیں۔

ہمیں توقع ہے کہ نواب صاحب مدد و تحریک کی صدارت میں مدرسہ نظامیہ کو بیش از بیش ترقی حاصل ہوگی اور جلد از جلد یہ ایک قومی جامعہ کی شکل میں تبدیل ہو جائے گا۔

(۹۰)

دائرۃ المعارف | علوم اسلامیہ اور فنون قدیمہ کے نایاب اور

کیا بکسٹرائین علی تلک ہو رہے تھے جس کے حفاظت کی سخت ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لئے نواب عماد الملک مولانا فیض اللہ جنگ اور ملا محمد القیوم مرحوم و منقرض جیسے بزرگان امت کی کوششوں سے سنہ ۱۲۹۲ھ میں دائرۃ المعارف کے نام سے ایک علمی مجلس قائم کی گئی۔ یہ بھی ابتداء اہل خیر حضرات کی امداد و امانت سے چلتی رہی۔ آخر حکومت نے بھی اس مجلس کی سرپرستی

قبول کی۔ جس کے سبب ذخائر علمی تلک سے محفوظ ہو گئے۔ حضرت اقدس دہلی کے عہد میں اس مجلس کو پہلے سے زیادہ ترقی حاصل ہوئی۔ سنہ ۱۳۲۲ھ میں اس علمی ادارے کی زیر سر نو تنظیم ہوئی ایک دارالتبصیح قائم کیا گیا۔ علماء و فضلاء کا انتخاب ہوا۔ اس وقت اسلامی علوم و فنون کا بہتر مرکز بن گیا ہے۔ اس دور کی سب سے زیادہ خصوصیت یہ ہے کہ اس عہد میں کثرت انظنون کی طرح تمام نوادر علوم و فنون کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا ہے جس کا نام تذکرۃ النوادر ہے اور اس کے ذریعہ ایک نظام العمل مرتب کیا گیا ہے جس میں ۱۴۰۰ کیا بک نوادر منتخب کئے گئے ہیں۔

اس وقت تک اس علمی ادارے نے دوسرے مجلدات کی اشاعت کا فخر حاصل کیا ہے جس کا آج تمام عالم اسلام رہین منت ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ علوم و فنون کا سرچشمہ انبیاء کی نظر بد سے محفوظ رہ کر اشاعت علوم اسلامیہ میں پہلے سے زیادہ پہلے پورے اور ترقی کرے۔

مخالفت علوم قدیمہ

مطلع الانوار و مقالہ تحفظ علوم قدیمہ

۱۲۰۸ھ میں کتب خانہ آصفیہ کے نام سے ایک کتب خانہ کا قیام عمل میں آیا جو اس وقت حیدرآباد کا ایک بہت بڑا کتب خانہ کہلایا جاتا ہے۔ جس کی تعمیر عمارت ^{موجودہ} یاسین کے لئے قابل دید ہے۔

دارالترجمہ | قبل ازیں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے ہر رعایا کی عام تعلیم و تربیت کے لئے اس عہد عثمانی میں جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے فیوض سے آج سارا ملک سیراب ہو رہا ہے چونکہ اس جامعہ کی ذریعہ تعلیم اردو زبان ہونے سے اس جامعہ کے لئے ایک دارالترجمہ کے قیام کی سخت ضرورت تھی تاکہ غیر زبان کے علوم و فنون اردو جیسی عام زبان میں منتقل ہو سکیں چنانچہ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ۱۲۱۸ھ میں دارالترجمہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے نے اب تک متعدد علوم و فنون کی کتابوں کے مترجمے شایع کر دیئے ہیں جس سے اہل ملک کی ضرورت پوری ہوتی جا رہی ہے مگر اسی رفتار سے یہ محکمہ کام کرتا رہا۔ تو کچھ عجب نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آٹا بڑا علمی انقلاب حیدرآباد میں رونما ہو جائے۔

اس قسم کی ایک اور مجلس اشاعتہ العلوم | اشاعتہ العلوم کے نام سے ۱۲۳۱ھ سے قائم ہے اس مجلس کو بھی حضرت نصیحت جنگ علیہ الرحمہ نے اس غرض سے قائم فرمایا کہ اس کے ذریعہ ایسے اہل علم کی صفید قوم و ملک تعینات جو بوجہ کسی سرمایہ کے طبع نہ کرا سکتے ہوں۔ طبع کرا کے شایع کئے جائیں۔ مجلس بھی حضرت اقدس واعلیٰ کے سایہ عاطفت میں علوم و فنون کے نشر و اشاعت کی خدمت انجام دیر ہی ہے۔ اب تک اس مجلس نے مفید ملک و قوم ۸۰ جلدات کو شایع کیا ہے۔

کتب خانہ آصفیہ | اسلامی علوم و فنون کی نشر و اشاعت کے لئے دایرۃ المعارف تو قائم ہو گیا لیکن اس کے لئے ایک کتب خانہ کی بھی ضرورت تھی اور حیدرآباد جیسی با عظمت دولت کیلئے کتب خانہ کی ضرورت سب سے مقدم تھی۔ اس اہم ضرورت کیلئے بانیان مجلس دایرۃ المعارف کی کوششوں سے

ہاری زبان کی سلی سلج بلند ہو کر ترقی یافتہ
زبانوں کے ہمہر ہو جائے۔

زیادہ کار گزار ثابت ہو رہا ہے۔

رصد گاہ نظامیہ | رصد گاہ نظامیہ کی
ابتداء ۱۲۲۱ھ سے
نواب ناصر جنگ مرحوم و وفور کے ذریعہ عمل میں
آئی اور نواب صاحب مرحوم نے جو ایشیا فرید سے
تھے وہ سرکار عالی میں تحفہ پیش کئے اس کے بعد
سے ایک بضابطہ رصد گاہ کا قیام عمل میں آیا۔
اور اب جاوید ستارہ کی سرپرستی میں پہلے
سے زیادہ کار گزار ہے۔

آثار قدیمہ | ملک کے آثار قدیمہ و معابد
عقیدہ کی حفاظت کے لئے بھی
اس دور عثمانی میں سب سے زیادہ حصہ دیا
گیا ہے۔ سلطان کے ابتدائے اس محکمہ کے قیام
کی کوشش کی گئی۔ اور بعضی کے آثار قدیمہ کی فہرست
میں درج کرنے کے لئے ایک انگریز مقرر ہوا۔ آخر
۱۲۲۳ھ میں یہ مضابطہ طور پر اس محکمہ کے قیام کا
اعلان ہوا۔ جس کی وجہ ہے کہ ملک کے آثار عتیقہ
محفوظ ہو گئے۔

مجلس مستطافا رسیہ | فارسی زبان کے خطوط
جو جمع ہو رہے تھے اور

دفتر دیوانی کا قیام | یہ ابھی خالی از دست
نہیں ہے کہ اس عہد عثمانی
میں جس طرح دیگر علوم و فنون کے مجالس قیام ہوئے
اسی طرح حیدر آباد کے ایک قدیم دفتر کی بھی اصلاح
اور اسکی از سر نو تنظیم ہوئی۔ اس سے ہمارا مطلب
دفتر دیوانی ہے۔ یہ دفتر ابتداء ۲۶ ذی الحجہ
۱۲۱۱ھ میں قیام ہوا اور اس کا تعلق رائے ریاں
کے خاندان سے رہا۔ راجہ شکر راجہ رائے ریاں
کا انتقال ۱۲۲۲ھ میں ہوا۔ اس کے پورے
اسٹیٹ زیر نگرانی سرکار سے لیا گیا۔ آخر یہ
دفتر حسب احکم سرکار سلطان میں ہمیشہ کے لئے
فنیائے میں منتقل ہو گیا۔ اس دفتر میں شاہان
مغلیہ اور شاہان آصفیہ کے قدیم اسناد موجود ہیں
اور یہ دفتر ایشیہ بہان قدیم نوادر اور ذخائر علمی
کا ایک کتب خانہ بھی رکھتا ہے جس کے سبب
اس دفتر کو خاص اہمیت حاصل ہے اس وقت
اس دفتر کے ناظم مولوی سید نور شید علی صاحب
جیسی بائیس شخصیت روح رواں ہے۔ جس کے
زیر نگرانی پہلے سے زیادہ مہذب اور پہلے سے
۱۵ دیستان آصفیہ جلد دوم

اہل علم (علماء مدرسہ نظامیہ) کی ایک
جماعت ادھر متوجہ ہوئی اور ایک مخصوص
مجلس اس مقصد کے لئے مجلس
احیاء المعارف النظامیہ کے نام سے قائم
کی ہے۔ اس نے عملی کام بھی سر شروع
کر دیا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ مجلس ۲۰ مہر ربیع الآخر
۱۴۱۵ھ کو قائم ہوئی اور اب تک اس مجلس نے
۳۲ نامہ اور الوجود کتابوں کو شائع کرائی ہے اور
اس وقت اس مجلس کے پاس (۹) کتب
بعد فراغ تصحیح موجود ہیں۔ ان سب کی جماعت کی
ضرورت ہے۔ یہ مجلس صرف اہل خیر حضرات کی
امداد و تحریک پر ہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر اہل خیر
حضرات اس کی اعانت کشادہ دلی سے فرمائیں
تو توقع ہے کہ بہت سے نوادر کو شائع کر سکے۔

اس سلسلہ میں اس امر کا اظہار بھی مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس داعی علی کے عہد میں
صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند میں بھی بہت
سے مدارس اور تعلیم گاہوں کے لئے بڑی بڑی زمینیں
مقرر ہوئی ہیں اور اہل علم کے لئے بڑے بڑے
منصب اور اہوارین جاری ہوئے ہیں۔ آج یہ
سب شاہ دکن و برادر کے عہد و اقبال کی ترقی کی

جس کے فتنے کیا اب تھے ان کو بھی محفوظ کرنے کیلئے
چند سال ہوئے ایک مجلس خطوطات فارسیہ
کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ جس کے مستند مولوی
سید ہاشمی صاحب فرید آبادی مولف تاریخ ہند
ہاشمی ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کی نگرانی میں مجلس
نذکورہ انصار نے تین تین نامہ اور چھ ہند کتابوں کو
شائع کیا ہے۔

احیاء المعارف نظامیہ | دور عثمانی میں سلطنت صفیہ
کے سرکاری محکمے اور

قومی ادارے جو علوم و فنون کی خدمت انجام
دیر ہے ہیں۔ اس کی نظر کوئی دوسری ریاست
پیش نہیں کر سکتی۔ بقول یہ صاحب اخبار سچ
لکھنؤ کہ۔

خیر باد اس وقت خدا جانے کتنے اہم
علمی و دینی خدمات کو کر سکتے ہیں۔ وہاں
سے زیادہ موزون سر زمین معلوم و
فنون کی نشر و اشاعت کے لئے ملتی بھی
دستوار ہے۔ فقہ حنفی کے اصل کتابیں
تایید ہیں خواہی کہ ان گم شدہ موتیوں کو
ڈھونڈ نکالنا ایک بڑی دینی خدمت ہے
اور بڑی سرت کی بات ہے کہ حیدر آباد

ملک کے دعوایں مانگتے رہتے ہیں۔ غرض اس سبب
مسلمین کی دولت و معیضہ ہر قسم کی علمی ترقی اور
نفاذ و ترقی کے لیے زیادہ حصہ دے رہے ہیں اور دنیا
پہلے مسلمانوں کا یہاں ہو رہی ہے۔ جس کی
یاد دہائی میں تائید و درخشاں رہے گی۔

متنخر چین نظائیر کی دعا ہے کہ حضرت سلطان المسلمون غلام اللہ لکھنؤ و سلطنتہ کو ہمیشہ آباد اور سلامت رکھے اور ان کے جاہ و مراتب اور عمر و اقبال میں رون وونی رات چوگنی ترقی عطا کرے۔ آمین۔

۱۰۰

فخریہ جہانگیر
صدر الہام عدالت و امور مذہبی میونسپلٹی

بھجی۔ آپ کے خطوط سے یہ معلوم کر کے مسرت
ہوا کہ مدرسہ نظامیہ کے طلبہ قدیم ایک مجلس خائف کر رہے
ہیں۔ تجھے انہوں سے کہ اسکل مدرسہ وقت کی بنیاد میں اس کے لئے
کافی معاونان روانہ نہیں کر سکتا۔

بلکہ یہ تھی تو قہر ہے کہ آپ کا رسالہ کامیاب رہ گیا اور
آپ حضرت کی کوششیں بار آورہن گی۔

پیرسہ نظامیہ - حیدرآباد کا ایک نہایت
قدیم اور قابلِ تعلیم ادارہ ہے۔ وہاں کے سپوت اس فن
کی زندگی اور روحانی فروع میں اب تک قابلِ قدر حصہ
لیتے رہے ہیں اور افسوس ہے کہ علم و عمل اور مذہب و اخلاق
کی وہ شمع جو مولانا خاں محمد انور اللہ خان بہادر فضیلت شاہ محرم
کے ایک انفا سے روشن ہوئی تھی ملک کے تاریک گوشوں
کو اپنے فضا فضاؤں کے ذریعہ منہ کر دے گی۔

آپ حضرات پر بڑی اہم ذراہی مایہ جوتی ہے کیونکہ کرم صلیہ
اپنے پیش رو کون کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ
روایات کی پابندی پر مجبور ہوتے ہیں اسلئے آپ جو بھی روایات
قائم کریں گئے اور ایسی درس گاہ اور اپنے ملک مالک کی خدمت

گھر میں کسی نے جو عمل نہیں کیے وہ انے والوں کے لئے پورا ثواب ہو گا۔ حضرت محمدی دروغ و رشک کو نہ سبب حال کیا بلکہ اپنے حق پر قائم باخلاق انسانانہ بنایا۔
جہاں درباب بھی اس کی گنجائش ہے جہاں دشمنانہ کے علاوہ حمید بن ابی بکر ایک ایسے اعلیٰ مرتبہ شخص اور ادا دہ کی بھی سخت عزت سے کھڑے ہو کر نہ کر سکتے۔
پھر اگر سید محمدی الودیع کا درجہ درود پر پیش کر دیتے ہیں۔

اسلام و اشتراکیت

از مولانا شاہ محمد عابد القادری صاحب سیدتی القادری رکن مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) مدینہ منورہ

اور حق پر ہونے کے کبھی جتنی کی تائید نہ کرے گا بلکہ
سپید یہودی کی تائید کرے گا۔

اسلام جو مکہ تبلیغی مذہب ہے۔ لہذا اس میں
قومیت مذہب کے لحاظ سے ہے۔ اور تمام دنیا کے
لوگ اس قومیت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ خدا ایک
ہے تو اس کے ماننے والے بھی ایک ہیں۔

یہ رشتہ خدائی ہے کیا خوب رشتہ
مسلمان، گیس میں ہیں بھائی، بھائی

تمام مذہب کی جان پوچھو تو انسانی ہمدردی
ہے۔ مذہب کے دو ہی تو اصول ہیں۔

الاعظم لا مرأۃ لہ والشفقۃ علیٰ حیال اللہ
کسی نے ایک فیکر سے پوچھا سب سے زیادہ

بگٹنے والی شے کیا ہے۔ اس نے جواب دیا لوگ
کہتے ہیں کہ مسک ہے۔ اور میں کہتا ہوں ہمدردی

ہے۔ کہ گرمی پہنچے دوسرے کو اور یہ ہے کہ بگلا جا رہا
ہے جو خدا کے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ خدا اس پر

انسان کی فطرت میں محبت اور ہمدردی کا
جذبہ بھی ہے۔ اور جو قوت شہوانی پہی کے لازم ہے

تفوق و امتیاز کا مادہ ہے۔ جو قوت عصبی دہی کے عوارض
سے ہے۔ یہ پھر پیدا ہوتا ہے تو بھی جنت و دوزخ کے

یسنے میں جوش مارتی اور جاری ہوتی ہے۔ جیسے
جیسے بڑا ہوتا جاتا ہے مانیپ سے دایہ یا نا سے

بہائی بہن سے قرابت داروں سے محلہ والوں سے۔
ہم جامعہ تون سے۔ مدرسہ کے اساتذہ اذہلہ

سے محبت ہوتی ہے۔ سب کے اخیریں مطلق انسانی
ہمدردی یا خالص لٹھی محبت رہتی ہے۔ درمیان میں

مختلف قسم کے خیالات کے لوگ ہیں بعض زمین کو
معیار قومیت ٹھہراتے ہیں۔ جیسے یورپی و ایشیائی۔

افریقی۔ امریکی بعض زبان کو معیار قومیت قرار دیتے ہیں
مثلاً امریکہ کے ایک جتنی کے متقابل جو سپید پوست

امریکی کے برابر انگریزی بولتا ہے۔ اگر جرمنی یا
روسی یہودی ہو تو امریکی کرستان باوجود ہم نگر

وہ نہیں کرتا رحمت خدا کے پاس سے نیکون
 کے دل پر اترتی ہے۔ اور پھر وہ ان سے لوگوں کو
 پہنچاتی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں دو صفتیں ہیں
 جو دونوں رحم ہی سے مشق ہیں دوسری صفت یا
 جذبہ انسان میں امتیاز و تفوق کا یہی صفت انسان کو
 دیگر حیوانات سے امتیاز دیتی ہے اس صفت میں حکمت
 نشان ہے۔ اچھا کھانا اچھا پینا و ماغی محنت کرنا
 اور جسمانی آرام و راحت اٹھانا دوسروں سے خدمت
 لینا اور دن پر حکومت کرنا اس کا مقصد رہتا ہے
 یہی جذبہ جب ضرورت سے زیادہ اور عدال سے
 بڑھ جاتا ہے تو خود عرضی ب۔ رحمتی ظلم و ستم کے حد
 کو پہنچ جاتا ہے۔ میں آرام سے رہوں چاہے دوسرا
 مر ہی کیون نہ جائے۔ یہ بھوکا بیار ہے تو جاسی کلبا
 چیتا اور گراہتا کیون ہے اس سے ہماری فیند میں
 خلل آتا ہے ایک ارب پتی کے گھر کا لین پچاس
 ہزار روپیہ کا ہے ایک کروڑ پتی کے گھر میں بال اور
 ڈنہ ہوا ہزار ہا روپیہ صرف ہو گئے۔ اور مسایہ میں
 یہ وہ مع چھوٹے چھوٹے بچوں کے بھوک سے بے قرار
 ہیں تڑپتے ہیں اور فیند نہیں آتی بیٹا کروڑ پتی ہو گیا ہو
 اور اس کا بوڑھا باپ محنت مزدوری کرنے سے چور
 ہو گیا ہے۔ بیٹا دیکھتا ہے اور اسکو اسکی کچھ بھی پروا
 نہیں۔ ایک بیرسٹر صاحب اپنے دوستوں

سے سرگرم گفتگو تھے۔ ایک صاحب معمولی حالت
 میں گھر میں داخل ہو رہے تھے دوستوں نے پوچھا
 ’وہ کون ہے۔‘ بیرسٹر صاحب نے فرمایا
 یہ ہمارا قدیم دوست ہے۔ جملے دل کے باپ سے
 یہ سن کر ہاتھیں گیا بے ساختہ کہہ اٹھا۔ نہیں صاحب
 ہیں ان کا نہیں ان کی والدہ کا دوست ہوں۔
 مظالم بے رحمی بے دردی جب ناقابل برداشت
 ہو جاتے ہیں۔ تو مظالم پکیس گڑ جاتے ہیں پہلے مظاہ
 کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ مخالفت میں تقریریں
 ہوتے ہیں انکو دولت کی طرف سے بغاوت کا الزام
 لگا کر سزائیں دی جاتی ہیں۔ روکنے کیلئے قوانین
 بنائے جاتے ہیں۔ وزیر ایک سخت قانون نافذ ہو
 ہے۔ دوسری طرف سے مقاطعہ کیا جاتا ہے۔ خفا
 انہیں بنائی جاتی ہیں۔ اندر ہی اندر سازشیں ہو
 ہیں۔ فوج کو ہوا کیا باتا ہے طوفان آتا ہے ما
 مذقوت جاتا ہے۔ الا صلات الخفیظ۔ شہر تباہ قصبہ
 برباد۔ دولت مند لوٹ لئے جاتے ہیں امرا قتل کئے
 جاتے ہیں۔ سادہ کاروں کی تنگدستی بھی چھین لی جاتی
 ہے۔ قتل و کشت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ جس طرح
 پہلے بے رحمی سے کام لیا جاتا تھا اب سنگدلی سے
 کام لیا جاتا ہے۔ زیادہ زور ہوتا ہے تو مذاہب و مذاہ
 برباد کئے جاتے ہیں۔ آزادی بے دینی ایک مشترک

چیز رہتی ہے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ شریک
 محنت ہوتی ہیں۔ خانہ داری محدود۔ گائے۔ بیل
 بھینس۔ جھینسہ چرتی رہتی ہیں نہ ہی خواہشات پورے
 کئے جاتے ہیں مگر محبت پوجو تو نذر و نیاز پڑے پھر پان
 پیدا ہو جاتی ہیں اور سرسہ کاروانہ گھانٹن کی شکل
 مگر شقوت کو ڈھونڈو تو حدود۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔
 کیا تاریک زمانہ ہے۔ نالایق لائق۔ عالم جاہل خبی
 ذکی۔ معنی بشت۔ قوی۔ ضعیف۔ سب برابر۔
 مکہ سیر عیاجی مکہ سیر کھا جا استبداد اور دولت مندی
 کے زمانہ میں ایک قسم کے مظالم تھے۔ مساوات و
 اشتراکیت کے زمانہ میں ایک اور قسم کے مظالم
 ہوتے ہیں۔ پہلے رحم نہ تھا۔ اب محبت نہیں رہی
 پہلے ہمدردی نہ تھی اب ناقدری ہے۔ گہوڑا۔ گدے
 برابر ہے نہ وہ حق سمجھانے یہ حق ہے طلب نفقہ و
 مساوات دونوں نظری جذبات ہیں۔ جو ہرگز بالکل صحیح
 نہیں کئے جا سکتے یاد رکھو کونسا شخص کوئی شتم ہر کوئی
 سلطنت ایک حال پر قائم نہیں رہتی۔ پیدا ہوتی و
 قوی ہوتی ہے۔ پھر ضعیف ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی
 پیرا ہوتا ہے تو بچہ رہتا ہے مگر اسکی حرارت غریبی
 اصلی قوت آئی قوی ہوتی ہے۔ جو کھا و بنزد
 بدل مایجل کے بعد استخوان میں کام آتا ہے۔ غرض
 لاحق ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اصلی قوت آتی ہوتی ہے

سب کو دفع کر دیتی ہے۔ جوان ہوتا ہے تو قوت
 جسمانی صرف بدل مایجل کر سکتا ہے۔ نشوونما
 بوڑھا پاتا ہے تو پورا بدل مایجل بھی نہیں ہو سکتا
 امراض و لواحق ہیں کہ اسکی شدت سے آخر موت
 نکل پداید نہایت۔ تو کیا یہ اشتراکیت مذمت
 بہیمیت باقی رہ سکتی ہے ہرگز نہیں۔ ایک نہ ایک
 دن۔ ضرور کوئی مختی قوی بہادور دانشمند کھڑا ہوتا ہو
 اس ناقدری فرومایہ اشخاص کی برابری سے دل
 تنگ ہو جاتا چودہ سرے۔ عالم۔ معنی۔ بہادور
 توانا۔ مذہبی افراد تو بے زار تھے ہی۔ سب اسکی
 تہ ہو جاتے ہیں زمانہ گردش کھاتا ہے۔ اور سابقہ
 حالت پھر عود کر آتی ہے۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلُ اَسْمٰعٰلِی
 نہایت دن۔ نہایت رات۔ نہ انفرادیت ہمیشہ
 رہتی ہے نہ اشتراکیت۔ سمندر کو ہمیشہ مد و جزر
 ہوتا ہے۔ نہ دوانا یہ رہتا ہے۔
 بیشک یہ سب درست ہے مگر تیرا جو وہ سوا
 مال سے اسلام ہے مگر۔ اس میں اشتراکیت
 کیوں نہیں پیدا ہوتی
 بات یہ ہے اسلام میں حریت و مساوات
 کے ساتھ انفرادیت و امتیاز و ترفع کا جذبہ بھی باقی
 رکھا گیا ہے۔ مسجد میں جائے کائے گورے۔ امیر
 عرب۔ عالم۔ باہل۔ سب برابر کھڑے رہ کر نماز

پہنچتے ہیں۔ مگر امام وہی جتنا ہے جو سب سے زیادہ
 سچے۔ تو جس شخص کو چاہے خلافت کے لئے انتخاب
 کر سکتی ہے۔ مگر انتخاب کرنے کے بعد وہ شخص
 واجب الاماعت ہو جاتا ہے۔ خلیفہ سب سے مشورہ
 یقتا ہے۔ مگر کرتا وہی ہے۔ جس کو وہ حق سمجھتا ہے
 خلیفہ جس کی اطاعت ضرور ہے۔ بے اعتدالی
 کرے نظام توڑے تو رعایا خلیفہ کو معزول کر سکتی
 ہے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام اعتدال پسند ہے
 کسی فطری جذبہ کو ضائع نہیں کرتا صرف اعتدال پر
 رکھتا ہے۔ حریت و مساوات تو رہے ہی۔
 افراد بیت اور ترفع جو بھی رہے صنعت و
 حرفت کرو۔ زراعت کرو۔ تجارت کرو۔ کھیتی
 بن جاؤ۔ کروڑ پتی ہو جاؤ۔ کھاؤ کھلاؤ۔ زرب
 وزینت سے رہو۔ مگر اعتدال سے۔ راحت پاؤ
 مگر غریبوں کا خیال بھی تو رکھو۔

اسلام میں غریبوں کی امداد قانوناً بھی ہے
 اخلاقاً بھی۔ قانونی مثلاً زکوٰۃ کہ چالیس روپیہ میں
 ایک روپیہ امیروں کا غریبوں کو دینا فرض ہے
 بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا
 تو آپ نے ان سے جنگ کی اور ادائے زکوٰۃ
 پر انکو مجبور کیا۔ زکوٰۃ کے مصارف کیا ہیں

غریب قرابتدار۔ یتیم۔ مفلس۔ نادار۔ مسافر۔
 زیر بار قرض۔ قرض خواہ۔ غلاموں کی آزادی
 اسلام کی جانب سے جنگ کرنے والے لوگوں کو
 راہ خدا کے کاموں میں عید رمضان کے
 دن نفاہ غریبوں کو دینا بھی واجب ہے۔
 بیوی بچوں کا نفقہ واجب ہے۔ دوسرے اقربا
 مفلس ہیں تو انکا بھی نفقہ واجب ہے۔ مثلاً نابالغ
 بھائی بہن واداد وادی وغیرہ مرتے ہی مال و زنا
 میں تقسیم ہو جاتا ہے ثلث مال تنک و دیگر تحقیق
 کے لئے وصیت کر سکتا ہے بہر حال دولت
 تقسیم ہو جاتی ہے۔ اور آپس میں غیر معمولی امتیاز
 باقی نہیں رہتا۔ غریبوں کی امداد بیت المال کا
 بھی فرض ہے۔

اخلاقی طور سے دیکھو تو ہمسایہ کا بھی حق
 ہے۔ گو غیر مذہب ہی کا کیون نہ ہو۔ حضرت نے
 فرمایا جبریل علیہ السلام نے ہمسایہ سے حسن
 سلوک کے واسطے اتنی تاکید کی کہ مجھے خوف ہو گیا
 کہ کہیں ہمسایہ وارث تو نہ ہوگا۔ جو مانگے اسکو دو
 جو نہ مانگے اسکو بھی دو۔ مانگنے والے کو نہ جھڑکو
 حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی گھوڑے پر سوار ہو کر
 آئے اور مانگے تو اسکو بھی دو۔

آج کل برقی روشنی میں فقیروں کو دیسے

بہت روکتے ہیں۔ سکندر آباد میں تو خیرات نہ کرنے کا قانون پاس ہو گیا۔ حیدر آباد میں بھی اسکے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ نہ بیان کافی ورک شاپ ہے نہ معتد بہ کار خانے کہ ان غریبوں کے پیٹ بھرنے کی کوئی صورت نکالے نہ تماشائی بیوگان کے لئے فنڈ ہے جو کاتے بھی ہیں محنت بھی کرتے ہیں مگر ان کی آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ کسی طرح کافی نہیں۔ انکی امداد کی بھی کوئی صورت ہے؟

مردم شماری کے تحت وہاں سے مدد لے کر میرحاجہ صاحب انکی امداد کی کوئی صورت نکالتے ہیں کسی کو ان امور کی طرف توجہ ہی نہیں۔

لیڈران قوم آتے ہیں بیٹوایان مذہب قدس فرماتے ہیں۔ اپنی ارب بیڑی چرب زبانی کے زور سے مہذب ڈاکے مارتے ہیں۔ دعوتیں۔ اور ڈنڈا ڈالتے ہیں۔ گریٹ ہوز میں رہتے ہیں۔

ایک دن کا مہان دوسرے دن کا حیوان۔ تیسرے دن کا شیطان۔ مہینے ہو جاتے ہیں جانے کا نام نہیں لیتے۔ فٹ کلاس کے ڈوبن میں بیٹھے۔ اٹون پرستے چلے جاتے ہیں۔ کیسے نکار کئے ہیں۔ سانبر۔ جتیل۔ سیریا گائے۔ ہرن خرگوش ہسایہ میں بیوہ ہیں۔ یتیم بچے ہیں۔

کوئی ان پر رحم کھانے والا۔ انہیں بے رحمیوں سے اشتراکیت پیدا ہوتی سمجھو کا جان پر کھیل جاتا ہے۔ مڑا کیا نہیں کرتا۔ ڈاکے مارتے ہیں۔ چوریاں کرتے ہیں۔ پیران طریقت میں تو انکو بھی نذر سے کام ہے۔ مرید مر رہے ہیں اور پیر صاحب کے پوی بچوں کے لئے سونے کے زیور گھڑے جارہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ مرجعون۔ کیا یہ اسلامی تعلیم ہو۔ اسلام میں ایشار ہے اسلام میں ویطعمون الطعام علیٰ جثثہ مسکینا ویتقما و۲۱ سید ۱۔ ہے۔

خدا خراب کرے مشنری کو بیوہ عورتیں۔ سلامتی سے محروم۔ کیونکہ درزیوں کے پاس مشین ہو۔ پیدائی کون دیگا کرنی پر آٹا بٹا ہے۔ دولت مندوں نے ہر کام کے لئے گرنیان جاری کر دی ہیں۔ اب ان غریبوں کا بچہ بننے والا ہے کون۔ تمدن ترقی کر گیا ہے۔ فیش کا زور ہے۔ اوسط درجہ کے لوگوں کو سپید پوشی میں دشوار آیا ہیں تو ان غریبوں کا جینا محال کیون نہ ہو گا۔ جہان دولت مندی سے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔ دہان تنگ دستی سے بھی اخلاق گر جاتے ہیں۔

خیر اسلام میں سود قطعاً حرام ہے کیونکہ صاحب حاجت کو قرض حسنہ نہ دیتا اس سے

سو دیکھ سو دوسو دینا قطعاً حرام اور قضاوت
 قلبی پر وال ہے۔ قرض حسنہ کا دینا بڑا ثواب
 ہے۔ واقضوا للہ قرضاً حسناً۔ صاحب
 حاجت کو قرض دینا، خدا کو قرض دینا ہے۔
 لایا لہ للہ المضر وب سو قنا کان یہو علیہا ہو لم طلق۔ اسلام کے اصول سے
 سلطنت کو ضرور پڑے تو جان وال سے کوتاہی نہ کرنا۔ باقی آئندہ۔

سارا جہان سراب ہے اس کی جگہ پیر نہ تو

از مولوی محمود حسن بدایونی کمال دہلویہ، سابق پرنسپل الیکال کراچی

سارا جہان سراب ہے اسکی چمک پہ جان نہ تو
 کوئے جفا شعار میں ذکر خود ہی حسد ام ہے
 غیرت نہیں تو پھر تجھے جیسے کا کوئی حق نہیں
 بخت رسا و نارسا سبھی دسکون کا نام ہے
 حسن جفا شمار پر پروانہ بن کے ہو خدا
 افشاء کا خوف ہے تو پھر کر لے زبان اپنی بند
 دام میں اس کے آئے تو دل بھی یہاں لگانہ تو
 تجھ کو خود ہی پسند ہے اسکی گلی میں جان نہ تو
 ہمت کا اقتناء ہے یہ احسان عجز اٹھانہ تو
 ناکام ہو کے ڈر نہ تو پائے طلب ہٹانہ تو
 ناموس عشق کھونہ تو نام و فاشانہ تو
 غیروں کو راز دل کبھی بھولے سے سنانہ تو

خسرو حرم عشق میں چون و چرا کو بھول جا
 عقل فریب کار کو راہ غما بنانہ تو

انصاف کی ضرورت

از مولوی محمد غوث صاحب ایم اے (عثمانیہ)

مناقشہ پسند ہے وہ وکان الانسان اکثر
شیء جبلاً اس پر ناطق ہے۔

”انسان کی سرشت جس طرح واقع ہے
اس کے مد نظر انسانوں کے مختلف
اغراض، چاہے وہ حقیقی ہوں یا ظاہری
ایک دوسرے کو تضاد م کر دیتے ہیں
ان کے جذبات، ان کو ابھارتے ہیں
کہ اپنے اغراض کے حصول کی خاطر ہر
ممكن طریقہ اختیار کریں اور بالخصوص اپنی
ذاتی قوت کام میں لائیں۔“

ہی
رفار زمانہ اور حالات کے تغیر اور تبدل سے رابطہ
اور اتحاد کی نوعیت اور کیفیت بھی بدلتی رہتی ہے اور
یہی حال باہمی اختلافات اور مناقشوں کا ہے۔
اصل یہ ہے کہ کسی انسانی جماعت میں نظم و ضبط جتنا

انسانی تمدنی زندگی کا یہ نظارہ کتنا دلآویز
ہے کہ ساری انسانی برادری ایک عام اور ہمگیر
اعانت و امداد کے ایک عینہ اختتام پذیر سلسلہ
میں اس طرح منسلک ہے کہ دنیا کی کوئی قوت اسکو
بلا نہیں سکتی۔ انسانی ماند و بود بلکہ خود زندگی اور
بقا کے لئے عناصر اور مرکبات کی سہولت کی ج
احتیاج ہے اس سے قطع نظر خود انسان کو باہمی
تعاون اور اتحاد و عمل کے کتنے مراتب طے کرنے
پڑتے ہیں۔“

لیکن اس دلفریب نظارہ کا دوسرا رخ کتنا
دل خراکش ہے۔ نہ مٹنے والے اختلافات اور
مناقشوں، افراد اور جماعتوں کی زندگی کو تلخ و ترنم
ترینانے میں کیا نہیں کیا ہے۔
بالآخر یہ قرار دے دیا گیا کہ انسان فطرتاً،

۱۔ جلال الدین، دہمحق و دوانی، اخلاق جلالی صفحہ ۲۲۱، مطبوعہ ۱۳۰۹ھ
۲۔ انسانوں میں جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں ان کی نوعیت کو خواہ ولی اللہ صاحب نے بہت عمدگی سے درج کیا ہے صفحہ ۱۴۴
۳۔ سافند، جرس پروڈنسی صفحہ ۱۱۱، ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۳ء، قرآن، سورہ کھف، ۱۸۔

زیادہ ہو گا یا دوسرے الفاظ میں تمدن اور مذہبیت
کامیابی جتنا قوی ہو گا اسی تناسب سے ارکان
جماعت کا ایک دوسرے سے تعلق بھی مختلف قسم کا
ہو گا اس اعتبار سے ارکان جماعت میں صلاحیت،
ذوق اور ضرورتوں کی تفاوت اور اختلاف بھی زیادہ
تر ہو گا۔ کش کش کا منبع یہاں سے ہی شروع ہوتا ہے
مولانا شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ:-

”جب افراد انسانی میں معاملات باہمی

جاری ہوتے ہیں تو اس کی وجہ سے ان

میں نیک حسد سستی اور تباہی پیدا ہو جاتا

ہے اور یہ بنیاد پر منازعت اور اختلافات

کی۔ ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو جذبات

دنی سے مغلوب ہوتے اور قتل و غارت

پر بھی اترتے ہیں۔“

بہر حال جماعت انسانی کے ارکان میں اختلاف
کی کمی ہی شدت کیونکہ نہ ہو انسان کو ایک اعلیٰ
اور برتر صورت تکمیل کی خاطر مل جل کر تعاونی
زندگی بسر کرنا ناگزیر ہے۔ محقق طوسی نے وقتاً
کی ہے کہ:-

”ہر فرد نوع انسانی اپنی شخصیت اور نوع
کی تقاضا میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں
اور ان کا کمال کہہ سکتے ہیں اور نوع و انسانی
کے وجود کے بغیر محال ہے اس لحاظ سے
کمان کا حصول ایک دوسرے کے تعاون
منحصر ہے لامحالہ انسان پر یہ امر واجب
ہو جاتا ہے کہ معاشرت کی مینا و تعاون پر
یکجہ۔“

جماعتی زندگی میں تعاون اور اختلاف کو
جو درجہ حاصل ہے اس کے مد نظر دونوں میں
توازن کا قائم رہنا از بس ضروری ہے صحیح توازن
قائم رکھے بغیر انسانی زندگی ”متنبہائی، افلاس
گندگی، وحشت، اور خاتمہ تلخ کا مترادف ہو
رہیگی۔ اس کا نام انصاف ہے۔

منفذ انصاف اس توازن کو قائم رکھنے
کے لئے ایک ایسی قوت

کی ضرورت ہے جو سب پر اپنا اقتدار چلا سکے۔
کسی مام قوت کے بغیر جو سب پر مقتدر ہو
مل جل کر زندگی بسر کرنے کا کوئی مشیرازہ۔

(۱) حجتہ اللہ الباقیہ ص ۳۲ - ذخیرۃ الملوک مولفہ علامہ عبد علی محمدانی - باب (۵)

نیکو طبع خانہ سعیدیہ ۱۳۳۰ھ

(۲) اخلاق نامہ ص ۲۷۰ و ۲۷۱ - (۳) بالکل الفاظ میں جو سر جان سائیل نے نقل کیے ہیں ص ۱۱۱

انسانوں کی برادری کو حکم نہیں رکھ سکتی۔

مشرکہ منافع کے لئے نظم و انتظام کا قیام
انفرادی حیثیت سے کسی ایک شخص کے بس کی بات
نہیں ہے۔ کوئی انسان کسی روک ٹوک کو اس وقت
مکمل عمل میں نہیں لاسکتا جب تک کہ وہ صواب
منصوب ملے۔ وہ انسانوں کی ضروریات مختلف ہیں
اور جلب منفعت سارے نفوس انسانی جبلت
ہے۔ اگر ان کو یوں ہی ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا
ان کے باہمی تعاون میں نظم و انتظام باقی نہ
ہوگا، اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے نفع کے
لئے۔ دوسروں کے نقصان کرنے کا عادی
ہے اس طرح مذازعیت پیدا ہوتی اور انسان
ایک دوسرے کو فنا کرنے پر تڑپا رہتا ہے پس
یہ نہ کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہئے کہ ہر شخص
اپس کے حق پر راضی کرایا جاسکے اور تعدی
افساد کی روک ہو جائے۔ اسی تدبیر کا نام
یاسر ہے۔

یاسر رانی کا فرض، جماعت کی
بتدایں، خاندان قبیلہ یا گروہ کے سربراہ اور

افراد کی قوت ضبط نے انجام دیا لیکن جیسے جیسے
ارکان جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔
ضرورتوں کی بہتات ہوتی گئی اور کاروبار کی
وسعت اور پھیلاؤ کا امکان زیادہ ہوتا گیا
جماعت میں نظم و ضبط کے قیام کے لئے ایک
قوی تر قوت کی بھی احتیاج ہوتی گئی۔ اس قوت
نے آگے چل کر حکومت اور سلطنت کا نام حاصل
کر لیا۔

اسلامی علماء یاسر نے یاسر
کے جو عناصر قرار دئے ہیں ان کے نام انہوں
ناموس (شرعیت)، حاکم، اور، و نیار دزر،
قرار دئے ہیں جو محقق طوسی نے اسکے متعلق
جو مباحث کی ہے اس کا تذکرہ اس موقع پر
ضروری ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ۔
وہ انسان مدنی الطبع ہے اور اسکی معیشت
در زندگی، تعاون کے بغیر ممکن نہیں، تعاون
کی شکل یہ ہے کہ انسان دوسرے انسان کی
خدمت کرے، بعض کوئی شے لین اور بعض
کوئی شے دین، بعض معاملات میں مساوات کو

الحجۃ اللہ بالفضل آیات اللہ کا مدد دس حجۃ اللہ بالفضل آیات اللہ کا مدد
۱ ملا جلال الدین دوانی اخلاق جلالی ص ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

تلاہل نہ ہونا چاہئے۔ اس طرح انسانی معاملہ میں ایک مقوم یا عادل کی احتیاج پیش آتی ہے یہ حیثیت دینار کو حاصل ہے لیکن ظاہر ہے کہ دینار مقوم حامت ہے اور ایک مقوم مطلق کی ضرورت ہے کسی طرح استغناء نہیں ہو سکتا۔ یہ اس لئے کہ اگر دینار سے نظم باقی نہ رہ سکے تو مقوم مطلق سے استعانت کی جائے تاکہ انتظام و ہم برہم نہ ہو جائے۔ اس طرح حاکم و بادشاہ یا امام کی احتیاج داعی ہوئی (۲)

حاکم یا بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ ذی شوکت ہو اور اعوان و انصار کی ایک پوری جماعت اس کے ساتھ ہو اور جو انصاف سے باہمی منازعیتوں کا فیصلہ کر سکے اور نیز مجرموں کو زجر و توہین اور سرکشوں کی مقاومت کر سکے لہذا یہ لازم ہے کہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے اسباب حل و عقد کی اکثریت نے اتفاق کیا ہو۔

غرض اس طرح بادشاہ اور حکومت نے مقررہ قواعد و ضوابط کی پابندی کرا کے اور خلاف

ورزی کی صورت میں سزا و جزا کا طریقہ جاری کر کے مناسقہ لید انسانوں میں نظم و انتظام کے شیرازہ کو مضبوط رکھنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا بہر حال معاشرہ انسانی کا وجود اگر قائم رہ سکتا ہے تو صرف سلطنت کی بنیاد میں، سلطنت کا قائم اور اس کا انصاف، اس میں انتظام اور تمدن کے لئے ایک ضروری شرط ہے۔

کوئی جماعت انسانی چاہے کس قدر ہی مضبوط کیوں نہ ہو اور افراد جماعت قوت کے قانون کے بہ نسبت عقل و دانش کے آئین و ضابطہ پر چاہے کس قدر ہی زیادہ عمل پیرا کیوں نہ ہوں اور خلوص و محبت کی زنجیر میں بہ نسبت کسی جسمانی تعلق کے بہت زیادہ ہی لیون نہ بندھے ہوئے ہوں۔ قوت کا عنصر موجود اور عامل رہتا ہے یہ عنصر جزو یا کلا پوشیدہ ہو جائے تو ہو جائے لیکن اس کا وجود ضروری ہے کسی معاشرہ میں حکومت کو اپنی قوت حقیقی طور سے عمل پیر کر سنے کی ضرورت داعی نہ ہو تو وہ حکومت کے ضبط و قوت کے فقدان کی دلیل نہیں ہے۔

(۱) برابر کنندہ (۲) اخلاق نامہ ص ۱۲۵ حجتہ اللہ البالغہ ص ۱۲۵ (۳) حجتہ البانہ ص ۱۵۷

(۴) حجتہ البانہ ص ۱۵۷ (۵) ابن خلدون ص ۳۶۱ تا ۱۵۹۱

بلکہ اس سے اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ حکومت کے ضبط و قوت نے آخری کامیابی حاصل کر لی اور اپنی برتری منوالی آئندہ چلکر اگر یہ امید ہو کہ انسانی معاشرہ کے ضبط و نسق کے لئے قوت کا مظاہرہ ضروری نہ ہو گا تو یہ صورت انسانی معاشرہ کے اختلاف کی تکمیل کی ہوگی نہ کہ قوت کے عدم وجود کی۔

مختصر یہ کہ سلطنت کی داد رسی کو تمدن کا ایک دائمی اور اصلی عنصر خیال کرنا چاہئے اور ایک ایسا طریقہ کار جس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا ذاتی قوت کا اگر کوئی مناسب جواب ہو سکتا ہے تو وہ صرف وہ قوت ہے جو سلطنت کی قوت کہلاتی ہے۔

و ذکر می لامومنین اس یاد دہانی پر غور کیجئے کہ حجرات کا ذکر قرآن میں کس قدر کثرت سے وارد ہوا ہے اگر وہ ملتین جن میں ہجرات و کلمات کا ذکر ہے شمار کئے جائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر سال میں دس پانچ بار خدا تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا تاکہ مسلمانوں پر شکوفہ اور مبرہن ہو جائے کہ خدا نے تعالیٰ کو ہجرات کے باب میں نہایت اہتمام قصود ہے اور ہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز اقسام کے ہجرات

دکھا رہے ہیں اور حق تعالیٰ انہیں سابقہ سے بھرپور بار بار ذکر فرما رہا ہے پھر جو لوگ ہجرات و عجز و حالات اغیار پر ایمان نہیں لاتے انکو دہش کی دی گئی کہ تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں قریب میں معلوم ہو جائیگا کہ حق پر کون ہے۔ ذیل میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معجزات لکھے جاتے ہیں۔

۱) انصاف کبریٰ میں خدیجہ سے تعلق ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے حضرت نے ان کے جھوٹے بیٹے کا اثر یہ ہوا کہ مرنے تک ان کا چہرہ تودانہ رہا۔

۲) ابو عمر انصاری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک غزوہ میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک روز لوگ پیاسے ہوئے آپ نے داہجی شکوہ کرنا سکولیت رد کر رکھا اور غور بانی اس میں ڈاکو اس میں کلی کی اور کچھ تلفظ فرمایا پھر اپنی بیوی بھوٹی انگلی اس میں رکھ دی راوی قسم کھا کر کہتا ہے میں نے دیکھا کہ حضرت کے تمام انگلیوں سے چشمے جاری ہیں جب ارشاد لوگوں نے خود بانی پیا اور اپنے جانوروں کو پلا یا مشکیں ڈوبیاں بھر لیں یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ حضرت روحی خدا الی وافی کے کل دندان مبارک نظر آئے ارشاد فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور محمد و مسلم، اُس کے بندے ہیں اور رسول ہیں جو شخص ان کو قیامت کے دن اللہ کے روبرو پیش کرے گا وہ ضرور نسیب

اقبال برادر گلشن

سرایند
اسپیٹ ایجنٹ

۵۴۹

نظام شاہی روڈ جید آباد دکن فون

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کی طرح
اپنی جائیدادوں کی خرید و فروخت درہن
اور تعمیرات کے پیمائش نقشہ جات تعمیر و ترمیم
برادروں کے کاروبار میں سہولت ہو اور
نفع بخش طریقوں پر زرعی اراضیات
بانعات موٹر کارس شیزز حاصل کرنا چاہتے ہو
تو جلد مندرجہ بالا پتہ پر ہم سے گفتگو یا خط و
کتابت کریں۔

یاد رکھئے

ہمارے ذریعہ سے معاملہ کرنے میں آپ کو کسی
قسم کا کوئی دھوکہ یا فریب نہ ہوگا بلکہ آپ کو
ہر چیز فحش کے مطابق اوزان ستیاب ہو سکے گی
اہل ملک کیلئے ہمارے خدمات ہر وقت پیش

ضیاء سلطان پور

محمد بخش لاڈیہ

میں جو کچھ کہتا ہے اس کی عملداری ہے
میں نے لاڈیہ کی دکان ادویات
میں سے تجارتی سامان اور استعارتی سامان
میں سے تجارت کر سکتی ہے اس کارخانہ میں
میں نے مفردات جو اہرات مشک و عنبر
عطران اور ہر قسم کے عرقیات مرہ جات -
دوختیات عمدہ اور اوجہ جی قیمت بردستیاب
ہو سکتے ہیں ایک مرتبہ کے تجربہ کے بعد معلوم
ہو جائیگا کہ ہماری تجارت خالص استعارتی
اور سبک کے استفادہ کیلئے ہے۔

ضیا

کیا آپ کو معلوم نہیں؟

مطلع الانوار میں

حضرت شیخ الاسلام فضیلت جنگ مکاری
حالات زندگی اور آپ کے خدمات نہایت
عاشق اسلوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔

آپ کی کتاب نظام شاہی روڈ دکن میں طلب فرمائیے

ضیا

مہر عمر - ہر موسم - ہر حالت میں
طاقت، تنومندی، چستی، فرحت، انبساط اور کیف و سرور

شخص کیلئے عام از نیکہ جوان ہو یا بوڑھا، تندرست ہو یا بیمار مرد ہو یا عورت پسندیدہ ہے،
مگر اس کیلئے جسمانی امریکہ اور یورپ کی ٹانگ (مقوی) دوا میں ہرگز مفید نہیں ہو سکتیں کیونکہ
وہ ہمارے ملک کی آب و ہوا اور ہمارے مزاجوں کے موافق دواؤں سے نہیں بنائی جاتی ہیں

ساکا

آپ کے ملک کی ایجاد ہے جسے آپ ہی کے مزاج دان اطباء نے بنایا ہے یہ آپ کو وہی
قوت دے گا جو آپ چاہتے ہوں۔ دل - دماغ - جگر - معدہ - گردہ - اعصاب و غدود اور مردانہ
قوتوں میں پر کیف طاقت پیدا کرتا ہے طویل بیماریوں کی نقابھتوں دماغی اور جسمانی محنت کی
تھکاوٹ، اعصاب کی پڑمردگی اور مردانہ قوتوں کی کمزوری کو بہت جلد طاقت تنومندی
اور چستی میں تبدیل کرتا ہے دو ہفتہ میں آپ کو اپنے پر کیف اثرات دکھا سکتا ہے۔
سرکار عالی کے سفیدیافتہ اطباء - سرکاری دواخانوں کے حکیم اُمرا و رؤسا مغرین اور عوام سب اسکی
سفارش اور تصدیق کرتے ہیں آپ بھی ان پر بھروسہ کیجئے۔

منفصل معلومات کیلئے کتابچہ مفت منگوا کر دیکھئے
قیمت مکمل کورس ۸۴ گولی چھ روپیہ نمونہ ۱۲ گولی کا بکس ایک روپیہ تجربہ ایسے تین یا چار نمونہ
مسلسل استعمال کرنا ضروری ہے۔ ہر بڑے دوا فروش یا ذیل کے پتہ سے ملتا ہے
تیار کردہ ملکی شفا خانہ یونانی شریا بلڈنگ پتھر گٹھی جید آباد کن

۲۵۶

۱۴۹
مهر و پادشاهی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آمَنُوا بِذِكْرِ اللَّهِ وَذُنُّوا الْعَذَابَ



(6)

مقام طاب

شاہ ابو الحسن علی گنج شمسین فاضل مدیر
محمد وجیہ الدین مولوی کامل (نظامیہ شریک)

ہر بیماری عارضہ کے لئے اگر وہ سیلان الرحم میں مبتلا ہے نسا کا

خواتین کے لئے وہ موزی مرض ہے جو درد سہ اور درد کم لاغری کمزوری ضعف رحم ضعف اعضا دوران سہ باضمہ کی خرابی آیام میں بے ترتیبی کے علاوہ بے اولادی اسقاط حمل اور روق وغیرہ کی شکایتیں تک پیدا کرتا ہے اس مرض کے ازالہ کے لئے موجودہ زمانہ میں آپ کے ملک کی تیار کردہ ہر مریض و موسم میں قابل استعمال دوا صرف نسا کا ہے معمولی شکایات میں ایک گیس اور کہنہ اور پیچیدہ شکایت کی صورت میں دو یا تین ایک ایک استعمال ہر شے سیلان الرحم بخلا تا ہے۔

آپ بھی

اپنی بیمار عزیزہ کو زکلا استعمال کرنے کا مشورہ دیجئے

اس کے استعمال سے تمام شکایات زایل ہو کر وہ اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے کی اہلیت اور اعضا تولید میں استقرار حمل کی صلاحیت حاصل کر لے گی ہر اردو میں اس کے خاد کام ہو چکے ہیں

بڑے بڑے اطباء اس کی سفارش و تصدیق کرتے ہیں

قیمت فی کس جس میں دو ہفتہ کی دوا ہوتی ہے دو روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک کے شہر کے ہر دوا فروش یا ذیل کے مخزن مل سکتا ہے۔

ملکی شفا خانہ یونانی شریا بلڈنگ تھیرکٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم



علماء و کنگز ترحمان اور فارغین نظامیہ کاما ہوا

نظامیہ

قیمت برائے کار عالی

۳

قیمت لائے

۴

جلد	جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق شہر ریہ ۱۳۲۶ھ و ۱۳۲۷ھ	ع (۶)
-----	-----------------------------------------------	-------

۲۳۱	آثار عقیدت از مہدی علی بن علی لمبات	۱۱	مفسر	فہرست	
			۱۹۵	ملاحظات از مدیر	۱
			۱۹۷	مذکرہ علمیہ از مولانا شیدہ محمد قاضی صمد	۲
				مذکرہ علمیہ از مولانا شیدہ محمد قاضی صمد	
			۲۰۱	ماہل افسیر کی تحقیق از مولانا شیدہ محمد قاضی صمد	۳
			۲۰۵	سوانح اور غور کردہ کہیں کس طرح مدد کرنی چاہیے	۴
			۲۰۶	سوانح و فلسفین کا پس منظر اور شاہی کمیشن کی رپورٹ	۵
			۲۱۶	اسلام اور عمل از مدیر	۶
			۲۱۸	حضرت غوث اعظم کے ارشادات	۷
			۲۱۹	تہذیب و اخلاق از مولوی شیخ صالح باحاط صاحب	۸
				حالات حضرت سیدنا امام غلام از مولوی محمد عیسیٰ صاحب	۹
			۲۲۸	مادر علم و عمل نظامیہ سے محبت از مولوی سید محمد حسین صاحب	۱۰

نظامیہ محمدیہ

سہ راہ ہدائی کے تیسرے مہنت سلطان پورہ حمید آباد دکن سے
شائع ہوتا ہے جس میں مختلف اذواق کا مجموعہ اور مختلف
الوایب مذہب ادبیات علوم و فنون اور معلومات عامہ کے
انکار ہوتے ہیں اور یقین ہے کہ یہ جلد ملک میں علی قوت پیدا
کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہو۔ باوجود اس کے کارکنان
جلد نے چند نہایت قلیل (پار) اور سرکار سے اسے لکھا ہے
ارسال رقم ہر جلد کے نام سے ہونی چاہیے

اصلاح کی فکر ہو چکی ہے وہ پہلے کے ذریعہ اپنی اصلاح کرتا چلتے ہیں ماضی کے مقابلہ میں علم تو زیادہ ہو گیا ہے اب جس قدر علم حاصل ہو چکا وہ کافی ہے اس وقت علم کے مقابلہ میں عمل کی سخت ضرورت نظر آتی ہے۔

اغراض و مقاصد تو نہایت وسیع بتلائے گئے ہیں لیکن ان میں سے اس وقت جو چیز اختیار کی گئی ہے وہ قرآنی تعلیم ہے جس کا تعلق علم سے ہے عمل کی کوئی چیز اختیار نہیں کی گئی ہم نے اس کے اوپر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اگر بڑے لوگ قول اور فعل سے اپنے کو باعمل ثابت کرائیں تو اس کا اثر چھوٹوں پر جلد پڑ سکتا ہو اور چھوٹے لوگ جلد متاثر ہو سکتے ہیں انجمن کے طریقہ عمل میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔

رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور آپ کے خلفاء و صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ پر ہندسے دل سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان پاک نفوس کا ظاہر اور باطن گھر اور باہر کی دونوں زندگی یکساں تھی ان کا کوئی قول عمل کے خلاف نہ تھا سیدنا صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بحیثیت حکمران کے حکومت نہیں کئے بلکہ بحیثیت خادموں کے فقاہت کی خدمت گزار دی کی رعایا کو آرام و راحت پہنچانے کے ممکنہ اسباب اختیار کئے یہی وجہ ہے کہ ان کا عملی نمونہ سب کے لئے قابل تقلید قرار پایا اس وقت ہر شخص کو یہی فکر رہا کہ تہی تہی کہ اپنے بزرگانِ نیت کے نمونہ پر اپنی زندگی

بنائیں اس کے مقابلہ میں آج ہم بھی مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں۔ قرآن کی اس آیت کو ہر وقت پیش کرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور بُرے کاموں سے منع کر لے بیشک اس آیت کی صداقت کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اس کا منکر ہے سچ پوچھو تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی جماعت حقیقی معنوں میں پیدا ہو جائے تو خدا کا وعدہ بھی پورا اور تمام دنیا پر مسلمانوں کی بادشاہت قائم ہو جاسکتی ہے گرم سمجھتے ہیں کہ عمل کی حیثیت سے آج کوئی شخص بھی ان صفات سے بے فائدہ نہیں ہو سکتا جن کا ہم نے اس کے اوپر ذکر کیا ہے کش مسلمانوں میں اظہار سے پہلے عمل کی ایک جماعت پیدا ہو جائے جن کے قول اور فعل میں یکسانیت ہو۔ ایسی صورت میں ہمیں کامل توقع ہے کہ عام مسلمانوں کی اصلاح ہو جائے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس قسم کی انجمن سازیوں سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں

ناظرین نظامیہ کو ہم نے بھی شکایت ہے اور ایک حد تک صحیح بھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے جب سے جملہ کی اشاعت عمل میں آ رہی ہے اس تاخیر سے یہ مدیر بعض گھر پو پو پشانیوں میں ایسا متلا ہے جس باعث جملہ کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے۔ فروری کے ماہ میں طرکے کا انتقال ہوا ابھی ایک ماہ

ملاحظات

رائج نہ ہو سکیں غرض مسلمانوں میں علمی معاشرتی اور اقتصادی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اگر ان سب کی جلد از جلد اصلاح نہ ہو جائے تو یقین ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی کوئی عزت اور وقعت نہ رہے گی اور نہ یہ عزت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں گے ہمیشہ نفاس اور دوسروں کے دست نگر رہیں گے مسلمانوں کی اصلاح کا یہ کام ہمارے رہنمایان قوم علماء اور مشائخین سے زیادہ ممکن ہے اگر یہ پہلے خود درست ہو جائیں اور اصلاح کا نظم پہلے اپنے گھروں سے شروع کریں اور اپنے گھروں میں جو رسومات رائج ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کر لیں اور اس کے بعد میدان عمل میں مسجد میں خانقاہ میں اور جہاں کہیں ان کا گزر ہو اصلاح اور اصلاح کی صدائیں بلند کریں لوگوں کو عمل کے جانب متوجہ کرائیں تو اُمید ہے کہ اس با عظمت طبقہ کے ذریعہ عام مسلمانوں کی حالت درست ہو جائے

آج کل اخبارات میں انجمن علم و عمل کے مقاصد اغراض کی اشاعت ہو رہی ہے ان اغراض و مقاصد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد کے مسلمانوں کو اپنی

ہم ایک عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ اسلام عمل کا نام ہے اگر مسلمان دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے عمل کی ضرورت ہے سب سے پہلے علماء اور مشائخین کو چاہیے کہ وہ عمل کا نمونہ بنیں اور اپنے عمل کے ذریعہ دیگر مسلمانوں کو عمل کی ترغیب و تحریک دلائیں! آج مسلمانوں کی حالت زندگی کے کسی شعبہ میں بھی درست نظر نہیں آتی ہر شعبہ زندگی بگڑا ہوا ہے افلاس اور رسومات کی تباہ کاریاں سب کچھ موجود ہیں مگر ان سب امور کی حقیقی اصلاح کی جانب کوئی بندہ خدا متوجہ نہیں ہوتا اگر ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا روزانہ محاسبہ کر لے تو اس کو معلوم ہو گا کہ ہمارے قول اور فعل میں مساوات ہے یا نہیں اور اگر ہم اپنے گھر کے حساباً اور اپنے گھر کے رسومات پر تھنڈے دل سے غور کریں فلاں اور فلاں رسوم جن کے رائج ہونے پر گھر والیوں کی اصرار ہے آیا وہ کس حد تک درست ہیں اور کس حد تک ان پر رقم صرف کیجا سکتی ہے ان کے نتائج پر ہمیں پہلے غور کر لینا چاہیے نراں بند گھر والیوں کو تباہ کن نتائج سے آگاہ کریں تو اس امر کا قوی امکان ہے کہ یہ تباہ کن رسومات

نگر ارتھا کہ ۲۰۔ دیکھ کر یونیٹ کا بھی انتقال ہوا۔ اناللہ
والا اقرہ راجوان خدام جو کہ اپنے ہوا رحمت میں جا گئے۔

متذکرہ سدر واقعات کے بعد تافہ اشاعت کی
شکایت منع ہو جائے گی اسی لئے ہم نے ارادہ کیا تھا کہ
مجلد وقت پر تامل ہو اسی مئی والا تمام من اللہ کے موجب
ہم نے تیسرے نمبر میں وقت اشاعت کا اعلان کیا مگر یہ بھی
پورا نہ ہوتا اس کی بھی وجہ یہ ہوئی کہ آج دو ماہ سے
نیرا دوسرا کھانا چلنے لگا ہے سال کی ہے وہ ذات الخب
کے مہینے میں تہا ہے ۲۰۵۰ کے قریب حرات
رہتی۔ اب ابھد شد حرات میں کمی ہے حالت روغن
غرض ادا ایسے اسباب میں جس کے سبب مجلہ کی اشاعت

بیس تاخیر ہوئی۔ ناظرین مجلہ سے طالب و صا
ہوں اور انشاء اللہ نذر سے وقت پر تامل ہو گیا نظر آجی۔ کیا جائے

۲۹۔ رجب کو یاد کیا۔ اعلان خود مختار ہوئی

آصفیہ ایک یوم کی عاقبت طویل واقع ہوئی ہے اس روز ہر
بالا ہوا مذہب و ملت اطہار مسرت کرتا ہے اس روز کی
اہمیت و عظمت کا لفظ کرتے مجلہ نظامیہ جس کا انہماک
نکاح و مذہب کی خدمت کرنا ہے وہ رجب میں خوشنودی
ممبر کے نام سے شائع ہوگا ہمیں ہر محب قوم و فرزندوں
سے توقع ہے کہ وہ اس روز کو انکم مساجد متادار اور

کلیساؤں میں دولت آصفیہ کے لئے جلسہ دعائیہ منعقد
کریں گے اور ہر شخص مسرت و انبساط کے ساتھ خداوند عالم
کا شکر ادا کریگا۔ کہ اس نے رعایا کے دکن کو اپنے فضل و
کرم سے قید و بند کی زنجیر سے علیحدہ رکھ کر خود مختار رکھا
۔۔۔ اس نمبر کی خاص خصوصیت یہ ہوگی کہ یہ جادوئی

اور رجب دو ماہ کا مجموعہ ہوگا اس میں تاریخ و کن سلاطین
آصفی کا طرز عمل اور اصول حکمرانی و نیز حکومت آصفی کی
رواداری کے متعلق مضامین ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
ماہ شعبان سے مجلہ نظامیہ وقت پر شائع ہوگا ہمیں امید
ہے کہ مجلہ کی اشاعت میں جو غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے
وہ بوجبات بالاقبال معافی ہوگی۔

صحافتی اخوت و واداری اصول کے موافق مجلہ نظامیہ بہتہ عملی و
نہی رسائل جرائد کے روز کی خدمت میں تہذیب و تہذیب کا بیان
ریو لو او تبارد سے انوت تواریخ و تہذیب و تہذیب کے ضمن میں آیت پر

نئی تہذیب کو بار سے اعلیٰ کتب و تہذیب کی کو مجلہ نظامیہ
آپنے بلند پایہ جرائد کی صفائی کی مثال بھی کر آجی۔ واداری ضروری ہوم
تہذیب اس لحاظ سے ہیں امید ہے کہ آج کل میں تہذیب و تہذیب کی
اپنے جرائد میں مجلہ نظامیہ کی تنقید میں فرستے ہیں تہذیب کی تہذیب
اور معاملہ تہذیب کی تہذیب نہیں فراموش گئے اور نہایت فراع دلی سے اخوت
تواریخ و تہذیب کی کو مجلہ نظامیہ اپنے ہر محب رعایوں کی خدمت کے لئے
ماہر ہے

مذکرہ علمیہ

نمبر (۳)

از مولانا سید شاہ محمد صاحب شیلانی صدیق الہی صلی اللہ علیہ وسلم

(پبلشنگز)

محققین سر مارتے ہیں کہ کائنات میں دو قسم کی مخلوق ہے ایک عالم امر سے متعلق اور ایک عالم خلق سے شافی الذکر عالم کون و فساد ہے عالم امر کی چیزیں اس سے متعلق نہیں اس سے بالاتر ہیں۔ روح یا حقیقت انسانیہ، اسی عالم امر کی چیز ہے جسے عالم غیب و عالم بالا کہتے ہیں یہ لاکھیں ولایت الہیہ کی قسم سے ہے۔ اسی عالم کے مالک و مالک علیہ کے صحیح ادراک سے معرفت خدا بھی حاصل ہو جاتی ہے چنانچہ اسی بناء پر یہ قول مشہور ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ محدثین کے نقطہ نظر سے خواہ یہ بقولہ حدیث زبور مکر اہل حقائق کے لحاظ سے یہ حدیث کا درجہ دکھاتا ہے اور واقعہ بالکل صحیح ہے کیونکہ سوائے عارفین و اہل حقائق کے آجنگ کسی عالم مادی کو اس روح کا ادراک نہ ہو سکا اور جن کو ہوا تو وہ پھر معرفت خدا کا بھی حاصل ہو گیا یہ مسلم ہے کہ انسان میں آب و گلی مادہ جسم کے ساتھ روح بھی ہے اور انسان ان دونوں چیزوں سے ایک مرکب مخلوق ہے لہذا یہ ایک بدیہی امر ہے کہ اتقا و انسانیت و مزاج کمال

علم کی علمی تقسیم | یہ ایک قضیہ مفصلہ و مسلمہ ہے کہ انسان بعض ایک طاقی کا بعد اور آب و گلی جس کا نام نہیں بلکہ اس کے اندر ایک اور مخلوقی عالم بالا والی چیز بھی پائی جاتی ہے جس نے اسے دیگر حیوانات اور جانداروں سے علانیہ ممتاز بنا رکھا ہے اسے چاہیں آپ کسی نام سے پکاریں مگر اس کی موجودگی سے انکار نہیں کر سکتے نفس، ناطقہ، عقل، روح بھی اس کی تعبیرات لفظیہ ہو سکتی ہیں مگر اس کی حقیقت آج بھی اسی حیرت انگیز ہے جیسے وہ حکماء و فلاسفوں کے وجود سے پہلے تھی۔ قرآن پاک نے موجودات انسانی کا کمال کے اہل و علیہ پر ایک گہرائی تبصرہ اور اس کے صورتی و فنی خیال و خیال کا آئینہ بانی آئینہ ہے، اس کی حقیقت پر جو ٹھہر تسبیح شہادت کر دی ہے ایمان کی بات تو یہ ہے کہ وہ اب یہ جی جوں کی نون ہے فرمان ہوا تھا کہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتہم من العلم الا قلیلاً یعنی وہی پوچھتے ہیں آپ سے روح کی نسبت کہ وہ کیا چیز ہے کہدیہی ہے کہ روح امر رب سے ہے علماء

موافق و صلح و الیق سے ہی وابستہ ہے مثلاً بخار و عدا
بیز علم بخاری و عدا ہی کے بخار و عدا کہلانے کا سنتی ہی
نہیں ہو سکتا خواہ اس کے آٹا اسی کے پاس بہت کچھ موجود ہوں
” اسی طرح اگر کئی فن بخاری و عدا دی وغیرہ کی
لندن کی ڈگری ہی کیوں نہ رکھتا ہو مگر نہ اُس کے پاس آلات
موجود ہوں اور نہ وہ کبھی کام کرنا چاہتا ہو تو پھر ایسے
ڈگری یافتہ کو لوگ نے کر کریں گے کیا جب ان فنون
منفیعہ کی طلبت عالی نثار ہو تو پھر اس کا وجود و عدم انا دیتی غلط
سے دونوں برابر ہی پھیرے اسی طرح انسان اپنی شوخ جیات
کی کامیابی اور انسانی زندگی کے معراج کمال کے حصول کیلئے
جو باہین الملکیت والچوانیت ہے سب سے پہلے علم کا تعلق
ہے اور ساتھ ہی ساتھ اُس علم کے موافق عمل کا عرف و شع
میں بھی علم ایمان کہلاتا ہے اور یہی عمل صلح ہے مگر چونکہ
انسان فطرتاً مدنی الطبع و رقی ہوا ہے اور مذہبیت یا تمدن
اجتماعی زندگی کا نام لہذا آج تک یہ ایمان و عمل صلح اجتماعی
طور پر رقی نہ ہو تب تک یہ ایمان و عمل صلح انفرادی طور پر
خواہ وہ کیسے ہی قوی کیوں نہ ہوں ” مذہبیت اعلیٰ یا
انسانیت کا دے کے راہ پر نہیں لگا سکتے یہ دوسری بات ہے کہ
دوسری زندگی البقیہ والاخرہ و الحیاۃ والاخرہ
میں وہ انفرادی طور پر موجب نجات و فلاح شخصی و جزئی
ہوں۔ حالانکہ نصیحت کتاب و سنت سے ظاہر ہے کہ دین اسلام
محض آخرت ہی کی اصلاح کا داعی نہیں ہے بلکہ وہ دنیا و

و آخرت دونوں کی برتری و دونوں کے فوز و فلاح
کا حامی و مدعی ہے قل من خسر زینۃ اللہ الی
اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل
ہی للذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا خالصۃ
یوفوا القیامۃ ترجمہ کہہ دیجئے اے پیغمبر کون حرام کیا۔
خدا کی زینت و آرائش الی اشیاء کو اور پاکیزہ اور فحش کو اور
و نفیس رزق غذاؤں کو جو وہ اپنے بندوں کے لئے پیدا
کیا ہے کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ یہ ساری پاکیزہ و نفیس ماکولات
و مشروبات و طبوسات و سامان ہائے زیب و زینت
و آرائش، او نہیں لوگوں کے لئے ہیں جو ایمان لائے میں دنیا میں
بھی اور آخرت میں حاصل رہنا اتنا فی الدنیا حسنة
و فی الآخرۃ حسنة و قنا عذاب النار۔
(ترجمہ) ہمارے پروردگار تو ہم کو دنیا میں بھی بہترین
حالت و زندگی عطا فرما اور آخرت میں بھی بہترین حالت
و زندگی عطا کر اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ یاد رہے کہ یہ دعا ایمان و انوں کی تباہی گئی ہے بمقابل
اُس کے جو کافروں کی طرف منسوب ہے کہ منکم من یقول
رَبَّنَا اَتِنَا فِی الدنیا حَسَنَةً وَ مَالًا فِی الْآخِرَةِ
مِنْ خَلْقٍ۔ یعنی بعض لوگ (کافر) ایسے بھی ہیں
لیکن دعا یہ ہے کہ ”اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھی
خوشحالی عطا فرما لاکہ اون کے لئے آخرت میں خوشحالی
کا کوئی حصہ نہیں (باقی ملاحظہ ہو برصغیر صفحہ کالم ۱۲)

ایں دونوں چیزوں کے ارتقا و معراج کمال پر تو توں ہے نہ محض مہمانی ترقی سے یہ کمال پیدا ہو سکتا ہے اور نہ محض روحانی ترقی سے چنانچہ آج یورپ ترقی مساوی کے معراج کمال پر کما مزن اور کامیاب ہوئے پر بھی معراج کمال انسانیت پر نہیں پہنچ سکا جس طرح روحانیت یونان و ہند و راہین نصدای کی نسبت کوئی تحقق نہیں کہہ سکتا کہ وہ معراج کمال انسانیت پر پہنچ چکے تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک افراط و تفریط کا پہلو لئے ہوئے ہے مادی ترقی والے خواہ وہ آسمان ترقی کے درخشاں ستارے کیوں نہ ہو جائیں مگر وہ مقصدیات ارتقا و روحانی سے یکسر محروم اور اس کمال سے بالکل نا بلدا اور علی ہذا روحانیت کی ترقی والے خواہ وہ بزم خود فرستہ کیوں نہ بن جائیں مگر وہ مادی ارتقا سے بالکل اجنبی اور بدنیت و تہذیب سے بالکل گہرے ہوئے ہیں۔

لہذا یہ ایک بدیہی نتیجہ ہے کہ انسان مرکب الروح والجد کی حقیقی معراج کمال ارتقا و روحانیت اور مادی اعلیٰ تہذیب و تمدن کی درمیان ایک جامع اعتدالی بین ذین کیفیت ہے نہ وہ محض فرشتہ صفت روحانیت والا مجر عن الطائین انسان بن کر مہذب و ترقی یافتہ انسان کا بل اہلدا سکتا ہے اور نہ وہ مادی ترقی کے فلسفات ہوش ربا کا موجد بن کر انسانیت کا ملکہ کا حامل بن سکتا ہے۔ حجت ان سابق تحت آیت اختلاف آدم و اسجد ملائکہ کے یہاں

ہو چکا ہے کہ انسان کی انسانیت جس کی وجہ وہ سجود ملائکہ و طاعت اللہ بن سکتا ہے وہ علم ہی ہے چنانچہ وعلم آدم الاسماء کلہا کے بعد و قلنا للملائکہ اسجدوا لادم مذکور ہے۔ لہذا علم ہی بھی دو قسمیں لازم آئیں ایک تو وہ علم جو انسان کی خبر و روحانی کو بام ارتقا پر چڑھا دے اور اس کو بے لوث فائز و برقرار رکھے دوسرے وہ علم جو انسان کو اس کے جز و مادی کی ترقیات میں مدد دے اور اسے تو خشن و بربریت و بدویت اور رگنوار پرین کے گنہ گار اور ناپاک گڑھے سے نکال کر ایک اعلیٰ شان و تمدن زندگی کے سلم و مرتفع پر چڑھا دے جس میں وہ بیچ بیچ مناسب جہان ہو کر تمام کردہ ارض کے مودعہ قوائے علوی و مغلی کو انجی زندگی کے خوشحال اور آرام و آسائش و زریب و ذینت و آرائش والی بنانے میں کام میں لائے جیسے کہ اس کے مالک و آفات حقیقی نے ادن کو اس کے لئے مسخر و مطیع و متقاد بنایا ہے و مسخر لکم ما فی السماوات والارض ورنہ وہ اپنے ربی و سرپرست خداوند کا اس کے یہاں کا فر نعمت مقصود ہو گا کیونکہ وہ پروردگار تو اس کے لئے یہ ساری دنیا کی انت گنت نعمتوں کو پیدا کرے اور اس کے لئے انہیں مسخر و مطیع و متقاد بنائے اور یہ ناشکر کفر انسان ان تمام نعمتوں سے یک لخت منہ موڑ کر تجرہ کی راہ بانہ ناپسندیدہ رب زندگی بسر کرے جو ایک مغلوب و محروم بندے کی علامت ہے

حدیث صحیح میں ہے کہ لَا مَرْهَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ
اور قرآن نیک نصیحت ابْتَدِعُوا مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْكُمْ
الْأَتَقَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ عَلٰی ذٰلِكَ صَحیح حدیثوں سے
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تک
الدنیا اصحاب کو جو تجربہ و تبحر علما و دینیوں کو ترک دنیا و
باعث تقرب خدا سمجھ کر اختصار (خسفی ہر جانے) کی اجازت
چاہی تھی تاکہ عورت کا خیال ہی سرے سے نہ آنے پائے
”جو تمام دنیاوی جگہ و صندوق کی اصل الاصول ہے
اور باعث اولین ہے سخت نفع فرمایا نیز عمر بن العاص
صحابی کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر کو جو اپنی زاہد
و عابدانہ انداز طبیعت سے مجبور ہو کر باوجود نوجوانی کے
اپنی جوان بیوی سے کنارہ کش رہ کر تمام عبادت
میں اور دن کو روزہ سے رہتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے ارشاد فرمایا ارشاد فرمایا ارشاد فرمایا
ان لنفسك عليك حقا وان لنس و حقا عليك
تمہارے نفس کا بھی تم پر ایک بڑا حق ہے اور تمہاری
بیوی کا بھی تم پر بہت
بڑا حق ہے الخ یہ سب مل کر کیا علانیہ اس
بات کی تین دلیل ہیں کہ اسلام میں ترک دنیا تجبیر عن
العلائق ”حسب اصطلاح عامہ“ کوئی چیز نہیں اور نہ وہی
نقطہ تقرب الی اللہ و رضا ہے الہی کا باعث ہے جیسا کہ
قبل از اسلام اب تک بھی بہت ساری قوموں کا خیال تھا

اور ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن کے حامی جان نثار
نے اپنے طرز عمل سے علمی ثبوت تمام دنیا کے سامنے اس بات
کا پیش کیا کہ تقرب الی اللہ ہی محض اُس نسل کے الہی کو پورا
کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے جو انسان کی پیدائش سے
یہ فتنے ایزدی کیا ہے؟ اچھا اس کا خاکہ دو نظموں سے
ادا ہو سکتا ہے یعنی ایمان و عمل صالح کی اجتماعی قوت کا قیام
ایمان نفل قلب ہے اور عمل صالح فعل جو ارجح نظر ہے کہ
جب قلب درست ہوگا تو نیت بھی درست ہوگی۔ اور تمام
اعمال اعضا و جوارح بھی درست ہوں گے حدیث صحیح ہے کہ
إِنَّ فِي الْجَدِّ مَضْغَةً إِذَا صَلَّحَتْ صَلَّحَ الْجَسَدُ
كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَ فَالْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ
یعنی جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ درست
ہو جاوے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے یعنی جسم کے
سارے اعضاء و جوارح کے عمل درست ہو جاتے ہیں
اور جب یہ بگڑ جاوے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے دیکھو یہ ٹکڑا
وہی دل ہے۔ ایمان علم ہے جو خدا کی ذات و صفات
کی تصدیق قلبی کا نام ہے اور عمل صالح انسانیات کے
سزاوار اور شائستہ اعمال سے مراد ہے یعنی وہ اعمال
جو ایک خدا کے بندہ ہونے اور اُس کے روئے زمین پر
جائیں ہونے کی حیثیت سے انسان کے لئے سزاوارد
لائی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ عمل علم کے بعد ہی درست و
صحیح تصور ہوتا ہے جیسے کہ ہر علم کی افادت و عمل
مفید و صحیح و درست

ماہل بغیر اللہ کی تحقیق

ذیل کامضمون مولانا شاہ محمد طانی بادشاہ صاحب قادری مجاہد بیدار شریف کا ہے جو حیدرآباد کے ایک با علم عالم تھے مولوی صاحب موصوف کی ابتدائی تعلیم مدرسہ موصوفیہ بیدار شریف میں ہوئی حدیث اور فقہ کی تکمیل مولانا محمد عباس عثمان صاحب محدث مرحوم سے فرمائی۔

آپ نہ صرف ایک اچھے مقرر اور واعظ تھے بلکہ صاحب درس و تدریس بھی تھے تالیف و تصنیف سے بھی ممتاز تھے بتایا کہ ۱۹ مئی ۱۳۳۳ھ کو ۴۰-۴۱ سال تک اس جہان فانی سے رحلت کر گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ہیں مرحوم کے صاحبزادہ جناب شاہ ابراہیم صاحب قادری سے حسب ذیل رسائل دستیاب ہوئے ہیں جن کے دیکھنے سے مولانا علیہ الرحمہ کے شغف علمی کا خاص پتہ چلتا ہے۔

(۱) قول الرشاد فی تحقیق الیلا (۲) ازالۃ الريب فی علم الغیب (۳) کاشف الحق المتور فی بیان زیارۃ القبور (۴) القول الثابت بالادلی مسئلۃ ماہل بغیر اللہ۔

اس وقت ہم ماہل بغیر اللہ کے نسبت آپ نے جو تحقیق فرمائی اس کو درج کرتے ہیں اور امید ہے کہ اس مضمون کی عمل کی نیت سے بڑھ جائیگا۔ (ادیر)

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على نبيه الذي لا نبي بعده

ہو جانور اور غلام و ترکوز گزشتہ دور و چیزیں جس پر غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا۔

ما اهل بغیر اللہ چار مقام میں مذکور ہے مگر رب الغزت نے کہیں ما اهل بغیر اللہ بہ کی جگہ ما ذیہج یا سمہ بغیر اللہ نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی جگہ عند اللہیم کی قید لگائی۔ پھر مفسرین نے عند اللہیم کی کیوں قید لگائی۔ اس قدر

اس احتیاط سے دیکھا کہ ماہل اشتر بغیر اللہ بہ کے متعلق بعض اہل علم نے تفسیر بالرب سے کام لیا ہے۔ اس لئے قرین صواب سمجھا کہ اس مسئلہ کی اصلیت پر روشنی ڈالنی جائے تاکہ عوام اہل اسلام اس کے صحیح مفہوم سے آگاہ ہو جائیں قال اللہ عز وجل۔ اما حشر علیک المیتۃ والذی ولحم الخنزیر وما اهل به بغیر اللہ خدائے تم پر

کیا تشابہ اس کے بیان سے بغیر اہل علم نے گریز کیا اب وہ عبارت بدیہہ بنا دی کہ یہاں جو ماہل لغیر اللہ کے تعلق میں نہیں لکھی ہے۔

صاحب تفسیر دیکھتے ہیں جو مراد اللہ کا ذبیحہ یتقرب بذبحا الی غیر اللہ یعنی عدائے اُن تمام زمینوں کو حرام کر دیا جو غیر خدا کے تقرب کے لئے فوج کئے جاتیں اسی طرح مندرجہ نظام نے اسی تفسیر بنا پوری میں لکھا ہے۔ لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ و قصل بها التقرب الی غیر اللہ صا د مہرتل۔ و ذبیحۃ ذبیحۃ مہرتل۔ بیشک اگر کسی سلاطین نے کوئی جانور ذبح کیا۔ اور اس فوج سے غیر خدا کے تقرب کا ارادہ کیا تو وہ ذبح مردہ اور اس کا ذبیحہ مذکور ہے۔ احناف کی معتبر کتاب درختا ہمیں مذکور ہے۔ لو ذبح لقلوص الامیر و شحوة کو احد من العظما و الحیرم لاندہ اہل بلہ لغیر اللہ۔ ولو ذکر اسمہ اللہ تعالیٰ یعنی اگر کسی نے امیر یا بزرگ کے آنے کے سبب کوئی ذبیحہ ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائیگا کیونکہ وہ غیر خدا کے نام پر پکارا گیا۔ اگرچہ عند الذبح اس پر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اشبہ والنظائر میں مذکور ہے ذبیح لقلوص الامیر او لواحد من العظما یا حیرم۔ ولو ذکر اسمہ اللہ تعالیٰ یعنی اگر کسی نے امیر یا بزرگ کے آنے پر فوج کیا۔ تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائیگا۔ اگرچہ اس پر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو مفسرین فقہاء کے کلام سے یہ سلسلہ پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ جو ذبیحہ قبل فوج

غیر اللہ کا نامزد ہو چکا ہو عند الذبح بسم اللہ کہنا اس کی حرمت کو دور نہیں کرتا۔ ابن خلکان سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مسیح کے تین سوا وٹوں کو مغفرت کے سبب محرمات میں داخل کیا۔ کتے اور چیلوں کو کھلا دیا کیونکہ مسائل کو کہانے نہ دیا۔ وعقث ثلث ما کة ناقہ وقال الناس شافکم والاکل منها۔ دکان ذلک فی خلافة علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فاستفتی فی الاکل فقضی بحیثما وقال ذبحت لغير ما کلة ولم یکن المقصود منها الا لفاخرة والمباہاة فالقیت لحوما علی کنا سمة الکوفہ۔ فاکلتھا الکلاب والعقبان والوخمہ۔ وہی قصہ مشہور ذکا۔ یعنی سحر بن رباحی نے تین سوا وٹ فوج کئے اور لوگوں کو کہا کہ کھاؤ۔ اور یہ واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں واقع ہوا حضرت سے اس کی نسبت فتویٰ چاہا۔ حضرت نے اس کی حرمت کا حکم دیا۔ اور آپ نے فرمایا ان اونٹوں کا ذبح کہانے کے واسطے نہیں ہوا۔ مگر فخر اور میلہ کے لئے۔ پس کوفہ کے گھر پر ان کا گوشت پھینکا گیا جس کے کتے اور چیل اور گدھوں نے کھایا۔ یہ قصہ مشہور ہے اسی طرح سیدنا علی نے ابن مال کے اونٹوں کی نسبت حرمت کا فتویٰ دیا۔ حالانکہ عند الذبح بسم اللہ اگر کہہ کر ذبح کئے گئے تھے اور غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا تھا۔

انجیل ابن ابی حاتمہ۔ قال کان حیل من نبی صراح

یقال لہ ابن نائل وكان شاعر المتی الغزوق
 بما بظہر الکوفۃ علی ان یحضر ہذا مائۃ من الابل
 و ہذا مائۃ من الابل فلما وردت
 قلما ایہا بالسیوف یکسفان فخرج الناس
 بہ اثنین الحمد و علی رضی اللہ عنہ بالکوفۃ
 فخرج علی بجلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم۔ وهو ینادی۔ ایہا الناس لا تأکلوا
 من لحومہا۔ فانہ اهل لغير اللہ تعالیٰ۔ یعنی
 روایت کیا اس کو ابی حاتم نے۔ کہ قبیلہ بنی رباح میں ایک
 شخص تھا۔ اس کو نائل کہتے تھے۔ وہ شاعر بھی تھا۔ وہ کوفہ
 کے قریب فرزدق کو اس شرط سے پانی پر لایا۔ اگر اس
 اونٹ پانی پیراویں۔ تو وہ سو اونٹ اور یہ سو اونٹ
 بیچ کر میں جب وہ پانی پر آئے تو دونوں تلواریں کینچ کر
 اونٹ ذبح کرنے لگ پڑے ہو گئے۔ لوگ گوشت لینے کے
 ارادہ سے نکلے اس وقت حضرت علیؑ کو نہ میں تھے
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں موجود تھے
 اور پکار کر کہنے لگے اے لوگو! ان اونٹوں کا گوشت مت
 کھاؤ کہ ان پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے۔

امام قرطبی سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ
 صدیقہؓ سے پوچھا کہ عجمی لوگ اپنی عیدوں میں جانور ذبح
 کرنے میں پھر مسلمانوں کو تحفہ بھیجتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔
 آپ نے کہا جو جانور اس دن کے لئے ذبح کیا جائے اس کو کھا

اسی طرح ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ ایک
 عورت نے اپنے کھیل تاشہ میں ایک عید بنائی۔ اس تقریب
 میں ایک اونٹ ذبح کیا آپ نے کہا اس کو نہ کھاؤ وہ بت کے
 لئے بیچ کیا گیا ہے۔ اسی روایت سے بھی ثابت ہوا کہ وہ
 زیچہ ما اهل بلہ لغير اللہ میں داخل تھا اس لئے کہانے
 سے منع کیا گیا۔

امام بیضاوی سورہ نمل کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔
 وما اهل لغير اللہ بلہ۔ اسی رفع الصلو لغير اللہ بلہ
 کقولہم باسم الات والعزی۔ ایضا فی تفسیر
 انوار التنزیل۔ وما اهل لغير اللہ بلہ۔ اسی رفع
 الصلو لغير اللہ بلہ کقولہم باسم الات والعزی
 جو غیر خدا کے لئے پکارا جائے جس طرح مشرکین ذبح کے وقت
 لات اور عزی کا نام لیتے ہیں۔

امام بیضاوی نے اہلال کی تفسیر بحسب مقتضائے کلام
 الہی و بموجب احادیث و اقوال فقہاء فروع الصوت کے ساتھ کی
 اور کتاب منالیہ کے ساتھ مشرکین کا قول تم نیلا
 نقل کیا۔ اور پانچ بیہوت کو پینچا یا کہ ما اهل لغير اللہ بلہ ایک
 کلیہ ہے جس کے تحت میں کئی جزئی موجود ہیں مثلاً ان جزئیات
 کے قولہم باسم الات والعزی عند ذبحہ ہی ایک
 جزئی ہے جس طرح کل فاعل صر فوع۔ ایک کلیہ سے اسکی
 ایک جزئی ضرب ب زید بھی ہے اس مثال کے ایراد سے
 بلائے نہیں آتا کہ ضرب ب مرید کے سر کو کئی جزئی کل فاعل

صرف فروع کے تحت ہیں۔ آگے۔ اسی طرح قولہما
 باسم اللات والعزى کے ارادے سے قول مذکور کے
 سنو کوئی اور مثال ما اهل کی تفسیر میں نہ آگے مشرکین حرب
 کی مادہ اور رواج کے لحاظ سے ان کا قول تیسرا نقل کیا
 گیا۔ اس قسم کی تفسیر تفسیر بلا حصر کہلاتی ہے۔ ما اهل
 لغیر اللہ بلہ میں تقسیم و اطلاق ہے۔ اس کی تفسیر میں
 تخصیص اور تعقید ہے۔ ما اهل لغیر اللہ کلی ہونے
 کے اعتبار سے مطلق ہے۔ اور قول مذکور جزئی ہونے
 کے اعتبار سے مقید ہے۔ اور بینہما کوئی منافات
 نہیں بیجا نہ اصول فقہ کا ایک ضابطہ اس کا مؤید ہے
 ان التقید لا یكون علی طریق المفهوم
 المضالف اذا مطلق سبق علی اطلاقہ والمقید
 علی تقیدہ۔ فلا تنافی بینہما۔ یعنی بیشک تعقید
 مفہوم مخالف کے طریقہ پر نہیں ہوتی کیونکہ مطلق اپنے
 اطلاق پر اور مقید اپنی تعقید پر باقی رہ سکتے ہیں پس
 دونوں میں کچھ منافات نہیں اس اصول کے لحاظ سے
 ما اهل لغیر اللہ بلہ علی اطلاقہ اور قول مذکور
 علی تقیدہ باقی رہیں گے۔ اور دونوں کے مفہوم میں
 کبھی قسم کی منافات نہ ہوگی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جزئی کی تفسیر
 سے کلی کا اطلاق باطل ہو جائے۔ عارف باللہ مولانا
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تحفۃ المومنین
 میں لکھتے ہیں کہ بہترین لامعات نزکوۃ است۔ و اتفاق

فی سبیل اللہ۔ نقد و محسن یا طعام اگر بنام بندگاں یا جن یا
 بری یا ملائکہ یا دیگر غیر اللہ باشد شرک است۔ و خود ان
 آن طعام ناجائز۔ کہا قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم
 المیتۃ والدہ ولحم الخنزیر وما اهل الغیر اکلہ
 یعنی حرام کردہ شد بر شما یا ان مردہ و خون و گوشت خوک و
 ہر چیز کہ آواز کردہ شد بر اے غیر خدا یا ان چیزیں متاثر آئند
 و حضور یا دشا و رعیتے مذکور پیش غلام یا دشا و بڑبا آکل یا دشا
 موجود است و بہ غلام اجازت ہم نہ دادہ است پس لا بد
 آن غلام بمعرض سلطانی ائنتہ وندش زانیر بر خاک نہلت
 اندازد و اگر آن غلام قبول کردہ باشد آن ہم مجمل غضب
 و رآید۔ و اگر انکار کردہ باشد نقصان بہ و انہی رہ۔ پس
 آن نذر را کہ بر خاک نہلت ائنا وہ است شخص دیگر قصد
 گرفتن نماید لا بد بمقام غضب و رآید پس ظہر شد باوجود عاصی
 بودن آن ملک حقیقی اگر زندی یا المعاصی نذر غیر اللہ ناید گرفتن
 و خود ان ناجائز بود

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ تفسیر
 غررہ میں لکھتے ہیں۔ وما اهل لغیر اللہ بلہ۔ یعنی دیگر
 آن جانور کہ آواز بر آوردہ شد و شہرت دادہ شد و خود ان
 جانور کہ بغیر اللہ۔ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آن غیبہ
 بیت باشد یا ر وے نجیث۔ کہ بطریق ہجوک بنام او بہند
 خواہ جتنے مسلط بر خاندہ یا سر لے کہ بدوں دادن جانور
 از ایزد مکنہ آنجا دست بردار نشود۔ یا توپ راروانہ

پسوجھاو غور کر۔ وکہ ہمیں کس طرح

مرد کو بنی جائے

مجلہ نظامیہ کی شاعت کا
مقصد
اوپر

علم و مذہب کی خدمت اور مسلمانوں میں روشنی پائی
اور عملی قوت پیدا کرنا ہے ان غراض و مقاصد کیلئے
مجلہ نظامیہ کو شائع کیا گیا جس کے (۴) پرچے جناب کے
ملاحظہ کے لئے روانہ کئے گئے۔ ہر سالہ اور اخبار کی
زندگی خریداروں کی زیادتی پر ہے ہم نے افادہ عام
کے لئے اس کا سالانہ چندہ (۱۰ روپے) رکھا ہے تاکہ ہر شخص
مستفید ہو سکے۔ براہ کرم اس قومی ضرورت کو محسوس فرما کر
مجلہ نظامیہ کی خریداری میں نظر فرمائیں اور چندہ ذریعہ نئی ڈ
روانہ فرمائیں اگر آپ کو خریداری میں غلطی ہو تو آپ کا اخلاقی فرض
ہوگا کہ حبلہ از جلد چارپائی کے کارڈ سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ کا
پہنچاؤ یومیہ کی جگہ کے بعد دوبارہ دی کی وصول فرما کر آپ کا اخلاقی

کے لئے ہمتی یہ ایل ملک قوم کیلئے قبول ہوگی

کردن نہند۔ وخواہ پیرے یا پینیرے بایں وضع جانورے
مقرر کردہ دہند۔ ایں ہمہ حرام است و در حدیث صحیح وارد
است کہ ملعون من ذیج لغیر اللہ۔ ہر کہ بزیج جانورے
تغرب بہ بغیر خدا تا یہ ملعون است۔ خواہ در وقت ذبیح نام غیر
خدا گیر دینے۔ ایزا کہ چون شہرت داد کہ ایں جانورے ہر
فلانے است۔ ذکر نام خدا۔ فائدہ نہ کرو۔ چہ ایں جانورے منسوب
بغیر گشت و خستہ و در پیدا گشت۔ کہ زیادہ از خستہ مردار
است زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا جان دادہ است و جانور
ایں جانورے را اتناں غیر قرار دادہ گشتہ اند۔ و ایں عین شرک
است ہر گاہ ایں خستہ و در دسارت کرو۔ دیگر بے ذکر نام خدا
حلال نہ شود۔ مانند سگ و خوک کہ اگر نام خدا نہ بویں نہ شود
حلال نہ گردند

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
ہماری دوکانیں ہر قسم کے ادویہ و غذائیات و مرکبات اور شہرت یافتہ
عمریات تازہ و سر بہ جات ہوا بہت کم قیمتوں پر خالص غنیمت حاصل
روغن بادلم خالص عرق بید شگلا جوڑی و چند بید نہریہ و کیر جوڑی
و والنگ جوڑی و نہریہ مردار بے ذکر نام خدا و نہریہ مردار بے ذکر
تیمت و اچی بال المیان ملتے ہیں و اخلاص کے فراموشات نہ فرمائیے

دی پی روانہ کئے جاسکتے ہیں

مسئلہ فلسطین کا منظر کشا ہی کمیشن کی رپورٹ

عبرلوں کی بیزاری دنیا کے اسلام کا احتجاج

شام کمیشن کے سفارش

ادارے کے متعلق حکومت اپنے ۱۹۲۲ء کے اعلان کی توثیق کرے کہ یہ ادارہ حکومت فلسطین میں حصہ لینے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ اور اس سلسلہ میں انتخاب کے دفعہ ۴ کے مفہوم کو بھی اگر مٹا دیا جائے تو پوری طرح واضح کر دے (۵) اس کمیشن نے فلسطین میں پولیس اور فوجی انتظام کی بھی سفارش کی تھی جس پر سنہ ۱۹۳۰ء ہی سے مسٹر ڈوگن (سیلون پولیس کے انسپکٹر) کی نگرانی میں عمل کیا گیا۔

اس کمیشن کی رپورٹ شائع ہوتے ہی مسٹر ریز میکڈانلڈ نے جو اس وقت انگلستان کے وزیر اعظم تھے کمیشن کی پہلی اور دوسری سفارش کے متعلق ۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء کو دارالعوام میں یہ بیان دیا کہ:

”ہر مجبوری کی حکومت شرائط انتخاب کے ماتحت جن کی ایک اقوام کی کونسل توثیق کر چکی ہے فلسطین کا انتظام جاری رکھے گی۔ یہ ایک بین الاقوامی پابندی ہے جس

گریز کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔

دوہری ذمہ داریاں اس سلسلے میں برطانیہ پر عاید ہو رہی ہیں۔ ایک یہ یہودیوں کے متعلق دوسری فلسطینیوں کی غیر یہودی آبادی کے سلسلے میں۔ اور حکومت برطانیہ کا یہ غیر متزلزل ارادہ ہے کہ وہ ان دونوں ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ اور دونوں جماعتوں کے ساتھ پورا پورا انصاف برتے۔ یہ اس کا فرض ہے جسے وہ کسی نظر انداز نہیں کریگی اور جس کی تکمیل میں وہ اپنی ساری قوتوں سے کام لے گی۔“

وزیر اعظم برطانیہ کا یہ بیان ”فلسطین میں برطانوی انتظام“ کی رپورٹ کے ساتھ مرکزی انتدائی کمیشن کے ملاحظہ کے لئے جنیوا بھیجا گیا۔ انتدائی کمیشن نے اس رپورٹ اور بیان پر سخت تنقید اور حکومت برطانیہ کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی۔ کمیشن نے یہ لکھا کہ حکومت برطانیہ کی کوشش کہ وہ اپنی ان دوہری ذمہ داریوں کو پورا کرے جو عربوں اور یہودیوں کے سلسلے میں اس پر عاید ہوتی ہیں۔ دراصل

اس اختلاف کی ذمہ دار ہے جو اس وقت فلسطین میں یہودیوں اور عربوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ زعمی اور تعلیمی اصلاح اور ترقی میں ناکامی عسرب اور یہود میں جذبہ اشتراک پیدا نہ کر سکنے کے باعث فلسطین میں موجود حکومت سے بے اعتمادی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس اعتبار سے "شاکمیشن" کی تحقیقات کہ عربوں کا حملہ حکومت برطانیہ کے نظم و نسق کے خلاف نہیں تھا۔ بالکل غلط ہے حکومت برطانیہ اپنے انتہائی شرائط کی تکمیل سے قاصر اور عربوں کی زرعی اور دیگر اصلاحات کی ذمہ داریوں سے غافل رہی۔"

مرکزی انتہائی کمیشن کی اس نگہ بندی سے برطانوی سیاسی حلقوں میں یحییٰ پیدا ہو گئی اور اپنے پہلے بیان کی صحت و صداقت اور شاکمیشن کی تحقیقات کی تائید میں دارالعوام اور دارالعوام کے باہر تقریریں ہونے لگیں۔ اسی دوران میں عربوں کا ایک وفد لندن پہنچا تاکہ وزارت برطانیہ سے گفت و شنید کر کے فلسطین میں امن و امان قائم کرنے کی صورت نکالے لیکن ۱۲ مئی ۱۹۳۰ء کو اس وفد نے اعلان کر دیا کہ یہ مطالبات تقریباً وہی تھے جو ۱۹۲۲ء میں عربوں نے پیش کئے تھے۔ ان میں یہودیوں کی ہجرت کو روکنے اور زمینوں کی فروخت کے بند کرنے اور فلسطین میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کا مطالبہ بھی شامل تھا۔

مئی ۱۹۳۰ء میں حکومت برطانیہ نے شاکمیشن کی

تیسری سفارش کے پیش نظر سر جان ہوپ سمن کو زمینوں کی کاشت اور یہودیوں کی ہجرت کے سلسلے میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اور ان کی رپورٹ شائع ہونے تک فلسطین میں یہودیوں کی خرید و بھرت کو روک دیا۔ لیکن اس اعلان کے خلاف یہودیوں نے اس قدر شور مچایا کہ حکومت برطانیہ نے مجبور ہو کر یہ حکم واپس لے لیا اور ان کی ہجرت سر جان ہوپ کی تحقیقات کے دوران میں بھی جاری رہی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو سر جان ہوپ سمن کی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں زیادہ تر طریقہ کاشت کی اصلاح پر زور دیا گیا تھا اور ساتھ ہی فلاہین کے معیار زندگی کو اونچا کرنے اور قحطی سی زمین یہود نو آباد کاروں کو دینے کی سفارش کی تھی لیکن یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ تجویز غیر عرب اور یہود اشتراک عمل کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور نتیجہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی تھی کہ یہ برسوں کی کاشت کے بعد کل سکے گا۔ ہجرت کے متعلق سر جان ہوپ نے یہ لکھا تھا کہ "اب مزید مہاجر یہودیوں کے لئے زمینیں نہیں نکالی جاسکتیں۔ یہ تین نصف نہیں ہے کہ بیکار عرب مزدوروں کی موجودگی میں جب کام بیکلے تو غیر ملک کے یہودیوں کو فلسطین میں لاکر ان سے کام لیا جائے۔" اس رپورٹ پر یہودیوں نے حسب دستور خوب غل مچایا لیکن اسی دن جس دن یہ رپورٹ شائع ہوئی حکومت برطانیہ نے اپنی پالیسی کی وضاحت میں ایک اور طویل بیان شائع کیا۔ یہ بیان دو حصوں میں منقسم تھا پہلے حصہ

استغنیٰ عدیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو حکومت کے تین کمرے مخالف مبوروں نے اخبار ٹائٹس میں ڈاکٹر وائس مان کی یہ تجویز کہ عربوں اور یہودیوں میں ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی چلائی۔ قبول نہ کرنے پر حکومت کی مذمت کی اسی اکتوبر میں جنرل اسمٹس نے احتجاج کیا اور نومبر میں سر جان سائمن اور لارڈ ڈیہلشیم نے اعلان کیا کہ حکومت وہ بیان شرائط انتداب سے گریز کے مترادف ہے۔

ان سب کے جواب میں وزیر اعظم ٹریوٹن ہاٹن نے غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے ایک خط ڈاکٹر وائس مان کو ”انتبار ٹائٹس“ میں لکھا اور اس میں اس قدر وضاحت سے اپنا نقطہ نظر سمجھایا کہ ڈاکٹر وائس مان فوراً مطمئن ہو گئے۔ اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ یہودیوں اور حکومت برطانیہ کے درمیان جو اختلاف تھا وہ رفع ہو گیا اور آپس میں تعلقات دوبارہ قائم ہو گئے۔ اور اس طرح ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں جو کشیدہ پیدا ہو گئی تھی وہ ختم ہو گئی اور فلسطین میں امن و سکون کا دور شروع ہوا۔ یہ دور ۱۹۳۳ء تک برقرار رہا اور اس کا دباناری کے عالم میں یہودیوں کے لئے ایسا مبارک ثابت ہوا کہ اس کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں مل سکتی۔ اس دوران فلسطین کے ہائی کمشنر نے کچھ غیر ملکی عرب اور یہودی ممبروں کو زرعی کونسل، روڈ اور ریلوے بورڈ، تعین ہجرت کی مجلس قانون ساز و صنعت و حرفت کی کمیٹیوں میں شامل کرنے اور نئی ہوکر کام کرنے پر آمادہ کر لیا

وہ اصول بیان کئے گئے تھے جن کے ماتحت فلسطین میں انتظام کیا جا رہا تھا۔ اور یہ شکایت کی تھی کہ اس انتظام کے سلسلے میں حکومت کو نہ عربوں نے مدد دی اور نہ یہودیوں نے اسی حصہ میں.....

۱۹۲۲ء کے اس اعلان کا بھی ذکر تعاجیل میں فلسطین میں یہودی وطن فایم کرنے کا اعتراف کیا گیا تھا۔ اور اس کا بھی اقرار کیا گیا تھا کہ فلسطین کے عربوں اور یہودیوں سے جو وعدہ کئے گئے ہیں وہ مساوی وزن رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے نقیض نہیں۔

دوسرے حصہ میں عملی مسائل سے بحث کی گئی تھی مثلاً پولیس اور فوج کے متعلق علی برطانوی پالیسی کی تشریح تھی۔ آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت کے نقطہ خیال کی وضاحت تھی اور آخر میں معاشرتی اور معاشی اصلاح پر گفتگو کی گئی تھی جس میں ہجرت، زمینوں کی آباد کاری اور ملک کے بیکاروں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ یہ حصہ زیادہ تر سر جان مسن کی رپورٹ اور ان کے اخذ کردہ نتائج پر مشتمل تھا۔

اس آخری حصہ کے متعلق یہودیوں کو یہ شبہ ہوا کہ یہ ۱۹۲۲ء کے اعلان کے خلاف ہے چنانچہ ڈاکٹر وائس مان نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے وزیر نوآبادیات کو لکھا کہ انہوں نے اس اختلاف کی بنا پر یہودیوں سے کی صدارت اور لارڈ ٹیٹن نے یہودی کمیٹی کی چیر مینی سے

لیکن یہ عرب اور یہودی جو متحد ہو کر کام کر رہے تھے وہ بہت تھوڑی تعداد میں تھے اور ان کے اتحاد کا اثر عام طور پر کچھ بھی محسوس نہیں ہوا۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب نومبر ۱۹۳۲ء میں ڈائریکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ مسٹر لوئس فزنگ کی رپورٹ جو انہوں نے ایک عرب اور ایک یہودی ممبر کے مشورے سے مرتب کی تھی، عربوں اور یہودیوں، دونوں نے مشترکہ کردی، لیکن اس کے برخلاف فلسطین کی ہوس ریلوے اور ڈاک کے کام کرنے والوں کی مثال المینان بخش رہی۔

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں فلسطین میں پھر انتشار پیدا ہوا۔

فسادات اور ہڑتالوں کی گرد باز رہی ہو گئی اس کا سبب فلسطین میں جدیدی مہینوں میں یہودیوں کی بکثرت درآمد تھی کچھ یہودی جو من سے گئے اور کچھ دوسرے مالک سے اور ان یہودیوں کی ان تجارتی لائسنسوں میں کام سے لگا دی گیا جواتے دنوں میں فلسطین میں عرب ترقی کر گئیں تھیں۔ مثلاً عراق سے تیل کے فل فلسطین تک لانے کا کام آیا حیفہ کے بندر گاہ کی توسیع کی اسکیم یا پھر بعض تجارتی اداروں میں متحول ترقی کے باعث ان کے لئے جگہ نکالی گئی جیسے فلسطین ٹوٹاش کمپنی، فلسطین کلکٹر کارپوریشن وغیرہ۔ اور ان سب میں زیادہ تعمیر مکنت کا کام تھا جو ان کے سپرد کر دیا گیا۔ حکومت برطانیہ نے ان فسادات کے خلاف فلسطین ڈفنس کونسل کے قانون منظورہ ۱۹۳۱ء کے تحت سخت اور غیر معمولی تدبیر

اختیار کرنی شروع کر دیں جن کے باعث یہ فسادات ۱۹۲۹ء کے ہنگاموں کی صورت اختیار نہ کر سکے۔

۱۹۳۴ء ان سنگلات سے بڑھ کر جو حکومت برطانیہ کو اپنی ہجرت والی پالیسی کی ترتیب اور تکمیل میں پیش آئیں اس کے پہلے بیسے میں حکومت نے طلب اور رسد میں تناسب پیدا کرنے کے لئے یہود مہاجرین کے مزدوروں کی قیمتیں

تعداد میں تخفیف کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی طرف سے اس حکم کے خلاف بار بار بطور احتجاج ہڑتال ہونے لگی۔ اسی سال دسمبر میں ایک عرب وفد ہائی کمنشنر کے پاس پہنچا اور اس نے یہ مطالبہ کیا کہ یہودیوں کی مزید درآمد فلسطین میں بند کر دی جائے اس لئے کہ بس رفتار سے یہ درآمد جاری ہے وہ اس حد کے خلاف ہے جو شرائط انتداب میں حکومت نے عربوں کے حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں کیا ہے۔ ہائی کمنشنر نے اس کے جواب میں یہ اعلان کیا کہ گذشتہ دس مہینے میں ۳۶ ہزار یہودی فلسطین میں آئے ہیں اور یہ تعداد زیادہ نہیں ہے اس کے علاوہ انہوں نے لکھا کہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ فلسطین کی پیداوار بڑھائے۔ اور اس میں یہ بھی اعلان کیا کہ حکومت دس ہزار ایکڑ زمین میں آبپاشی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں سے ۵۰ ایکڑ یازمین وہ عربوں کے لئے مخصوص کر دیگی۔

دسمبر ۱۹۳۵ء میں ہائی کمنشنر نے یہ محسوس کیا کہ فلسطین کی جدید نیپل کونسل اس حد تک المینان بخش کام کرنے لگی ہے کہ اسے ذمہ دار حکومت کے قریب لانے کے لئے چند اصلاحات

دی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں عربوں اور یہودیوں دونوں سے مشورہ کیا۔ یہودیوں نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا کیونکہ اس سے عربوں کو ایسا غیر محدود اقتدار حاصل ہونے کا امکان تھا جس کے وہ یہودیوں کے نزدیک مستحق نہ تھے۔ لیکن عربوں نے اس تجویز کی ایسی مخالفت نہیں کی جیسی وہ اس سے پہلے ۱۹۲۲ء میں کر چکے تھے۔ عربوں میں اس تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ چنی بارٹی نے جو ہمیشہ حکومت سے اشتراک عمل نہ کرنے پر مصررتی تھی اس وقت مخالفت نہ کی۔ چنانچہ ابتدائی مشورے کے بعد پہلے ۲۶ فروری ۱۹۳۶ء کو دارالامرا کے سامنے پیش ہوا۔ اور ۲۵ مارچ کو دارالعوام کے دربار آیا۔ دارالعوام میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے وزیر نوآبادیات سٹرجس ایچ ٹامس نے فرمایا کہ اب کے جو آئینی اصلاحات فلسطین کو دی جا رہی ہیں ان میں کونسل کے اختیارات محدود رکھے جائیں گے اور اس کو یہ اختیار نہ دیا جائیگا کہ وہ شرائط انتخاب پر گفتگو کرے یا یہودی یکنہی کے کام میں رخنہ ڈالے یا یہودیوں کی ہجرت کی یا ایسی سی ملاقات کرے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجوزہ کونسل میں نمائندگان کا جو تناسب رکھا گیا ہے سو آٹھ لاکھ مسلم، ایک لاکھ عیسائی اور تین لاکھ بیس ہزار یہودی آبادی کے لحاظ سے بہت مناسب ہے۔

۱۸۔ مئی ۱۹۳۶ء کو سٹرامس نے اعلان کیا کہ ایک شاہی تختہ نامی کمیشن فلسطین کے سارے مسائل کی تحقیق

کے لئے مقرر کیا جائیگا جس کی رپورٹ کے بعد فلسطین کو نیا دستور عطا کر دیا جائے گا لیکن اس کا موقیع بھی حکومت کو نرہا کیونکہ اس اعلان کے فوراً ہی بعد فلسطین میں شدید فسادات شروع ہو گئے اور عربوں نے عام ہڑتال کر دی۔ چنانچہ ۹ جون کو فلسطین کی اس نئی صورت حال کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے سٹرامس بی گورنر نے دارالعوام میں یہ اعلان کر دیا کہ حکومت برطانیہ اس وقت کوئی شاہی کمیشن مقرر کرنے یا مجوزہ دستور کے سلسلے میں گفت و شنید کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جب تک فلسطین میں برطانوی انتظام کو پورا قابو حاصل نہ ہو جائے اور اس طرح مجوزہ دستور کے سلسلے میں یہ دوسری کوشش بھی ناکام رہی۔

ان قضیوں کو جو عرب اور یہودیوں میں آئے دن پیدا ہو رہے تھے ان کی تحقیقات اور ان کے ازالہ کی تدابیر سوچنے کے لئے لارڈ پیپل کی کھٹا میں اگست ۱۹۳۶ء میں ایک شاہی کمیشن کا تقرر ہوا اس کمیشن نے جو رپورٹ مرتب کر کے پیش کی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

شاہی کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ شاہی کمیشن کی رپورٹ میں حصوں میں منقسم ہے۔

- (۱) پہلے حصہ میں عرب اور یہودیوں کے مابین تضاد کی بنیاد و حالات و ماحول کی تشریح کی گئی ہے۔
- (۲) حصہ دوم میں کمیشن نے علاج کی تدابیر بتائی ہیں۔

شام کی طرح عہدِ مہجرت کا نظم قائم ہونے کے ماتحت اس ملک میں دو حکومتیں ایک یہودی اور ایک عرب قائم ہوں اور ہر ایک جیتنے ملک میں آزاد و خود مختار رہے جو اس حصے میں آنے عرب حکومت میں ماوراء سے اروان کی موجودہ

تقسیم فلسطین



سلطنت بھی ہوگی یہودی اور عرب دونوں حکومتوں کو مجلسِ اقوام کی رکنیت کا حق بھی حاصل ہوگا اور جب یہ اسکی درخواست کریں تو انتہائی حکومت ان کی تائید کرے گی۔

۳۱) تیسرے حصے میں جو اس رپورٹ کا اہم ترین حصہ ہے یہ کہا گیا کہ عربوں کے حوصلہ آزادی سے انگریزوں کو پوری ہمدردی ہے اور یورپ کے مصیبت زدہ یہودیوں کے لئے جائے پناہ پیدا کرنا بھی ایک فریضہ انسانی ہے یہ ضروری ہے کہ برطانیہ نے یہودیوں اور عربوں سے جو وعدے کئے تھے وہ باہم مربوط نہیں ہو سکے لیکن اس وعدہ کی تقویت پر جو یہودی فلسطین پہنچ گئے ہیں انہیں وعدہ دی و لا چاری کی حالت میں چھوڑ دینے سے برطانیہ کے وعدوں کی نگاہ دنیا میں جاتی رہے گی اور آئندہ ان وعدوں کی کوئی وقعت نہ رہے گی اس لئے کمیشن نے تجویز کی ہے کہ تھوڑی سی قربانی عرب کر لیں اور تھوڑی سی یہودی اس طرح ایک ایسا انتظام عمل میں آسکے جس میں آگے چل کر اس صلح کا امکان ہو ایسی تدبیر کمیشن کی رائے میں بجز اس کے کوئی نہیں ہے کہ فلسطین کو تقسیم کر کے اس میں یہودی اور عرب دو سلطنتیں قائم کی جائیں جو عراق اور شام کی طرح آزاد و خود مختار ہوں اسی طرح عربوں سے جو ایک جیتنے زمین جو بھل جائیگا اس کے عوض میں جدید یہودی سلطنت سے انہیں ایک رقم خراج دلائی جائے گی اور عرب سلطنت کے لئے برطانوی خزانہ سے بیس لاکھ پونڈ کی گرانٹ دینے کی بھی سفارش کی گئی کمیشن نے اس حصے میں تقسیم کی رو سے جو عملی انتظامات ضروری تھے ان کی تشریح کر دی ہے۔

فلسطین کے استیلا کو ختم کر کے اس کی جگہ عراق

اور قیمت کا تعین بشرط ضرورت انتہائی حکومت کر دے۔
۶۔ ہر دو ملک میں مبادلہ آبادی و اراضی کا ایک معاہدہ کی سفارش کی گئی ہے۔ اور برطانوی پارلیمنٹ نے اسے عادی کر لیا ہے کہ وہ ایسے سمجھوتہ میں سہولت پیدا کرنے کے لئے عرب سلطنت کی مالی امداد کرے۔

۷۔ آخر میں تقسیم پائل درآمد ہونے پر درمیانی وقفہ کے انتظامات بتائے گئے ہیں اور اس میں خرید و فروخت اراضی کی حالت یہودیوں کی خرید و درآمد کی حد بندی ملک کی تجارت کو فروغ دینے کی تدابیر۔ مجلس شوریٰ کی توسیع اور نظام ہدایات کی اصلاحات میں شامل ہیں

۸۔ اس تقسیم کے فیصلہ سے عربوں اور یہودیوں کو جو فوائد ہوں گے ان کی تشریح کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ پورا پورا مطالبہ قود و فون میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا لیکن جس چیز کی دونوں کو اشد ترین ضرورت ہے وہ اعلانی ہے یعنی آزادی اور حفاظت۔ اور جزوی حیثیت سے ہر ایک مطالبات کی تسفی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ۔

عربوں کو (۱) قومی آزادی حاصل ہو جائے گی اور وہ اتحاد عرب کی تحریک میں دیگر عرب ملک کے ساتھ مساوی حیثیت سے شریک ہو سکیں گے۔ (۲) یہودیوں کے مسئلہ ہو جانے اور عربوں پر حکمران ہو جانے کا اندیشہ ہرگز نہیں جائے گا (۳) وطن الیہود ایک جمین رقبہ کے اندر محدود ہو جائے گا اور مقامات مقدسہ اس کے حد سے باہر ہوں گے

ان دونوں سلطنتوں کے بیچ میں ایک رقبہ جس میں یروشلم اور بیت اللحم شامل ہوں علیحدہ کر لیا جائے اور اس حصہ کے انتظام کے لئے ایک جدید انتداب قائم کیا جائے جو ان مقامات مقدسہ میں ہر قوم کے رستوں کو بلا روک ٹوک اور بحفاظت حاضر ہونے کی اجازت دے۔ اور اس سلسلہ میں اس امانت کے ذرائع بجا لائے جو یہودیوں اور عربوں اور عیسائیوں کے مشترکہ مفاد میں برطانیہ کے ذمہ ہے اور ان مقامات کی طرح حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ اس علاقہ میں اعلان بالفور کی پالیسی پر عمل درآمد نہ ہوگا

۹۔ اس رقبہ کی اور نیز یہودی اور عربی سلطنتوں کی حدیں کمیشن نے نمائندگی میں اور ٹھیک ٹھیک حد بندی کے لئے ایک سرحدی کمیشن کے تقرر کی سفارش کی ہے نیز ان مقامات کا انتظام بتایا ہے جو ہر ایک علاقہ میں خارج المملکت رہیں گے۔

۱۰۔ عرب حکومت کو یہودی حکومت سے ایک رقم خراج ملا کر گی اور اس کے علاوہ عرب سلطنت کی لیمانہ حالت کو سدھارنے اور آبپاشی و ترقی اراضی کی اسکیموں کے اخراجات کے لئے برطانوی پارلیمنٹ سے بیس لاکھ پونڈ کی گرانٹ دینے کی سفارش کی گئی ہے

۱۱۔ یہودی سلطنت کے عرب مالکان اراضی اور عرب سلطنت کے یہودی مالکان اراضی جو اپنی زمینیں فروخت کرنا چاہیں تو متعلقہ حکومت اس کی خریداری کی ذمہ دار ہے

اس نے ان مقامات پر یہودیوں کے تسلط و اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔ ایک حصہ زمین تو ان کے ہاتھ سے غریبوں کے ہاتھ چلی گئی۔ اس کے عوض غیر اعرابوں کو یہودی سلطنت سے خراج دینا پڑا اور برطانوی پارلیمنٹ سے عربی سلطنت کی آبپاشی و ترقی اور آبپاشی کی اسکیموں کے لئے ۲۰ لاکھ پونڈ کی رقم لے لی اور مبادیہ آبادی و اراضی کے معاہدہ کی صورت میں برطانوی پارلیمنٹ سے مزید رقم لے لی۔

یہودیوں کو راجہ و وطن الیہود کے قیام کا اصل مقصد حاصل ہو جائیگا اور یہ خطرہ باقی نہ رہے گا کہ آئندہ کسی وقت یہودیوں کے محکوم ہو جائیں (۲) اس وطن الیہود کو وہ کپڑے طور پر اپنا کہیں گے جس میں یہودی آبادکاروں کے شرائط و قیود کا تعین خود ان کے ہاتھ ہو گا اور (۳) تحریک صیہونیت کا اصل مقصد حاصل ہو جائیگا کہ فلسطین کے اندر یہودیوں کی مستقل آبادی اور خود ان کی حکومت جو دیگر اقوام کی طرح اپنے آدمیوں کو بھی دنیا میں شہری حقوق والا سکے گی (۴) انہیں رعیت کی زندگی بسر کرنے کی دقتوں سے نجات مل جائے گی۔

آخر میں کمیشن نے عرب اور یہودی زعماء سے اپیل کی ہے کہ وہ ان سفارشات کی سطح پر نہ پہنچ جائیں بلکہ انجام پر نظر ڈال کر اس خط پیش کو سرخ کرنے میں مدد دیں جو ساری دنیا کو جہیں کہے ہوئے ہے۔ اور اس پر غور کریں کہ تمام مسائل کو دیکھتے ہوئے امن و صلح کے امکان کی اس سے بہتر کوئی اور صورت نہ تھی جو کمیشن نے تجویز کی ہے

تقسیم فلسطین سے بیزاری | عربوں کی مجلس اعلیٰ نے فلسطین کمیشن کی رپورٹ غور کر کے اس نتیجہ کا اعلان کیا ہے کہ فلسطین کے سب سے زرخیز حصہ میں یہودیوں کی سلطنت قائم کی گئی ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ عامی وعدوں پر کوئی وعدہ دین۔ فلسطین بلکہ اپنے دلچسپی پر وگرام بر قائم نہیں۔ عرصہ ماضی سے یہ بہت تابندہ کرتے ہیں کہ انہیں ساحلی علاقہ سے نکال کر پہاڑیوں کی جانب جگایا ہے اس طرح اس تقسیم کے بعد ان کے پاس کوئی بندرگاہ نہ ہو گا۔ **عرب تاجداروں کی اپیل** | عربوں کی مجلس اعلیٰ نے فلسطین اسلام شاعر عراق شاہ میں شاہ مصر سلطان ابن سعود اور مصطفیٰ کمال سے درخواست کی ہے کہ تقسیم فلسطین کا سب سے زرخیز حصہ یہودیوں کو دیا جائے اور مسجد عمر اور سبھی مقامات مقدسہ برطانوی امانت برداری کے تحت ہوں گے اس برقیہ میں ان تاجداروں سے خدا اور مذہب کا واسطہ دے کر اس مجوزہ تغیر اور امانت برداری کے خلاف مداخلت کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ **ترکی فلسطین کی صدائے بازگشت** | ترک میں فلسطینی عربوں کے مسئلہ کو سارا عالم اسلامی نہ صرف ایک تویت کا مسئلہ سمجھ کر بلکہ ایک اسلامی قضیہ کے اعتبار سے اہمیت دے رہا ہے۔ باوجود ترک حکومت مذہبی مسائل میں نقطہ اعتدال سے نیچے مشہور ہے لیکن وہ بھی مسئلہ فلسطین اور بالعموم بلاد اسلامیہ کے اہم مسائل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ جدید ترکی میں

سیاست برطانیہ کے نام سے کئی مقالے شائع ہوئے اس طرح ترک بھی تقسیم فلسطین سے راضی نہیں ہیں

مصطفیٰ پاشاہ کی تقریر اخبار حاکمیت انقرہ ۱۷ مئی ہے کہ پارلیمنٹ میں مازی مصطفیٰ پاشاہ نے تقریر کیا کہ اپنے نانا عرب بھائی ہم کو بے دین کہتے اور حیت مذہبی سے خارج سمجھتے ہیں لیکن تقسیم فلسطین سے عرب قوم کے سید پر جو نرم دلا لایا ہے اس کی پچھنی جتنا ہمارا دل محسوس کرتا ہے اتنا اسکا نہ رونہ اور انطاکیہ کے عربوں کا دل نہیں کیا ہم دنیا کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ترک اپنے قبیلہ اولین کو کبھی استعمار پرست یورپ کا باندہ بچہ بنتے نہ دیں گے اور اپنے پیغمبر کے اس فرمان کو بھی نہ بھولیں گے کہ عرب میں اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور کسی کو اس میں حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہم اب تک اس وجہ سے خاموش رہے کہ ہم میں تاب مقاومت نہ تھی لیکن اب خدا کے فضل سے ہم یہ اعلان کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ اگر ارض مقدس دست درازی کی گئی تو ساری دنیا سے اسلام بھڑک اٹھگی اور ترک اس بات کے کبھی روادار نہ ہوں گے کہ اپنے قبلہ اولین کو اجانب کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔

یوٹوم فلسطین بغداد کے طول و عرض میں تقسیم فلسطین سے عدم رضامندی کے اظہار کی غرض سے یوٹوم فلسطین منایا گیا اور ولولہ انگیز مظاہرے ہوئے اور مظاہرین نے آوازجا عرب اور وحدت عربیہ کے نرم آمیز کلمے زور زور سے

کہہ رہے تھے مسجد حیدر خانہ میں اجتماع ہوا اور تقسیم فلسطین پر نقد و تبصرہ کیا گیا۔

۲۔ وطن پرستوں اور وطنی جرائد کی متفقہ جدوجہد سے شام و لبنان میں بھی یوٹوم فلسطین منایا گیا سلطان پاشا اٹلانے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

”لوگو آپ سب کو معلوم ہے کہ امت عربیہ ایک طویل جہاد و مسلسل قربانیوں کے بعد تمام ممالک عرب کی توحید میں کامیاب ہوئی ہے اور ہمارے فلسطینی بھائیوں کو اس وطن کی کڑیوں میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اس موقع پر روایات و مواہید کو نظر کرنا ہی کمیشن نے جو سفارتا پیش کی ہیں ان سے نہ صرف عرب کے دامن حریت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ ہے بلکہ قلب عرب پر جراثیم رسانی ہوتی ہے اور یہ ذمیت ہمارے وطن عزیز میں تقویت پاتی ہے ہم کسی طرح تقسیم فلسطین پر رضامند نہیں ہیں۔ اور نہ غیر دل کو وطن مقدس میں حکومت کرنے کا کوئی اعتقاد دے سکتے ہیں حکومت فرانس سے اسد عا کی گئی ہے کہ وہ اپنے حلیف سے کہیں کہ سیاست فلسطین پر غور و غوص کریں۔

مدینہ منورہ میں مظاہرہ تقسیم فلسطین کی رپورٹ پر مکہ منظرہ اور مدینہ منورہ کے باشندگان نے بھی احتجاج کیا۔ اور یوٹوم فلسطین کے ذریعہ حکومت کو اطلاع دی گئی کہ معاملہ فلسطین پر غور کر کے حکومت برطانیہ کو اطلاع دیں۔

وزیر اعظم عراق کا بیان احکامت سلیمان یک وزیر اعظم

اسلام اور عمل

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یہاں یہہم ربہم
بایمانہم تجزی من تحتہم الانہار فی جنت نعیم
یہ قرآن حکیم کے گیارہویں پارے سورہ یونس کی آیت
ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسول پر ایمان
لائے اور نیک عمل کیا اور ان کو خدا مقصود تک پہنچا دیکھا۔ اور
آخرت میں ان کے لئے جنت کا قیام ہو گا جہاں رہتی ہوئی نہریں
آسائش کے بانوں میں ہوں گی

یوں تو قرآن میں متعدد جگہ عمل صالح کی ہدایت اور
اس پر عمل کرنے کی سخت تاکید آئی ہے تمام قرآن عمل کے تعلق
پر چرخ رہے اور بتلا رہا ہے کہ جو لوگ مومن اور مسلم کہلائے
جائیں انہیں چاہیے کہ اپنی زندگی عمل صالح سے ملو رکھیں جیسا
آیت مذکورہ تصدیق میں دو طرح کی تفسیر کی گئی ہے جو لوگ عمل
صالح کرتے ہیں ان کے لئے ہی دنیا اور دین ہے
یہ ظاہر ہے کہ ہر مقصود میں خواہ وہ ادنیٰ ہو یا عظمیٰ

درجہ کا اس کے دو جز ہوتے ہیں پہلا جز عملی ہوتا ہے تو
دوسرا جز عملی جیسا کہ اگر ہم کوئی دنیاوی کام کرنا چاہیں تو پہلے
ہمیں چاہیے اس کا علم حاصل کریں اس کے بعد اس پر عمل
کریں جب ہم اس میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بھی دیکھا
جائے تو آپ کی تمام زندگی عمل سے ملو نظر آئے گی۔ آپ
جس طرح لوگوں میں کہنے اسی طرح گھر میں نظر آنے آپ کا ارشاد
گھر والوں عزیزوں احباب اور دیگر حضرات سے کیاں تھا
ہر ایک آپ کے ہاں مساوی درجہ رکھتا تھا آپ کے زبان
مبارک سے کوئی ایسا جملہ نہیں نکلا جس پر آپ کا عمل نہ ہو
یہی وجہ ہے کہ فقوڑ سے ہی عرصہ میں اسلامی تعلیمات کی ترقی و
اشاعت تمام دنیا میں پھیل گئی وہی عرب جو وحشی اور غیر تمدن
ان کی عمرانی کا سکھ قائم ہو گیا (۱) ان کو تمام دنیا ایک با عظمت
مکرم سے خطاب کرنے لگی ہرگز درملالت ان کے سامنے
پوشیدہ رہتے پر رمضان کی ماہر کی تجارت مسخت و معرفت
اور جدید اقدمات ان کے ہاتھ میں آئے اور حقیقی معنوں میں اللہ
امنو و عملوا الصالحات طوبی لکم و حسن مآب
(۲) کے صبیح مصداق بنے رہے۔

یہ ہے ان لوگوں کی کیفیت جو ہم سے پہلے جو اس دنیا
میں موجود تھے جن کے محمود ثمرات سے آج دنیا مستفید ہو رہی
ہے اس کے مقابلے میں ہماری موجودہ حالت کا محاسبہ کیا جائے

(۱) من جاء بالحسنة فله عشر مثلتھا یعنی جو شخص نیکی کرے
اس کے لئے اس سے بہتر اجر ہو گا نیک سورہ قصص
(۲) جو ایمان دار ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان ہی کے لئے
نوشالی ہے اور اچھا کانا ہے قرآن سپا سورہ رعد۔

تو معلوم ہو گا کہ نہ ہمارا ایمان ہی اچھی حالت میں ہے اور نہ ہماری دنیا ہی سدھری ہوئی ہے۔

آج مسلمان دنیا کے ہر شعبہ میں کمزور اور دنیا ان سے نفرت کا اظہار کر رہی ہے اور دنیا کی ہر چیز ہم سے دور ہو رہی عزت ہے نہ عظمت اور نہ دولت ہے افلاس اور تنگ دستی کا دور ہے ہر مسلمان اس میں گرفتار پریشان و نالاں ہے بزرگ عالم ہوئی جا رہی ہے صبر و کھجور دیکھنے والے حضرات نظر آئیں گے لیکن توجہ صفر بآدم ہو رہا ہے۔ رہا سہا وقار بھی ہم دور ہو رہے آخر اس کی وجہ کیا ہے جس کے سبب آج مسلمان اپنے مقصود تک نہیں پہنچ رہے ہیں دیکھو ہمارے مقصود تک پہنچنے میں بیشمار خطرات نظر آ رہے ہیں **وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا** **وَالْمُؤْمِنُوا وَالْمُؤْمِنَاتُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَاجْرٌ عَظِيمٌ** کے صحیح مصداق ہو سکتے ہیں؟ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ عمل صالح سے دنیا ہی ملتی ہے اور مغفرت بھی نصیب ہوتی ہے جب ہم عمل میں کمزور ہوں تو پھر کس طرح مغفرت کے طالب کہلائے جاسکتے ہیں۔ غور کرو اور سوچو کہ ہمارا عمل کیسا اور کیا ہمارا عمل کسی آئین کے تحت ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ **وَالْبَحْثُ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اس آیت کریمہ میں (۱) تیلو (۲) یعلمہم الکتاب (۳) نیزکیمہ یہ تین چیزیں دین کے لئے بڑی ہیں اور ہر ایک اپنی

جگہ قائم ہے لیکن ان تین میں نہ کیونکر بھی کو وہ امتیاز حاصل ہو سکے باعث انسان اپنے مقصود تک پہنچ سکے اور تنگی سے مبرا دل ہے اگر عمل نہ ہو تو علم کچھ بھی نہیں۔

عمل دو طرح کا ہے ایک عمل ظاہری ہے اور دوسرا باطنی اس وقت جو لوگ عمل کرتے ہیں وہ صرف اعمال ظاہری کر رہے ہیں اور کادورست کرنا یہ ہے کہ ایک مسلمان کے اقوال و افعال سب قرآنی صریح کے موافق ہوں باطن کی درستی یہ ہے کقاب کی حالت درست ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیکو شکر جیسے

اوصاف انسان میں پیدا ہو جائیں اور انسان اپنے میں سے زوال دور کر دے اسی کا نام تصوف ہے لیکن آج کل رسم و رواج کا نام تصوف ہے حالانکہ تصوف ظاہر و باطن کی اصلاح اور تعمیر کا نام ہے مگر جو کیفیت اس وقت اس فن کی پیدا ہو گئی ہے اس سے نفس تصوف کو کوئی تعلق نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل ہی سے انسان کو دنیا بھی ملتی ہے اور آخرت بھی نصیب ہوتی ہے اور جب انسان عمل نہ کرے تو یہ دونوں چیزیں جو مقصود کہلاتی ہیں ان میں سے کسی کو نہ ملے۔۔۔۔۔ ساری کس طرح ہو سکی۔ مسلمانوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق ہیں۔

(۱) آپ کے ساتھ محبت ہو (۲) آپ کی عظمت قلب میں ہو (۳) آپ کی متابعت ہو اس وقت کے پیدا شدہ حالات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ بعض نے عظمت کو لیا مگر محبت اور متابعت کو چھوڑ دیا بعض نے متابعت کو لیا مگر محبت اور عظمت کو چھوڑا بعض نے محبت و عظمت کو لیا متابعت کو چھوڑا۔ تینوں شعبوں کو لینے والا

کی بارگاہ میں بیچا بیگا۔

(۵) جھوٹی قسم سے پرہیز کرتے رہو وہ گھروں کو دیران کر کے چھوڑتی ہے اور اس سے مال و دین کی برکت جاتی رہتی ہے۔

آج بھی ایسے مسلمان ہیں جو حضرت غوث رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت رکھتے ہیں نیازت کرتے ہیں لیکن آج بوجہ بوائے کہ حضرت کے ارشادات پر بھی عمل کرتے ہیں تو جواب نفی میں ملے گا۔ حالانکہ آپ کے ارشادات پر ہی عمل کرنا۔

عین حسن عقیدت کی دلیل ہے حضرت غوث پاک کا شمار ایسے لوگوں میں نہ تھا جو کہتے اور عمل نہیں کرتے آپ مجسم علم علی حق اسوۂ حسنہ آپ کا شیوہ تھا۔ اگر آج ہم خود صاف نہ رہیں گھر کو پاک رکھیں بیچ بولا کریں تو نہ کسی قسم کی کوئی نصیبت آتی ہے اور نہ کسی مرض کا شکار ہوتے

آج کتنے ایسے مسلمان ہیں جو دعاؤں اور دعائوں میں جھوٹی قسمیں کہہ دیا کرتے ہیں مگر دیکھو کچھ

کسی روز افلاس میں مبتلا ہو جائیں گے صحت برباد ہو جائے گی گھر تباہ ہو جائے گا لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر حقیقی مغنوں میں حضرت محبوب سبحانی سے ہمارا جی من عقیدت ہے تو ہم پر لازم ہے کہ آپ کے ارشادات پر عمل کریں (از خاک مدین)

مجلہ نظامیہ اشتہاد کی اپنی تجارت کا نمیا بنا

ایک بھی نظر نہیں آتا حالانکہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تینوں کوئے اور اس کا حق ادا کرے۔ یہ تینوں لازم و ملزوم ہیں جب تک یہ تینوں صفات مسلمانوں میں موجود نہ ہوں اس وقت تک کوئی مسلمان مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ اس کو دین مل سکتا ہے اور نہ دنیا ہم سے دین و دنیا دونوں نصرت ہو رہے ہیں ایسی حالت میں سب سے بڑی ضرورت کی طرف مسلمان توجہ ہو جائیں اور اپنے عمل کے ذریعہ اسلام کی خدمت کریں تو زیادہ اچھا ہوگا۔

واعتصموا باللہ هو موکم فنعلم بولہ
وانعم اللہ علیہم خدا کا سہارا مضبوط پکڑے رہو وہی تمہارا اچھا کارساز و مددگار ہے۔
از مدبر

نت الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں (۱) لے لڑکے صفائی اور سچائی کو اختیار کر لڑکے کی انسان میں یہ دونوں صفات نہ ہوں تو کوئی شخص خدا کا قریب حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) لے لڑکے بڑی صحبت نہ کر لے لڑکے کو لڑکوں سے بدگمان کر دیگی۔ (۳) متقی علماء کی صحبت میں رہ کر و کچھ نیکان کی صحبت تمہارے لئے برکت ہے۔ آگاہ رہو کہ تم ایسے علماء کے ہم صحبت نہ بنو جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ایسے لوگوں کی صحبت تمہارے لئے برائی کا نتیجہ ہے

(۴) لے لڑکے قرآن پر عمل کرنا چاہئے کہ اس کے لے لڑکے کے پاس پہنچا لے لڑکے اور حدیث پر عمل کرنا چاہئے کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تہذیب اخلاق

از مولوی شیخ صالح باحطائیت لوی کمال (نظامیہ)

بھی موجود ہے۔ اگر انسان اندر اعلیٰ قلبی میں بنانا نہ ہو تو سماجی خوبیاں اس کے قدم چومتی ہوں گی۔ اور جس ندرہ خدا کا دل پرانیت سے خروم ہو تو ماوشما کیا کہیں اور کہہ کیا سکتے ہیں تو یہ خدا جب فیصلہ کر چکا ہے لہذا قلوب لا یفقیہون بہا۔ العیاذ باللہ کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم اس صحت میں امراض قلب اور ان کے علاج پر کم انکم کچھ سطحی اور طائرہ نظری دوٹوالیں

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! علم حسن خلق سے مراد کیا ہے؟ ملاحظہ ہوا رشاد رسالت پناہ روحی فداہ قرآنی آیت ہی گوش گزار کر دیجاتی ہے۔ خذ العفو وامن بالعرف وفعرف وامن بالعرف وفعرف عن الجاهلین عفود وکرگز کہ وہ بلائی کر کفر سے جانے دو جہانوں سے کمر اعراض کر دو نہ تیج فاذا الذی بینک و بینہ عدل وکافہ ولی تحمید سے نام ہے یقیناً دشمن دوست ہو جائے مخاف موانع بن جائے سال کے مزید اسیر شاد و پر فرمان قدس موتا ہے صل صوفی و طہات و احمد تجتہ ظلمائے تم سے

تہذیب اخلاق کی کیا توصیف کی جائے جب نیابت ہے کہ حسن خلق اس کا ثمرہ ہے جانتے ہو کہ حسن خلق نہ تو اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص صفت ہے کیوں نہ ہو ارشاد ربانی ہے "انک لعلی الخلق عظیم" الی گراں صفت کو حاصل کرنا اور اس کو طرہ امتیاز بنانا بزدلی عقل کا مقصود اہم اور نشا و تم ہونا چاہیے حقیقتاً ظاہر و باطن کو وصاف پسندیدہ و مصالح حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ کرنا بھی حسن خلق ہے نیز علم ہے کہ مرتبہ کی قدرومنزلت اس کے اندر دینی سے کما حقہ ہو گیا ہو جاتی ہے و لجمالہا تعرف و الانبیاء ہم اگر ذرا بھی غور کریں تو یہ اہل ظاہر ہو جائیگا کہ اخلاق حسنہ کی اند اخلاق سید میں خدا کی پناہ و برکتی اور کی ترقی کی کو اس سے بڑھ کر اور کیا خدمت ہونے کی جاے اسی عبادت اپنے حبیب پاک کو کہیں لو کنت قحلاً غلیظ اللہ تعالیٰ کا دین دیکھتا ہے اسی صراط مستقیم کے حاصل کرنے والوں کی تعریف میں ارشاد قرآنی قد افلح من عمل صالحاً وادب اور اسی جائزہ ہدایت کے گم کردہ راہوں کی تنبیہ کے لئے آسمانی دستور المل میں وقفاً حجاب سن و دنیا مآ

جو لوگ رشتہ نہ محبت توڑیں اور ان سے رابطہ اتھوڑ دے
جو بڑے جس نے تم پر ظلم و تعدی کی ہو اوس کو معاف کر دو
یعنی ہے۔ **كَانَ خَلْقًا قَاتِلًا** اور حق ہے عمل کرنے
والوں کے لئے قانون فرمان پس ہے۔

دوسری روایت ہے کہ ایک شخص آں سرور کا نانا
علیہ افضل الصلاۃ و آتم التحیات سے دریافت کرتا ہے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین سے کیا مراد ہے؟ ارشاد
ہوتا ہے **الَّذِي يَحْسُنُ الْخُلُقَ** (جس خلق جی تو دین سے)
مسائل بار بار اپنی تشبیہی کا اظہار کرتا ہے جس پر توجہ
فرمایا جاتا ہے **هُوَ** ان کا غضب مطلب یہ کہ غصہ و
غضب کبھی کا فور کرنے کا نام جس خلق ہے بھان اے اللہ کس قدر
محب اور کس درجہ آزمودہ تشفی بخش علاج ہے کہ غصہ و غضب کو
مات کرنے پر قابو اور دست رس حاصل ہو جائے تو بڑے
کی قسمت یس ہو جاتی ہے اور جس خلق سے مقصد ہونا گویا
درایت دین اور نعمت ایمان ثروت ایمان سے مالال
ہونا ہے وہی شخص دریافت کرتا ہے یا رسول اللہ صلی
شوم بدبختی کس چیز کا نام ہے؟ جواب رسالت صلی
غور کرو **الشُّومُ سَوْءُ الْخُلُقِ** بُرے اخلاق ہی تو
شوم ہیں اھل یہ ہو کہ اس الخیر حسن خلق اور نیا دین
سوئے خلق ہے۔

اس بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اگر کسی کے
چہرے پر ظلمت دستِ شفقت رسید کیا جائے تو باوجود نشت

یہ تسلیم کرنے کا حکم ہے۔ نہیں۔ اسلامی قانون میں اعتد
علیکم **فَاعْتَدُوا** علیہ کی اجازت دیتا ہے۔

عصر انسان اور حسن خلق اور اسی قبیل کی خوبیاں
بیان کرنے سے مطلب یہ ہے کہ ظلم و تعدی۔ سوئے خلق۔
و دیگر اخلاق ذمہ کا صدور بحد مذموم ہے۔ دلیل اس عوی
کی و البادی اظلم میں موجود ہے۔ رہا انتقام ثلثی برآ
مذموم۔ ثبوت اس تدما کا و الجروح قصاص سے
بدرجہ غایت حاصل ہے تسلیم و رضا تو بڑی چیز ہے عیث
نیوی ہے کہ تمام مخلوق کو مال و دولت سے تم اپنی گردیدہ
بنانے سے عاجز ہو اس لئے حسن خلق اور پناشت سے
عامۃ الناس کو اپنا بناؤ۔

احف ابن قیس سے جن کا علم ضرب اٹل ہے کہ
کسی نے دریافت کیا۔ حضرت عزت نفس اور حسن خلق کس
نئے سے حاصل ہونے میں؟ جواب میں ارشاد ہوتا
ہے کہ **مِنْ الذَّلَالِ** یعنی کسر نفس اور کبر و نخوت کی بیخ کنی سے انسان
مجسمہ اخلاق ہونے کے علاوہ از سر تا پا عزت نفس سے آراستہ
ہو جاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے **"الْعِزُّ كُلُّهُ فِي الذَّلَالِ"**
انسان نیک خواہ و خوش خصال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ
انکسار و تواضع سے یہ قدم نہ بڑھائے طرقتہ العین ہی
انہیت کو پہنچنے نہ دے۔ جس اور غرور۔ جیسے ہلکات سے
استناب کرے۔ **يَتَوَلَّى الْاَثَمَ وَلَا يَرِيْبُ تَخْلُقُوا بِاَخْلَاقِ**
ادب کا تیج اوس کے سر ہوگا۔

تم نہراہکتیں حقیقی آبادی تو نہ ہی مقبیرہ تھا۔
یہ تھا حقیقی اکبر اور سچا تواضع سر۔ ان لہر
تکو نو مثلہم فلتشبهوا بھیر کھی۔

پریشان کیوں ہو آرام سے سوو مجھروں اور کھٹکوں

دشمن آگیا

جہان نے ایسی حیرت انگیز چیز ایجاد کی ہے جس کے استعمال سے
مجھ گھر میں ذرے کا ذرہ کھٹکوں کے لئے زمین کی ڈوب میں
پاؤ ڈرا تا ہے جس کو بہتر پر چھڑکنے سے کھٹک رہ جائیں گے۔

قیمت چار آنہ (۴ روپے)

مجھروں کے لئے ایک گیس میں بارہ بتیاں آتی ہیں جن کے
جلانے سے مجھ نہیں رہیں گے۔

ملنے کا پتہ

رحیم ایندھنی محرم علی بلڈنگ سٹڈ آفسن مبی
برائے حیدر آباد کوئی افضل گنج روڈ گول بنگلہ ہارنی روڈ مبی

دور عثمانی کا سب سے بڑا اور پھلانا بیٹوں سے ملانی مننے یافتہ

محبوبیہ رشتہ جلد سازی

دھام تاجی ٹو۔ ہیرم کی بڑا سا کارہ پاس بندھی وقت کجاتی ہے

ابراہیم ابن ابراہیم جسٹہ اٹھ علیہ کسی نبی سردار کی
ملاقات ہوئی وہ دریافت کرتا ہے آفٹ سبیل؟ اچباب
میں نعم فرماتے ہیں یعنی یہ استغفار کر رہا ہے کہ تم غلام ہو؟
آپ فرماتے ہیں ہاں نہ کہتا ہے آبادی کا راستہ بلاد واپ
سیدھے اوس کو مقبرہ لے پہنچتے ہیں جس پر وہ براہ کفایت
ہو کر۔۔۔۔۔ اس قدر پٹیا ہے کہ آپ کا جسم و لباس
خون آلود کر دیتا ہے۔ اسی حالت میں وہ مذہب نہراہ کے لئے
حضرت کو اپنے ساتھ لے آتا ہے جنوں ہی عوام کی نظر آپ کے
حالیہ زار پر پڑھتی ہے تو لوگ فرط حیرت۔ جو شجاعت نے نور
غیرت سے دریافت کرتے ہیں حضرت کے ساتھ کئی بیٹا
نے یہ سلوک کیا ہے؟ جندی پر حجب یہ راز فاش ہو جاتا
تو وہ سرقدوں پر رکھ کر حضرت دعا ہی کرتا ہے کوئی اگر
سمع قبول کے لئے کان رکھتا ہے حق کو باطل سے تمیز
کرنے کے لئے آنکھ کھلتا ہے۔ خیر و شر کو سمجھنے کے لئے
اپنے سینہ میں دل رکھتا ہے تو حضرت کا جواب سن لے۔
”جہاں جب تم نے دریافت کیا تو میں جواب میں
غلامی کا اقرار کیا جس سے میری مراد خدا کی غلامی تھی اگر
تم یہ دریافت کر لیتے ہوئے کہ میں کس کا غلام ہوں تو یہ حال
عیان ہو جاتا مگر تم نے بلاد دریافت جب زد و کوب شروع
کردی تھی تمہارے لئے دعا خیر کرنے لگا اس لئے کہ
میں مظلوم تھا اور مظلوم کو ضرر و جرا ئے خیر ملتی ہے یہ مناسب نہیں
تھا کہ آپ کی وجہ سے مجھ کو حسرت ملیں اور میری وجہ سے

تاریخ و عبر

حالاتِ نبی اکرم رضی اللہ عنہ (۳)

اللاحق بال سابق

از مولوی محمد عبد الحمید کمال (نظامیہ) استاد منطق و فلسفہ مدرسہ نظامیہ

اور آپ کے فرارِ مبارک پر حاضر ہونا رہا اور اگر حاجت درشیں
ہوتی تو دو رکعت نماز ادا کرنا اور آپ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر
اللہ عز و جل سے قضائے حاجت کے لئے دعا کرنا جو فوراً قبول
ہوتی یہ حضرت امام شافعیؒ نے صبح کی نماز حضرت امامؒ کی قبر
شریف پر پڑھی اور قنوت کو ترک فرمایا اور بسم اللہ پڑھا
پڑھی آپ اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ
اس صاحب قبر کا ادب پیش نظر ہے حضرت عبداللہ بن
مبارک نے حضرت امامؒ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر فرمایا خدا
آپ پر رحم فرمائے ابراہیمؑ بنی اور حماد بن سلیمان انتقال
کر گئے اور اپنا خلیفہ چھوڑ گئے لیکن آپ اس دنیا سے پردہ
فرمائے اور کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا۔ یہ فرار کے بعد زار
زار و نامشروع کئے

مزار امام مہج خاص امام احمدؒ امام طے اپنی حیات
دنوی میں علم و عمل سے نبی نوح انسان کی دستگیری و رہبری
فرمایا کرتے تھے وصال کے بعد بھی عوام خواہں آپؐ استیلا
و استد کیا کرتے ہیں اس طرح آپ کا فیض برابر جاری و ساری
چنانچہ سیرت کی متعدد کتابوں میں مرقوم ہے کہ علماء و مزاربان اپنی
دنیوی مشکلات میں خصوصیت کے ساتھ حضرت امام کے مزار
مبارک پر حاضر ہو کر خداوند عالم سے دعا مانگتے ہیں اور ان کے
یہ خاصہ دینی و مطالبہ خردی اور سے بھی ہوتے رہتے ہیں۔
ان زائرین و متفنین میں خصوصیت سے حضرت امام شافعیؒ کا نام
پیش کیا جاتا ہے چنانچہ علامہ ابن حجر شافعیؒ اپنی کتاب خیرات
الحلوان میں خود حضرت امام شافعیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ
جب تک میں بغداد میں رہا حضرت امام صاحب استیلا کرتا

نہیں کرتا وہ ایک عطار ہے جس کے پاس دوائیں ہیں لیکن یہ نہیں جانتا کہ کون کس مرض کے لئے ہے۔ (۸) جو شخص علم کا مذاق نہیں رکھتا اس کے آگے علمی گفتگو کرنی اس کو اذیت دینی ہے۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل علمی، فضائل علمی اور آپ کی حیات طیبہ سے متعلق علماء و ائمہ وقت نے ضخیم ضخیم مجلدات میں اشاعت صحیحہ جمع فرمایا ہے کہ جن کے مطالعہ سے حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے قریب وہاں ابن خلدون عالم میں نمایاں ہیں جملہ نظامیہ میں حضرت امام کی سیرت طیبہ پیش کرنے کی جو سعادت حاصل کی گئی ہے وہ دراصل ان بھار کے چند قطرات ہیں۔ اور اس کے بعد اصل برآں کتاب العالم والتعم کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو ابات حضرت امام کے ہیں جو نہایت واضح اور سہل ترین مثالوں میں سمجھا ہے۔ گئے ہیں لیکن سوالات نہایت دقیق اور مختلف فیہ ایجاد سے متعلق ہیں۔ اس لئے ناظرین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ پورے ہی توجہ اور کمال دل دہی سے مطالعہ فرمائیں۔

مقدمہ نام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو زندہ ہے مر گیا نہیں۔ اور بے نیاز ہے کھانا نہیں۔ اور نگران سے سوتا نہیں اور ایسا بادشاہ ہے جس کا قصد نہیں کیا جاسکتا تھا جس طرح کہ ہے اور رہے گا جس طرح کھا۔ مخلوق کو اپنے علم سے پیدا کیا اور اپنی حکمت سے ان کو مضبوط کیا اور اپنی قدرت سے اندازے مقرر کئے۔ ہر چیز میں اس کا علم اترتا

مقام بن حارہ نے فرمایا آپ اسلام کے جانشین تھے اپنے بعد کسی جانشین کو نہ چھوڑے اگر لوگ علم میں آپ کے جانشین ہوں جس کی آپ نے تعلیم دی ہے تو امکان ہے کہ تقویٰ اور دین میں بدوں تو نہیں آپ کے جانشین ہونا ممکن ہے موت التقی حیا کا لافا دلہا قلات قوم و ہم فی الناس احیاء

حضرت امام کے ملفوظات طیبہ (۱) جو شخص علم کو دنیا کے لئے سمجھتا ہے علم اس کے دل میں جڑ نہیں کھاتا۔ (۲) جس شخص کو علم نے بھی گناہوں اور بے حیائیوں سے بے حیائیوں سے باز رکھا اس سے زیادہ زیان کار کون ہوگا (۳) جو شخص علم میں میں گفتگو کرے اور اس کو خیال نہ ہو کہ ان کو کیا کی باز پرس نہ ہوگی وہ مذہب اور خود اپنی قدر نہیں جانتا۔ (۴) اگر علماء خدا کے دوست بنیں تو عالم میں خدا کا کوئی دوست نہیں (۵) جو شخص قبل از وقت ریاست کی تمنا کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے (۶) سب بڑی عبادت ایمان اور سب بڑا گناہ کفر ہے پس جو شخص افضل ترین عبادت کا پابند اور بدترین معصیت سے محترز رہے اس کے مغفرت کی ہر حال امید کی جاسکتی ہے (۷) جو شخص حدیث لیکھتا ہے اور اس سے احتیاط مسائل نہیں کرتا وہ ایک عطار ہے جس کے پاس دوائیں ہیں۔

(۱) ازیر بخت ترجمہ میں عالم سے مراد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور مسلم سے مراد آپ کے جلیل القدر شاگرد ابو القاسم خضعل بن سلم ہر قدر فی راوی کتاب ہیں۔

ہوا ہے۔ اور ہر چیز پر اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے۔ اس کی ملکیت میں کوئی فرق نہیں۔ اور اس کی صنعت میں کوئی غلطی ہے۔ اس کی اور اک قدرت کے آگے نہ انسانیان غائب اور اس کی نائل عظمت کے سامنے بنیادیں قائم اور اس کی سلطنت کے حصول کے آگے گزریں جھلکی ہوئیں اور او بار اس کے احاطہ علم کے سامنے مدہوش ہیں وہ ایک سے کہتا ہے بے نیاز ہے۔ کوئی اس کا ہم پایہ و ہم پڑ نہیں بن جائے جنگ کیا اور نہ اس کا کوئی ہم مرتبہ ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول پر ہرگز گارہوں کے پیشوا۔ رسولوں کے سردار نبیوں کے آخری ہیں۔ اور اس کے ہی اور فرشتوں اور تمام نیک بندوں پر سلام ہو۔ اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

متعلم اے عالم میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں آپ کی صحبت سے مستفیض ہوں اس لئے کہ مجھے آپ کے فضل و کمال پر کامل اعتماد اور پورا بھروسہ ہے۔ خدا سے امید ہے کہ وہ مجھے آپ کی صحبت سے نفع پہنچائے گا۔ خدا آپ کو عافیت بخشے۔ مجھے فتویٰ دیجئے میں اس لئے آپ سے سوال کر رہا ہوں کہ آپ اس کی وجہ تحقق اجزئیل ہوں مجھے اقسام اقسام کے لوگوں سے پالا پڑا ہے اور وہ مجھ سے ایسی باتیں بوجھ رہے ہیں جن کے جواب سے میں اگرچہ واقف نہیں لیکن اس کی وجہ سے میں حق کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑ

سکتا۔ اور میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ حق ایک امر معتبر ہے اور اس کا بھی مجھے بخوبی علم ہے کہ حق شکست یا نہ والا نہیں اور باطل ضرور شے والا ہے اور میں اس کو سمجھتا ہوں کہ میرا نفس انتساب حق سے جا بل و نا آئنا ہے اور اصل مدعی میں بہر امر تب اس فضل کتب کی طرح رہے جس کو بات کرنے کا بھی ہوش نہیں یا میرا وجہ اس مرض و مخون کی طرح ہو جو ایسے خرافات کہتا ہے جن کی وجہ سے وہ خود کو اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل و خوار کرتا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ اصل حق سے واقف و باخبر ہو جاؤں اور حق ہی کہوں نا کہ کوئی تافہ شناس مجھے حق سے ہٹانا چاہے تو نہ ہٹا سکے۔ اور اگر کوئی علم کا طالب آئے تو اس پر حق کو واضح کر دوں اور خود اپنے معاملہ میں صاحب بعیرت رہوں عالم (۱) بسم اللہ تم نے کیسی مفید بحث چھیڑی ہے سنو علم عمل کا ایسا تابع ہے جس طرح تمام اعضاء و اعضاء کے تابع ہیں اور علم ٹھوڑے سے عمل کے ساتھ اس بہت سارے عمل سے زیادہ نفع بخش ہے جس کے ساتھ علم نہیں اسی طرح دشت و بیابان کے سفر میں راہ مقصود کے علم کے ساتھ تھوڑا ضروری تو مشہ اس بہت زار راہ کے ہمراہ ہونے سے زیادہ نافع ہے جس میں راہ مقصود کا پتہ نہیں۔ دیکھو اسی وجہ سے ہادی مطلق فرماتا ہے **هال السوی الذین یحیون والذین لا یعلمون**۔ انما یتلکوا اولوالالباب کیا عالم و جاہل برابر ہو سکتے ہیں نصیحت و عبرت آموزی صاحبان

ولیرت ہی کا حصہ ہے۔

متعلم نجد آپ نے طالب علم کی رغبت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اب میں ان اقسام اقسام کے لوگوں میں صفت ادنیٰ سے شروع کرتا ہوں۔ آپ ان پر راہِ حجت بتلائیے ہیں۔ ایک ایسی قوم کو دیکھا جانتی ہے کہ تو ان (رائے و قیاس) جھگڑوں میں نہ لڑ کیونکہ صحابہ اس جھگڑے میں نہیں پڑے تھے تجھے اتنی ہی گنجائش ہے جتنی انہیں تھی۔ اس قوم نے میرے رنج و غم میں اضافہ نہ کیا میں ان کی مثال اس شخص کی طرح دیتا ہوں جو ایک بڑی دریا میں اپنی جہالت کی وجہ غوطہ زنی کے خیال قریب ہے کہ ڈوب مرے۔ دوسرے شخص اس سے کہتا ہے کہ اپنی جگہ ٹھہرا رہ اور غوطہ زنی کا خیال نہ کر۔

عالم میں سمجھتا ہوں کہ تم ان کے بعض عیوب پر مطلع ہو چکے ہو جب وہ کہیں کہ کیا مجھے اتنا کافی نہیں جتنا صنعا کو کافی تھا تو تم ان سے کہو اہاں میرے لئے اس وقت کافی ہوتا جب میں ان کی طرح ہوتا اور میرے سامنے وہ برگزیدہ ہستی نہیں جو ان کے سامنے تھی۔ اور ہم کو ان لوگوں سے بالا لڑا ہے جو ہم پر طعن کرتے ہیں اور ہماری خونریزی کو حلال سمجھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس کے بجز چارہ نہیں کہ ہم معلوم کریں کہ کون مخطی ہے اور کون معیوب ہے اور اپنی عزت کی حفاظت کریں۔ صحابہ کی مثال اس قوم کی طرح ہے جن سے کوئی لڑنے والا نہیں اس لئے ان کو ہتیار۔۔۔

کی ضرورت نہیں اور ہم لڑنے والوں میں گھرے ہوئے ہیں ہمارے لئے ہتیار ضروری ہیں۔ بریں ہم اگر کوئی شخص مختلف فیہ مسائل میں زبان کو روک رکھے تو دل کو روک نہ سکتا۔ اس لئے کہ اس کا دل دوباتوں میں سے ایک کو یا ہر دو کو برا سمجھے گا۔ اگر دونوں کو پسند کرے اور ہر دو باہم مختلف ہیں تو یہ ناممکن ہے۔ جب دل جو بر کی جانب مائل ہو تو اہل جور کا محب ہو گا اور جب دل حق کی جانب مائل ہو تو اہل حق کا محب ہو گا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص زبان سے ایمان لائے اور دل سے ایمان نہ لائے تو وہ اللہ عز و جل کے پاس مومن نہ ہو گا اور جو شخص زبان سے ایمان لائے اور دل سے تصدیق کرے تو اللہ کے نزدیک یہی اور مومن کے نزدیک بھی مومن ہوتا ہے۔

متعلم آپ نے جیسا ارشاد فرمایا ہے اسی طرح ہے۔ لیکن یہ فرمائیے کہ اگر میں مخطی و معیوب میں تمیز نہ کروں تو کیا میرے لئے کوئی ضرر یا باعث ہے۔

عالم ایک وجہ سے تو ہمارے لئے ضرر نہیں لیکن دوسری کئی وجوہ سے ضرر ہے وہ ایک وجہ جو ہمارے لئے مضر ہے ایک یہ کہ تم کو جہاں کا خطاب ملے گا کیونکہ تم کو خطا و صواب شیعہ لائق ہو جو دوسرے کو لائق ہوا ہے اور تم کو اس شبہ سے نکلنے کی سہل نہیں معلوم کیونکہ تم کو اپنا مخطی اور معیوب ہونا ہی معلوم نہیں۔ تیسری یہ کہ تم کو معلوم نہیں کہ کس سے خدا کے لئے دوستی رکھیں اور کس سے خدا کے واسطے دشمنی

نہیں یہ کہ تم سے مخطی کے اعمال کا سوال نہیں کیا جائیگا اور وہ وجوہ جو ضرر ہیں

میں تم پر نہیں اور میں تم پر نہیں

اس لئے کہ تم مٹلی اور مصیبت کو نہیں جانتے۔۔۔۔۔
 متعلم: آئیے مجھ سے پر وہ غفلت کو ہٹا دیا۔ اور
 میں آپ کے کلمہ گفتگو کرنے میں برکت پانا ہوں یہ بتلائیے کہ
 ایک شخص خود تو عدل و انصاف بیان کرتا ہے لیکن اپنے
 مخالف سے ظلم و عدل کو نہیں جانتا۔ آیا اس شخص کو حق دیا
 اور اہل حق کو نہایت ہے۔

حاکم: جو شخص عدل و انصاف تو بیان کرے اور مخالف
 کے جوہر، عدل کو نہ معلوم کر سکے تو وہ تحقیق جو رعد
 ہر دو سے ناواقف ہے۔

براہین میرے نزدیک نام اقسام کے لوگوں سے
 جاہل اور کم رتبہ بھی لوگ ہیں اس لئے کہ ان لوگوں کی مثال
 ان چار آدمیوں جیسی ہے جن کے پاس ایک سفید کپڑا لایا
 گیا اور ان سے اس کپڑے کا رنگ دریافت کیا گیا۔ ایک
 نے کہا کہ یہ سن کپڑا ہے دوسرے نے کہا کہ یہ زرد ہے
 اور تیسرے نے کہا کہ یہ سیاہ ہے۔ چوتھے نے کہا کہ یہ سفید ہے۔

ایسے لوگوں کی بات بوجھالیا کہ انہوں نے ٹھیک کہا یا غلط
 تو وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کپڑا سفید ہے اور کیا
 عجب ہے کہ وہ بھی سچے ہوں۔ بالکل اس جو تجھے شخص
 کی طرح وہ حضرات ہیں جو کہتے ہیں جتنے ہی زانی بوقت ناکافر
 نہیں اور کیا عجب کہ وہ شخص بھی سچا ہو جو یہ روایت کہتے
 بوقت زنا زانی سے ایمان اس طرح کمال لیجاتا جس طرح
 اس کا باجائے نکل جاتا ہے۔ ہم اس راوی کی تکذیب نہیں

کر سکتے۔ اور کہتے ہیں کہ جو شخص قدرت ادائی فریضہ حج کے
 باوجود ملاج کئے مرحلے وہ موسیٰ ہے ہم اس کی تائید نہیں
 اور ہم اس شبہ کی تکذیب نہیں کرتے جو کہتا ہے کہ ایسا شخص
 ہو وہی یا نصرانی مر گیا۔ یہ لوگ شیعہ کے قول کا انکار کرتے
 ہیں اور پھر انہی کا قول کہتے ہیں۔ خوارج کے قول کا انکار کرتے
 ہیں اور پھر انہی کا قول کہتے ہیں۔ مرجئہ کے قول کا انکار
 کرتے ہیں پھر انہی کا قول کہتے ہیں۔ اور ان ہر سہ صنف کے
 اقوال کی تحقیق و تزیین میں روایات کرتے ہیں اور ان کا
 دعویٰ بھی ہے کہ یہ ساری روایات رسول خدا سے ثابت
 ہیں۔ ہم کو یقین ہے کہ اللہ عز و جل نے اپنے نبی کو رحمت
 بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو متفق فرمائیں اور انعام کی جانب
 دعوت دیں اس لئے مبعوث نہیں فرمایا کہ پھرت ڈالیں اور
 بعض مسلمانوں کو بعض کے خلاف اٹھادیں۔ ان حضرات کا
 یہ بھی خیال ہے کہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کچھ روایتیں مانع
 ہیں اور کچھ منوع ہیں جس طرح سنے میں روایت کرتے ہیں
 انہوں نے کہ ان کو اپنی عاقبت کا کس قدر کم اہتمام ہے کہ
 لوگوں سے ایسی احادیث روایت کرنے کا ذمہ اٹھایا
 ہے جن کے منوع ہونے کا ان کو علم ہے۔ اور آج منوع
 پر عمل کرنا اگر اہی ہے۔ لوگ اس منوع کو لیں گے اور گمراہ
 ہوں گے۔ اور ہم کو یقین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایک آیت کی دو طرح تفسیر نہیں فرمائی۔ قرآن کی
 جو آیت مانع تھی تو تمام لوگوں سے اس کے مانع ہونے کی

بقیہ سلسلہ صفحہ ۲۳۲

(۲) شاہان سیلی میں سے ایک بادشاہ کو اس حالت میں دکھایا گیا ہے کہ عرب الہبار اس کا منہ کر رہے ہیں۔

(۳) یہ معالجہ داغ دینے کا علیہ تھا۔ یہ اُس کی حالت اُس کے طریقے اور اس کے آواز کی شکل و قطع واضح کرتی ہے۔ عربی میں اس طرح داغ دینے کو ”کی“ کہتے ہیں۔ اب بھی بعض ممالک میں داغنے کا طریقہ رائج ہے۔ لیکن جدید طب نے اسے غیر ضروری قرار دیدیا ہے (۱) شاہان سیلی میں سے یہ کس کی تصویر ہے۔ اس بارے میں اہل نظر نے مختلف رائیں قائم کی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ فریڈرک دوم کی تصویر ہے جو عربی علوم و تمدن کا بہت بڑا قدر دان تھا اور جس نے ہر علم و فن کے مسلمان علماء اپنے دربار میں جمع کئے تھے۔ یہ سلسلہ عین تخت نشین ہوا تھا۔ لیکن بعض خیال کرتے ہیں یہ اس قدر پرانی نہیں ہے غالباً یہ اُس وقت کی ہے جب نیپلس اور سیلی کی حکومتیں مل کر دو سیلوں کی حکومت سمجھی جاتی تھیں اور چارلس دوم حکمران تھا اس چارلس کے متعلق بھی تاریخی تصدیقات موجود ہیں کہ اس کئی بار اپنے علاج کے لئے مصر اور مراکش سے عربی طب طلب کئے تھے۔ اگر یہ خیال صحیح ہو تو اس صورتیں یہ چودھویں صدی کی تصویر ہوگی۔ کیونکہ چارلس دوم آفریقا میں

تفسیر مادی اور جسمانی نام لگوں سے اس کا منہ ہونا بیان فرمایا۔ یاد رہے کہ انبار و صفات میں کچھ منہ نہیں نسخ و نسخ کا تعلق امر وہی میں ہے۔

منتظم۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے، آپ کیا ہی اچھے معلم ہیں کہ میرے لئے علم کا ایک ایسا دروازہ آپ نے کھول دیا جس کا مجھے پتہ نہیں تھا۔ آپ نے اس قوم کی اچھی باتیں بتا دی کہ اب ان کی کمزوری معلوم کرنے کے مزید بصیرت کی چنداں ضرورت نہ رہی۔ اب صفت ثانی کے اس قول کی ترویج بتلائے کہ اللہ کے اویان بہت ہیں اور خدا کی ساری فرض کردہ باتوں پر عمل کرنا اور تمام حرام کر دہ چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے۔

عالم حکیم کی بات کو نہیں معلوم کہ انبیاء صلوات اللہ علیہم مختلف اویان پر نہیں تھے اور نہ ہر رسول اپنی قوم کو سابق ریل کے دین کے چھوڑنے کا حکم دیا کرتا تھا اس لئے کہ ان سب کا ایک ہی دین تھا البتہ ہر رسول اپنی شریعت کی دعوت دیتا تھا اور سابق رسول کی شریعت سے روکتا تھا اس لئے کہ ان کی شریعتیں مختلف تھیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ لکل جعلنا منکم شریعۃً ومنہا ما احکم منہ ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور طریقہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃً واحداً اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بناتا۔

(باقی آئندہ)

۳۰۹ء میں انتقال کیا ہے۔ بہر حال اس میں شک نہیں یہ قدیم عہد کی ایک قیمتی یادگار ہے۔ اس سے اُس عہد کے عرب الہبار کی شکل

مادر علم و عمل جامعہ نظامیہ اظہار محبت

از مولوی سید سعید رضوی مولوی فاضل (نظامیہ)

تیری عظمت و شوکت اور شان و شکوہ کے گیت کس نے گائے

(۲)

کیا تیری شریعت تاب گود کے پلے ہوئے فرزندوں کا
نک کے ایک عریض اور بسیط حصے میں بول بالا نہیں یادہ
جہاں میں تیری مقبولیت اور کامرانیوں کے ڈنکے ہمیں بج
رہے ہیں..... کیا ملک و قوم کی تعمیر اتنی دنیا دہوں
میں تیرے ہونہار سچوتوں نے کوئی حصہ نہیں لیا.....
ہاں تو پھر تجھے اپنے فرزندوں سے اس قدر بے رحم کیوں ہے
یادہ معلوم وہ تجھے دنیا ناستناسی کر رہے ہیں۔

سن لے میری علمی کائنات درغور سے سن۔ بھلا
تیرے ہی دریائے علم کے پیاس بجھائے ہوئے اور بھی کو
بھول سکیں یہ گرگز نہیں ہو سکتا بلکہ آج کل کی ادوی دنیا کے
تاثرات نے تجھے بھی ایک ہلکا سا دھماکا ضرور پہنچا پایا ہے جس کے
سبب تو کچھ رنجیدہ اور بوکھلائی ہوئی دکھائی دے رہی ہے
تیرے اس ملال نے تیرے فرزندوں پر بھی جو درد و غم پڑا
کا نہیں بلکہ ایک مہوت کن سکوت کا عالم طاری کر دیا ہے

اے مادر جہربان۔ دکن کی قدیم مونس و غم خوار شہر ہو
درنگاہ۔ اور ملک عرب کے پھوٹے ہوئے سرچشمہ اسلام کی
سرزمین دکن کی طرف پہننے والی علمی و علمی نہریہ۔ تباہ تو نے
دکن کی کس قدر کھیتی کو سنبھالا۔ اور اس کی کس کس حد تک
خمدست کی۔ اور کہاں کہاں کے علاقے پیراب کئے۔ تیرے
علم و عمل اور فضل و کمال کے بانگوں میں لوگنے والوں نے
کیا کیا اور کیسی کیسی نئے بہاریں لڑیں

بے شک تیرے غنچہ و ربوہوں کی مہک و مسکراہٹ
نے ملک و قوم کی بڑی حد تک فضا کو چمکا اور مہکا دیا ہے
تیری حیات ملیہ کی شراب کے مست کن اور نیک کیف سرور
و خمار نے کس کس کو غمخورد متوالا نہ کیا۔ اور تیری اسلامی علم
سے لٹی ہوئی سرسبز گودی میں کتنوں نے تربیت نہ پائی
تو بچ کر کیا..... تو دنیا لے دکن کے اسلامی
پودوں کی آنکھوں کا مارا نہیں..... ہاں لے
مادر جہربان پچھو کہ دکن کے گوشے گوشے اور چنے چنے میں

کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اپنے ایسے شفیق باپ کی روح کے حق میں سوا بن روح بنے۔

(۳۱)

کیا تو نہیں سمجھتی کہ خود آپ مولانا فضیلت جنگ علیہ السلام کی اعلیٰ تہیجی اور نامزد پروردہ نبی ہی نہیں بلکہ ان کی اپنی زندگی کی ساری کائنات بھی ہے تیری تربیت اور بقا حیات کے لئے موصوف نے کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں اور کیا کیا کاوشیں کیں اور تجھے بدوان چڑھانے میں اپنی ساری زندگی کس طرح بھینٹ دی حتیٰ کہ دم آخر بھی تیری ہی یاد و بقا میں تو ڈکر تیری ہی آغوش میں قیامت تک کے فائدہ لینے کی ٹھان لی

کیا تو نہیں جانتی کہ تیرے چھوڑ جانے والے نے تجھے یتیم نہیں چھوڑا بلکہ تجھ جیسی نہ بچنے والی شمع علم کی تربیت پرورش کی باگ سرزمین دکن کے اُس جو زمین ^{۱۲۳} گھٹنے منور و روشن رہنے والے آفتاب علم کی قیادت میں دی ہے جس کے نورانی بقعوں نے دکن کے پتے پتے نہیں بلکہ دترے دترے کو متور کر دیا ہے۔ کیا یہ بات تیرے لئے عمروں موجب صد فخر و افتخار نہیں۔

جب یہ ایک مسلم امر ٹھہراتا ہے جو جاگیا۔ رنج و غم کا سامنا کیا تجھے معمولی فکروں سے بھی دوچار ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہوں جن دو باتوں کا خیال تجھے رہ رہ کر تاتا ہو گا بے شک وہ ہیں بھی کشمکش رہتی ہیں ایک تو یہ کہ باوجود ساری آسائش و

جس کے ٹوٹنے اور تجھے بچ سے چمکارا دلانے کے لئے اب ہماری اپنی ایل تیری مہم بالشان مجلس کے اُن محترم کار فرماؤں سے ہو گی جن کے ہاتھوں قدرت نے تیری انتظام کی باگ دے رکھی ہے۔

(۳۲)

اں ہم جانتے ہیں اور بے شک جانتے ہیں کہ تجھے کس بات کا دکھ اور کس چیز کا ملال ہے کہ جس کے باعث تو ہماری طرف سے ایسی بے اعتنائی برت کر اپنے فکروں میں گھوٹی ہوئی اور بھنور سی ہو رہی ہے۔ اور غالباً یہ سمجھا ہو گا کہ ہم تیرا ہاتھ بٹانے کے قابل نہیں رہے یا اگر صلاحیت ہے بھی تو کو تاہی کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں تیرا خیال ہرگز صحیح نہیں بلکہ تیرے ہونہار سپوتوں کے غبار میں وہی ایک سچی لگن اور ایک ایسا حقیقی اعتدال ہے جو تیرے پیر زنیض سے عطا ہوا ہے اور تیرے جھپٹے و مند بولے فرزندوں کے خاکی کالبدوں میں وہی روح کھیل رہی ہے جس کو تو نے اُن کے رگ و پے میں بھونک مارا ہے۔

تو مجتہد اور عظمت تاب مستی نے ہوا رہ دکن میں تیری داغ بیل ڈالی اور جس کی مساعی جیل کی بدولت تو نے یہاں ایک سچا اور اچھا جنم لیا ہے۔ خدا تو اپنے ان روح فرسا احساسات سے اپنے اُس بانی کو نہیں

بانی نہیں بلکہ پدربزرگوار کو جو تیری ہی آغوش میں اور تیری ہی لوریوں کی بدولت مٹی پیدا ہو رہا ہے نہ بگا اور بس چکا

کسی خمن فز کی بدولت تو اپنا تیری بروان بھی چھو کر بیٹھی
اے اور مہربان تیری ذی شوکت اور متبرک مجلس کے مضم
مدر نشین اور مخزن رکنت سے ہماری صرف ہی ایک نیاز نشنا
الجب ہے کہ تیری ان رہی ہی مشکلات اور گتھیوں کو سلجھا کر
رہتی دنیا تک ایک مایہ ناز اور خالص اسلامی یادگار کی
حقیقی تیار کا موجب ہوں گے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۲

مطلب صاف ہے اور کافر کے مقاصد و حیات الگ
الگ ہیں کافر کا معراج کل ہی ہے کہ وہ محض ایسی زندگی
دنیاوی ہی کی ترقیات جا و مال و منال نصیب ہوں اور
پس از مرگ دلی حقیقی اور دہائی زندگی کو وہ بالکل نظر
انذار کرتا ہے! بالکل اس سے انکار کرتا ہے بخلاف ایک
مومن مسلم کے کہ اس کے جذبات دلی اور دماغ طبعی
نقطہ دنیاوی ترقیات مادی ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ
وہ آخرت والی زندگی کی خوشحالیوں اور ترقیات عالمیہ کا
بھی گرویدہ ہوتا ہے۔

منکات
مضامین حضرت امضامین صاف اور
روانہ فرمائیں نہ دفتر کسی علمی کا ذمہ دار نہ ہوگا

ضروری ہوتیں ہتیار بننے کے بعد بھی تیری گودی میں کچھ
فیزندوں کا کال سا نظر آ رہا ہے۔ شاید کچھ عرصہ سے تیری
نصاب کی کڑیاں سخت کر دی گئی ہیں غالباً جن کا جو بہتر
فرزند خاطر خواہ ڈاٹھا سکتے ہوں۔

دوسری بات یہ کہ جس طرح تیری منوی تمسید
مستحکم ہے اسی طرح تیری ظاہری اور حقیقی توحید فدا ج توجہ
معلوم ہو رہی ہے۔

(۱۵)

کچھ دن ہو چکے ہاں یہی سہار کے فیاض با نیناں
نے ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) رقم کی منظوری دے دی تھی
جو ہنوز محفوظ ہوگی مگر جس کے کافی نہ ہونے کے سبب مزید
(۴۰۰۰۰) ہزار رقم چاہی گئی جس کی منظوری تاحال زیر غور
ہاں اے میری سچی ہمتا دلی اور مہربان بے شک
تو نے اپنی زندگی کے سچے کرڈٹ لئے ہیں علم و دل کی ہر ہر گھڑی
چین و آسائش میں ایک حقیقی اور روحانی
سرت پیدا کر رہی ہے۔ خدا کرے کہ تجھ پر چڑھے ہو
رنگ و حس کے دیو کا طوطی سد ابوتار ہے و نیز تو جس
مرفوعہ و مرفوعہ مناسبات کے زیر اثر چل بھل رہی ہے اُس نے
بھی اپنی زندگی کے ایک شاندار مستقبل کو بلیک کہا ہے
جس طرح کہ مولانا فضیلت جنگ

علیہ الرحمہ نے تجھے علی بروان چڑھا کر دکن میں ایک نہ
ٹھنے والی یادگار قائم فرمائی ہے کیا عجب ہے کہ اسی طرح

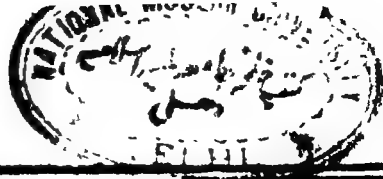
آثار متبقیہ

ازمنہ وسطیٰ میں عربی طبابت

روم کے کتب خانہ وٹیکن کے پیش قی ثار

دنیا کے اکثر علوم و فنون کی طرح فن طب نے بھی عربی تمدن کے ہاتھوں نشو و نما حاصل کی ہے۔ قدیم تمدن اقوام نے دیگر علوم کی طرح اسے بھی پیدا کیا، مدون کیا، اور اس درجہ تک پہنچا کر چھوڑ دیا جو ایک عمارت کی ناقص در و دیوار کا ابتدائی درجہ ہوتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں اہل بلاد نے ظہور کیا اور ریگستان عرب میں انسانوں کی ایک جماعت طیار کر کے مشرق و مغرب میں پھیلا دی۔ یہ آئی۔ اور اس نے علم و تمدن کے ہر گوشے پر نظر ڈالی۔ بنیادیں ہر جگہ تھیں، اور دیواریں بھی اکثر تنگھوں میں اٹھنے لگی تھیں، لیکن تکمیل کہیں بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے ذوق علم و تمدن کی وسعت نے ہر گوشے کو ہاتھ لگایا اور ہر لویا پریش رکھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج علم و فن کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے جس کے سلسلہ وسعت و تکمیل کی ایک سبک بڑی کڑی عربی و اسلامی تمدن کی علمی جدوجہد نہ ہو۔ یہی سبب ہے کہ مورخین علوم نے عربی تمدن کو عہد قدیم و حاضر

کے لئے "واسطۃ القند" قرار دیا ہے۔ یعنی درمیان کی کڑی یہی کڑی ہے جس کا ایک سر اونیہ کے تمام قدیم علوم و تمدن سے اور دوسرا جدید ترقیات سے جڑا ہوا ہے۔ یہ عہد قدیم کو جدید سے ملاتی ہے، اور عہد جدید کی سب سے قریب تر کڑی ہے۔ ازمنہ وسطیٰ (مڈل ایجز) میں یورپ کی تمام درس گاہوں میں عربی حکماء کا فلسفہ ہی نہیں بلکہ طب بھی پڑھا جاتا تھا۔ ذکریہ رازی، ابن رومیہ، بوعلی سینا، ابن رشد، ابن نہر، ابن طفیل، ابن مسکویہ کی کتابیں فن کا اصلی سرمایہ تھیں۔ جدید طب کی تاریخ میں آج تک کینن CANON یعنی قانون شیخ کا ذکر موجود ہے جو سولھویں صدی تک پیرس اور روم کے طبی مدرسوں کے نصاب تعلیم میں داخل تھا۔ فلسفہ کی طرح طب کی تاریخ میں بھی ایوی سینا AVICENNA، ایویس دی گریٹ AVERROES اور ایوے پائو AVERNAPACH کے نام آتے ہیں جو دراصل شیخ الرئیس۔ بوعلی سینا، ابن رشد اور ابن باجہ کے عربی ناموں کے یورپین مخارج ہیں، اور اس



AMBER

عسبر

GAMPHAR

کافور

BIAWER

بلور

عربی غلیات کے آثار | پندرہویں صدی تک یورپ

میں امراض کے علاج کا تمام دار و مدار عربی حب اور عرب

الہاء پر تھا۔ یورپ کے بادشاہ جب کبھی کس سچیہ مرض میں

بتلا ہوتے، تو مصر و شام سے عرب اطباء و اسی طرح ملائے

جاتے تھے، جس طرح موجودہ زمانہ میں یورپ کے اطباء،

مشرقی ملک میں بلائے جاتے ہیں۔ اس عہد کے بعض قسمی

آثار اس وقت تک یورپ میں موجود ہیں۔ ان سے عربی

الہاء کے وہاں تیار کرنے اور بعض حیرت انگیز معالجات

انجام دینے کا ثبوت ملتا ہے۔ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر

رینو REINAUD نے اپنی تحریر "حدوب مملیہ" کے

بعد یورپ اور مشرق کے علمی اتصال "میں اس طرح کی

پانچ تصویریں نقل کی ہیں جن میں سے تین تصویریں شاہان

یورپ کے معالجات سے تعلق رکھتی ہیں۔

یہ موقع یورپ کے عمل میں مقلید (مقلی) کے قدیم اور

وکتب کے ساتھ آیا تھا۔ جن اہل نظر نے اس کی جانچ کی ہے۔

وہ منفق میں کہ۔

(۱)۔ تصویر تیرہویں یا چودھویں صدی کی ہے اور

سیلی میں تیار کی گئی ہے۔

(بقیہ سلسلہ ملاحظہ ہو رسفہ ۲۳۱) کالم (۲)

پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان ناموں نے اس عہد کے یورپ
میں کس درجہ شہرت اور قبولیت حاصل کر لی تھی؟ و روم
اور میلانو کی بعض قدیم خانقاہوں کی محرابوں پر شیشے
کے رنگیں چمکھٹوں میں جہاں ارسطو، بقراط، اور جالینوس
کی تصویریں بنائی گئی تھیں وہاں بوعلی سینا، ابن رشد
فارابی، اور دیگر یاراز ہی کی تصویریں بھی منقش تھیں۔ شیشے
اس وقت تک یورپ کے محل میں موجود ہیں اور بعض متفرق
نے ان کے کس اپنی مصنفات میں شائع کئے ہیں۔

عربی فن طب کے اس سوج و احاطہ کا سب سے
بڑا زندہ ثبوت اس کی بے شمار مصطلحات ہیں جو اس
وقت تک یورپ کی زبانوں میں متعارف نہیں۔ اگر انہیں الگ
کر دیا جائے تو طب کے بے شمار اسماء و افعال کے لئے
ان کے پاس کوئی ذریعہ بیان باقی نہیں رہے گا۔ انگریزی
زبان۔ یورپ کی دوسری زبانوں کے مقابلہ میں اہل
کم علمی ہے، تاہم انگریزی طب میں بھی سینکڑوں الفاظ ایسے
جو دراصل عربی اسماء و مصطلحات ہی سے وجود میں آئے ہیں مثلاً

تمرہندی (الی) Tamarind

یاسمین Jasmine

یشب Jasper

تریاق Theriac

قند Candy

روغن بلسان Balsam

اقیانوس اور زمین کی کشف

اسٹیب و کھنڈس

نظام شاہی اردو حید آباد کونستان

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کی طرح باہمی باہمی
خود فروخت و خرید اور تعمیر اکٹھے پیمائش نقشہ جات
تعمیر و ترتیب برآوردات کے کاروبار میں سہولت
اور نفع بخش طریقوں پر ذرا معنی اراضیات باغات
سورکار میں شیرز حاصل کرنا چاہتے ہوں تو جلد
مندرجہ بالا پتہ پر ہم سے گفتگو یا خط و کتابت کریں
یا ورہیئے

ہمارے فریضے معاملہ کرنے میں آپ کو کسی
قیم کا کوئی دھوکہ یا فریب نہ ہوگا بلکہ آپ کو
خیر سیز نثار کے مطابق انمان ستیاب ہو سکی
اہل ملک کیلئے

ہماری خدمات ہر وقت پیش ہیں

اسٹیب و کھنڈس

اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کی دوکانوں اور کسٹمرز
اسٹیب و کھنڈس کی تمام کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کو

اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے
اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے

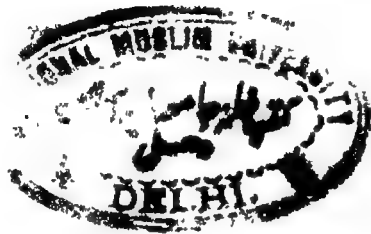
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس
اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس	اسٹیب و کھنڈس

اسٹیب و کھنڈس کے کسٹمرز کے لئے

۱۳۵۹
مجله آصفیة

نومبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مجلات

(۱۶، ۵)

شاہ ابو الخیر کنج نشین قاسم مدیر
محمد وجیہ الدین مولوی کامل نظامیہ شریک مدیر

آپ بیمار غریب کے لئے اگر وہ سیلانِ رحم میں مبتلا ہے نساکا

خواتین کے لئے وہ مفویٰ مض ہے جو دردِ سر اور دردِ کمر لاغری کمزوری ضعف رحم ضعف اعصاب دورانِ سر باضمہ کی خرابی آیام میں بے ترتیبی کے علاوہ بے اولادی استقامتِ حمل اور دق وغیرہ کی شکایتیں تک پیدا کر دیتا ہے اس مرض کے ازالہ کے لئے موجودہ زمانہ میں آپ کے ملک کی تیار کردہ اور ہر مزاج و موسم میں قابلِ استعمال اور این نسا کا ہے معمولی شکایات میں ایک کس اور کہنہ اور پیچیدہ شکایت کی صورت میں (دویاتین کس کا استعمال ہمیشہ کیلئے سیلانِ رحم سے نجات لاتا ہے)۔

(آپ بھی)

اپنی بیمار عزیزہ کو نسا کا استعمال کرنے کا مسویرہ دیجئے
اس کے استعمال سے تمام شکایات زایل ہو کر وہ اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے کی اہلیت اور اعضائے تولید میں (استقرارِ حمل کی صلاحیت حاصل کر لے گی ہزاروں لایوں اس شاد کام سے ہیں)۔

بڑے بڑے اطباء اس کی سفارش و تصدیق کرتے ہیں

قیمت فی کس جس میں دو ہفتہ کی دوا ہوتی ہے دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولِ ڈاک کے شہر کے ہر بڑے (دوا فروش کے مخزن سے مل سکتا ہے)۔

ملکی شفا خاں ہونانی شریا بلڈنگ پتھر گٹھ

حیدرآباد دکن

وہم صومعہ علیٰ عہدہ من ووجوب لرم
خال

والکبر

بسم الله الرحمن الرحيم

لَا تَهْجُرُوا أَزْوَاجَكُمْ لَكُمْ فِيهَا مَوَاسِيءٌ
أَنْتُمْ وَالْأَوْلَادُ كُنْتُمْ مِنْهَا
ہے آپ کو ذلیل نہ بنجود ریختہ ہوتی ہے برہو کے اگر تم ایماندار ہو

بہمنیت جلالت آب صفا باع خسرو کملہ ملک و سلطنت

تذکار خود مختاری دولت آصفیہ
۱۲۸۲ھ آصفیہ

جلد نظامیہ

مرتبیہ

شاہ ابوالخیر کنج کشی و نظامیہ

جمادی الثانی ورجب المرجب ۱۲۵۶ھ عدد (۴-۸)

مسد - آبان ۱۲۵۶ھ

مطبع مکتبہ ابراہیمیہ شش روڈ

مجلہ نظامیہ حیدرآباد دکن
مطبعہ نظامیہ

منہ ۵۰

بسم الله الرحمن الرحيم

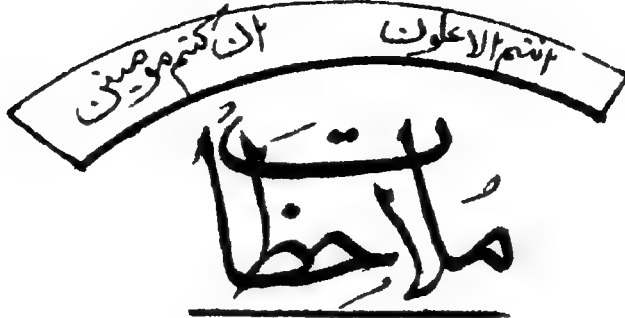
قیمت ہر سالہ ۳۰

فہرس

قیمت سالانہ ۳۰

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	صفحہ
۲۳۵	از مدیر	مداخلات	۱
۲۳۸	عالمیاد نواب علی یار جنگ بہادر محمد موسوی	بینامات تعلق جشن استقلال دولت آصفیہ	۲
۲۴۹	زعیم ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر	دو صد سالہ جشن استقلال	۳
۲۴۰	عالمیاد نواب مرزا یار جنگ بہادر محمد علی	ترانہ قومی نظم	۴
۲۴۱	جلالت آب علحضرت شاہ کون وسح اللہ ملکہ سلطنت	یار رہے سلامت ملک و کون کا والی	۵
۲۴۴	منقول (انگریزی)	سارے جہان سے ایجاد کون ہمارا	۶
۲۴۵	از خباب شیخ محبوب صاحب مفتون	حیدر آباد کی خود مختاری اور اس کا ماضی و حال	۷
۲۴۶	انجمن ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پچرا قانون	ہمارا مطلع نظر اور اس کے حصول کے ذرائع	۸
۲۴۷	از خباب مولوی محمد عونت صاحب	دعا	۹
۲۵۰	از علامہ حکیم محمد وحید الدین صاحب علی مرحوم	دولت آصفیہ اور انگریزی قوم کے تعلق پر ایک نظر	۱۰
۲۵۶	از ابوالخیر کنج انشیس و نظامیہ، مدیر	خدمت وطن کا شوق و نظم	۱۱
۲۶۸	منقول	ہم اور ہمارے اسلاف	۱۲
۲۶۰	از مدیر	حیدر آباد اور بعض خود مختار ممالک	۱۳
۲۶۱	از زعیم ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر	آنحضرت صلعم کا عملی نمونہ	۱۴
۲۸۰	از مدیر	نظام حکومت میں اہم اصلاحات	۱۵
۲۸۱	جلالت آب شاہ کون کا پیام اپنی عزیز عیال کا نام و انگریزی	سکھان کیا ہو رہا ہے	۱۶
۲۸۳	از مدیر	یوم خود مختاری کہان اور کس طرح سنایا جاتا ہے	۱۷
۲۹۰	از مدیر		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ملاحظات

بس خیال کیا۔ جس طرح وہ خانقاہوں ،
مدرسوں اور مسجدوں میں بیٹھنا پسند کرتے
تھے اسی طرح میدان عمل میں بھی نمودار ہوتے
تھے اور ہر وقت اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور
اسلامی شوکت کی حفاظت کرنے کے لئے تیار
رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
المومن بالقوی نہیں واحب الی اللہ
المومن الضعیف پر سختی سے پابند تھے۔

مالک الملک عز شانہ کا خکر کس طرح ادا ہو
اس نے نہیں مشرق مظلوم کی ان چند ممتاز قوموں
سے ایک بنایا ہے جنہیں اپنا یوم خود مختاری مناسبت
کی عزت نصیب ہوتی ہے اور خالق اعلیٰ جل اسما
کی کس طرح تقدیس ادا ہو کہ اس نے نوع مظلوم کو
(۱) قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے
مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہوا ہے و سلم

اسلام صرف عبادت کا نام نہیں بلکہ
تمام مذہبی تمدنی اخلاقی اور سیاسی ضرورتوں
کے متعلق اپنے اندر ایک کامل و مکمل نظام
دکھاتا ہے جس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے
ہمارے اسلاف نے دنیا میں ترقی اور دنیا پر
حکمرانی قائم کی ہم بھی ان کے اخلاف اور ان کے
نام کیو ضرور ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج ہم میں
ان جیسی خوبیاں ہیں اور نہ ان جیسا ایمان
مجرور میں بیٹھ رہتے اور اپنے نفس کو آرام
پہنچانے کو اسلامی فریضہ کی ادائیگی سمجھ
رہے ہیں جو کسی طرح صحیح نہیں جن لوگوں نے
تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب واقف ہیں
کہ ہمارے اسلاف نے کبھی یا کہیں بھی صرف
حجروں اور خانقاہوں میں بیٹھ رہے کو کافی نہیں
سمجھا اور نہ صرف نماز و روزہ کو ادا کر دینا

کی بستیوں میں اینا بول بالا کرنے کا کام ہمارے
سیر نکمیا دنیا ملک شیعین فاہدنا الصراط المستقیم

ہم حیدر آبادیوں کی یہ بڑی خوش نصیبی ہے
کہ آج وہاں سال ہوئے ہمارے سوتے ملک
اور اونگھتی قوم میں فرمان جلالت مآبی نے بیداری
اور ہوشیاری کی پہلی لہر دوڑائی تھی اچھ لند
چشم بد دور، تب سے اب تک تو می زندگی کے
اٹھار کے لئے روز افزون کوششیں عمل میں لائے
جا رہی ہیں اے خوشا بختی کہ ہم آج اپنی زندگی
کے پہلے ہی سال اس مبارک و مسعود موقع کی
بساط پر یادگار منار ہے ہیں اور ضرورت ہے
کہ اس فوجی عید اور ملی جشن کے سلسلہ میں
گادون گادون اور گلی گلی راجوشس اور ولولہ انگیز
شاہ طریش از پیش ہوتے جائیں۔ خوشہ چہان
آصفی اور برکت اندوزان چشمہ حیدر آبادی
دنیل کے گوشے گوشے میں مسجدوں میں، مندریوں
میں، گرجوں میں اپنی اپنی طریقت کے مطابق
خلوص قلب سے زفر منہ شکر ادا کریں اور دگاہ
مجیب الدعوات میں اس کے خیر و برکت میں
دن دوئی رات جو گئی ترقی کی دعا کریں کہ
ادعوئی استعجب لکھ۔

آزادی کے حصول میں جو دشواریاں ہیں اٹھانے
اپنی غنایت سے ہمیں ان سے بچالیا، آزادی
کی نقاء و ترقی کے نسبتہ سہل تر کام میں اب
ہمیں اپنی توانائیاں خرچ کرنی ہیں۔ خدا
کے ہم آئندہ صدیوں میں بھی بیرونی حملوں
ولیسے پھوٹوں و مامون رہیں جیسا کہ ختمہ صدی میں
لیکن قانون قدرت اٹل ہے اور اس کا حکم
ہے کہ ہم اپنی حفاظت آپ کرنے کی آٹھ ہر تیار
کریں۔ اعدا و اہم ما السنطعہ من فوجہ،
یہ فرض کفایہ نہیں بلکہ ہر فرد کا فرض عین ہے
علم و جسم کے ساتھ اخلاق و کردار کی ہر آزمائش
میں خود کو کامیاب بنائے۔

اچھے حکمران سے بڑھ کر قوم کے لئے کوئی
نعت نہیں ہندوستان میں شیعہ۔ سنی اور
ہندو مسلم اختلاف سے بڑھ کر کوئی مصیبت اب تک
ہمیں آئی ہوگی کیا ہمارے لئے یہ کچھ کم باعث
سہولت نہیں ہے کہ خدا مان جہان پناہی کو
ہر رعیت اپنا بھتا ہے اور جس کا ایسا مذہب
رعایا پروردی ہے جو ہمارا سلطان القلوب
اور امید گاہ ہے اور جس پر ہم جتنا بھی ناز کریں
کم ہے۔ اس نے ہماری گرتی ہوئی ہتھکنڈ

نہدھایا، بھگتی ہوئی ملت کو راہ راست پر لگایا کو فرعون تک میرا تاسہ رہنا انک مجیب اللہ
مخدو خطرات میں بڑا لیکن انہیں سر بلند کیا۔ قسہ، یا قاضی الحاجات
دینا و فقہ الملتجب و قسہ ضاہ و اجعل
ہر ضاہ۔ آمین یا رب العالمین۔

آخر میں یہ عرض کرنے کی بھی جرات
کی جاتی ہے کہ ہمارے علمائے کرام کا جو حقیقتہ
مسلمانوں کے مذہبی قائد ہیں، یہ فرض ہے کہ
اس وقت ملک میں نازک دور سے گزر رہا ہے
اسکی نزاکت اور اہمیت کو نظر انداز نہ کریں
آپس کی غمراہ اور اختلاف میں پڑ کر اصل مقصود
کو ترک نہ کریں ورنہ مسلمانوں کی خرابی اور بربادی
کی تمام ذمہ داری انہیں پر عاید ہوگی اسوقت
سب سے بڑی ضرورت ملک کی موجودہ نزاکت
اور اسکے مستقبل پر غور کرنے کی ہے اور ساتھ
ساتھ ملک میں اسلامی مذہبی تعلیم کے لئے مدرسہ
نظامیہ کے تحت ایک مفید نظام قائم کرنا مسلمانوں
کی تنظیم دیہات کے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش
کرنا اور اسلامی اوقات کے لئے ایک خاص نظم
قائم کرنا بھی۔ غرض یہ تمام چیزیں ایسی ہیں
جنکی پوری نگہداشت اور ذمہ داری طیلانیہ
نظامیہ اور دیگر علماء و مشائخین پر عاید ہوتی
ہے و فقہا اللہ وایامک ملایجب فیہر ضاہ۔
کاش یہ دونوں جماعتیں باہم متحد ہو کر تعمیر قوم

وہ مبارک مہینہ جس میں شب معراج
کی تذکار ہوتی ہے جس میں سلطان الہند
معین الدین حسینی اجمیر جی کی یادگار بنائی جاتی
ہے جس میں امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ
جیسے شیر دل شجاع کی ولادت باسعادت کی
ساگرہ ہوتی ہے۔ ایسے مبارک مہینہ میں نبی
الطہرت جلالت مآب شمس الملت والہدین کے
یوم پیدائش اور سلطنت آصفیہ کے یوم اعلان
خود مختاری کا بھی آنا ایک ایسا حسن اتفاق ہو
جو سرا سر خوش حال اور نیک آئند ہے۔

ملک کے چھوٹے بڑے، مرد و عورت،
ہندو مسلم گہر و سادہ خواص و عوام سب مل کر
اسی موقع پر آستانہ جلالت مآب میں نہایت
عقیدت مندانہ طریقہ سے یوم خود مختاری و
آصفیہ کی تہنیت باہجت و برکت پیش کرتے
ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ دن ہر سال روز
افزون مسرت کے اسباب کے ساتھ فالت خانہ

کے لئے آیا وہ ہو جائیں تو کیا ہی اچھا ہے۔ انے زندہ اور قیوم خدا۔ ہمارے گناہوں
سے درگزر فرما۔ ہمارے ضعف و ناتوانی پر رحم کر ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے ہماری قوم
کو روانہ کر اور ہمارے اچھے کاموں میں ہماری مدد فرما و آخر دعوانا ان الحمد لله رب
العالمین و صلی اللہ علی خیر خلق محمد و آلہ وصحبہ اجمعین برکتک یا ارحم الراحمین
خادم ملک ملت
شاہ ابوالخیر کنج نشین (نظامیہ، عفی عنہ)

جذبہ وطن پرستی کا پیغام

مجلہ نظامیہ کا خصوصی نمبر مجھے یقین ہے کامیاب ثابت ہوگا۔ آپ نے اُسے ایک بڑے
مبارک واقعہ سے منسوب کیا جو تاریخِ دکن میں ہمیشہ یادگار بنگا اور جہم سب انیائے وطن کے
جذبہ وطن پرستی کو زندہ اور تازہ رکھتا ہے۔
خدا کرے کہ اس کی یاد ہم سب کے لئے شمع ہدایت کا کام
دے اور ہم کو مالک کی خیر خواہانہ اور مسلسل خدمت گزاری اور ریاست کی بقا و ترقی کی
کوشش میں غمگین نہ کرے۔

عابینجاہ نواب، علی یاد جنگ
مقدمہ امور دستور

رعایا حیدر کی قومی عید

جلد نمبر

خدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب

جلد نمبر کے یادگار اعلان خود مختاری منبر کا دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ میں اپنی جتنی میں ہر ملت و قوم کی جدا جدا عیدوں کا نام دیکھتا ہوں لیکن حیدر آبادیوں نے کسی دن کو حیدر آباد کے تمام باشندوں کے لئے مشترکہ طور پر یوم عید نہیں منایا۔ میرے خیال میں ۲۹ رجب سے بہتر کوئی اور دن رعایا کے... حیدر آباد کی عید کے لئے نہیں ہو سکتا۔ جو حیدر آباد کی صحیح حیثیت اور اسکے صحیح مرتبہ کو ظاہر کر رہا ہے حیدر آبادیوں کو چاہئے کہ اس دن محاسن منعقد کر کے ایسی تقاریر اور مضامین کے ذریعہ جس میں حیدر آباد کی تاریخ اور حیثیت بیان کی گئی ہو اپنے فوجانوں کی ذہنی تربیت کریں۔ اور ایسا لکھ بھجور شائع کریں جو اس دن کی اہمیت کو دنیا پر واضح کرے۔ جس کا ایک نمونہ آپ کا یہ منبر بھی ہے۔

حیدر آباد کا خادم

بہادر یار جنگ

اعلیٰ حضرت ہند گان عالی مظلہ العالی

عالیٰ بیجانوب زاریا رجبک ہما صمد المہارم عدالت امور جہی کار عالی کا پیغام

— (ملک کے نام) —

مدرسہ نظامیہ حیدرآباد کے قیام اداروں میں سو ہے جہاں دینیات و علوم شریعیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسکا بیج نواب فضیلت جنگ مرحوم نے بوجہ درخت نکلا اسکو اعلیٰ حضرت ہند گان عالی کی قیاضی و کنوینڈی نے سیراب کیا آج اس کے ثمرے نہ صرف حیدرآباد و کن بلکہ تمام ہندوستان بہرہ ور ہو رہا ہے لیکن اس درخت کی ادھی بہت سمجھ نہ ممکن ہے۔ رسالہ نظامیہ جو جاری ہوا ہے اسکی مزید نمو و ترقی کا ایک ذریعہ ہے مجھکو بہت مسرت ہوگی اگر اس کے قنططین مدرسہ نظامیہ کے ہر شعبہ پر تنقیدی نظر ڈالا کریں اور نیک ممتی اور آزادی سے ایسے مشورے دیا کریں جس کی وجہ سے اسکی مزید نشوونما ممکن ہو ہمارے بادشاہ اعلیٰ حضرت ہند گان عالی کے کارناموں میں مدرسہ نظامیہ بھی اپنے اصلی اغراض کے نقطہ نظر سے ایک ایسا کارنامہ ہے جو کہ حیدرآباد کی تاریخ میں ہمیشہ درخشان و تابان رہے گا مجھکو امید ہے کہ بیا و گا خود مختاری جو نمبر شائع ہو گا وہ اس کے کارکنان میں ایک ایسی روح پیدا کرے گا جو مدرسہ نظامیہ کو اعلیٰ ترین پیمانہ پر بہتر بنادیکے فقط

۱۰ رجب مبارک ۱۳۵۶ھ

جریدہ غیر معمولی

دو صد سالہ جشن خود مختاری سلطنت آصفیہ

میں تقریر شاہی

(۴۰)

میں از سر نو استحکام پیدا کرنے کی قدرت رکھتی ہے تو جو نظام الملک اول کی قوت ہے ہندوستان اور دکن میں دور و راز کے صوبہ جات نے ان کے زور و شمشیر کو مان لیا تھا اور وہاں انکی شجاعت اور سخاوت کی شہرت پھیل گئی تھی جہاں کہیں وہ گئے وہاں نسا و بناوت کی کالی گھنائیں منتشر ہو گئیں اور سلطنت کا کوئی ایسا حصہ نہیں تھا جس نے انکی اطاعت اور فرمانبرداری میں سسر تلیم خم نہ کیا ہو مگر باوجود ان باتوں کے ان کا دل دکن بٹھا لیا تھا کیونکہ وہ اس ملک سے اپنے پیارے بچے کی طرح محبت کرتے تھے ان کی حکومت بہرہ و جوہ مطلق العنان اور خود مختار تھی تاہم انہوں نے کل ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکھ کر اس وقت تک تخت دہلی پر قطع تعلق نہیں کیا جب تک کہ شہنشاہ اکبر کے عہد

خضار و بار کو غالباً معلوم ہو گا کہ ہمارے آج یہاں جمع ہونے کی غرض یہ ہے کہ ہم ایک ایسے عظیم الشان اور دلچسپ تاریخی واقعہ کی دوسری صدی کی یادگار منائیں جو میرے خاندان نیز اس ملک کے متعلق ہے جس پر سلاطین آصفیہ نے دو سو سال تک حکمرانی کی ہے۔ نواب نظام الملک اول کو اللہ تعالیٰ نے عجیب اوصاف و ولعت کئے تھے اپنی ان میں ذاتی شجاعت اور اعلیٰ تدبیر کے جوہر موجود اس کے سوا انہوں نے فن سپہ سالاری میں درجہ کمال حاصل کیا تھا۔ انہیں اوصاف کی وجہ سے ان کی پُر عجب شخصیت اٹھارہویں صدی عیسوی میں نمایاں تھی اس زمانہ میں مغلیہ سلطنت دہلی مرآت کے ساتھ رو بہ زوال تھی لیکن یہ سمجھا جاتا تھا کہ اگر کوئی قوت اس کے زوال کو روکنے اور سلطنت

اور ان کے خاندان کی اہلی شان و شوکت کے از سر نو قائم ہونے کی موبہوم سی امید باقی تھی۔ اس مقصد کی تکمیل میں ایسے سنبھک ہوئے کہ انہوں نے بڑے اثیار نفس سے کام لیکر دکن کو ایک عرصے کے لئے خیر باد کہا اور دہلی کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں کے مہام سلطنت کو اپنے قوی ہاتھوں میں لیں توہ شرافت اور شجاعت کی روح رواں تھے لیکن وفاداری کے ساتھ ساتھ اس کے فرائض بھی ہوتے ہیں۔ ان کو جلد معلوم ہو گیا کہ سلطنت کا مرکز عمل کمزور ہو گیا ہے اور بابر و تیمور کی نسل کی حالت اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ان میں وفاداری کی قدر کرنے کا مادہ زائل ہو گیا ہے اور وہ اپنی وقعت کھو بیٹھے ہیں۔ شاہی دربار میں اپنی حالت کو مایوس کن پا کر انہوں نے پھر جنوب کا رخ کیا اور دکن کو جس سے انہیں پہلے ہی انس تھا واپس آئے ان کی خود مختاری میں کسی کو کلام نہیں تھا اگر جب تک استحکام سلطنت امید تھی وہ اپنے تعلق کو منقطع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس وقت جب وہ دکن کو واپس آئے تو ان کو خیال ہوا کہ خاندان مغلیہ معدوم ہو گیا ہے اور شاہی شجر جس کی ڈالیاں ہندوستان پر اب تک سایہ افکن تھیں وہ جڑ تک پژمردہ اور خشک ہو گیا ہے تاریخ

ہم کو بتلاتی ہے کہ ان کا یہ اندازہ کس قدر صحیح تھا۔ تخت دہلی پر یکے بعد دیگرے پادشاہ تخت نشین ہوتے گئے اور عیسرو فساد فریقوں کی باہمی سازشوں نے ان کو اپنی خواہش پر معزول بھی کر دیا ذاتی وقعت اور خوداری اس امر کو روا نہیں رکھ سکتی تھی کہ ایک ایسے تخت و تاج کے ساتھ تعلق قائم رکھے جو قدرت میں گر چکا تھا اور آصف جاہ اول کیسے مقتضائے شرافت ہی تھا کہ وہ اپنے خاندان اور ملک کے مفاد کی غرض سے جس پر بھگوانی کر رہے تھے خود مختاری کا اعلان کر دیں انہوں نے اس کام کو خلوص نیت کے ساتھ کیا۔ کوئی اتحاد ایک طرفہ ہو نہیں سکتا اور استحکام صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ باہمی فرائض اور ذمہ داریوں کا طریقین سے اعتراف کیا جائے تاریخی واقعات نے ان کو اس منصب پر پہنچایا تھا لیکن شہیت یزدی نے اس کی تکمیل کر دی۔ دکن کی خود مختاری کے اعلان کے ساتھ گورنمنٹ بھی مستحکم بن گئی جس میں دہلی کی سی سازشوں کا خائبہ نہیں تھا اور نظام الملک کی رعایا کے لئے دوائی طور پر فلاح و بہبود کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس وقت سے اب تک دوصدیان گزر چکیں اور دکن کی بادشاہت پر میرے خاندان کا اقتدار قائم ہونے ہوئے

مملکت سرکار عالی بیرونی و رازدستیوں سے محفوظ ہے اس کو زرین موقع حاصل ہے کہ رعایا کو خوش حال اور مطمئن بنائے۔

مجھے اپنی عزیز رعایا پر کامل اعتماد ہے اور یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ ان کی عقیدت فرمانبردار کے تحت اور اس کی ذات کے ساتھ پختہ اور غمیر متزلزل ہے لہذا اس موقع کی جتنی زیادہ قدر قیمت کی جائے کم ہے کیونکہ جب الوطنی حاکم اور محکوم کیلئے ایک عام ورثہ ہے۔ باہر کے اجنبی و بدخواہ خواہ کتنا ہی بیان کے نظم و نسق پر نکتہ چینی کریں مگر جب تک ہم اپنے مسلک پر ثابت قدم ہیں اور شاہدہ ترقی پر گام زن ہیں ان کی خردہ گیری ہم پر کچھ اثر نہیں کر سکتی بقول۔

قطع

سزاوار محبت بوالہو کس نیت
کہ ہم رنگ گل خار خوش نیت
بود پروانہ بہر عشق۔ ورنہ

بر آتش سوختن کار گس نیت
آخسر میں میری دعا ہے کہ خدا اس ریاست

اب تیسری صدی آغاز ہو رہی ہے۔ یہ بات سیر لئے کچھ کم باعث فخر و مباہات نہیں ہے کہ سلاطین آصف جاہی نے صرف اس خیال سے حکمرانی کی ہے کہ اس ملک کی رعایا کو خوشحالی اور قناعت حاصل ہو۔ آصف جاہ اول کے اعلان خود مختاری سے وفا داری کی زنجیروں اور کڑیوں کا اضافہ ہو گیا ہے جنہوں نے حاکم اور محکوم دونوں کو یکساں ٹھب الوطنی میں جکودیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میری عزیز رعایا کو اس اعلان کے متعلق ایسا ہی فخر و مانہ ہے جیسا کہ مجھے ہے اس عظیم الشان واقعے کی یاد ہم سب کو عزیز ہے کیونکہ وہ حب الوطنی کی علامت اور نشانی ہے۔

مالک محروسہ کی سرسبزی اور تہذیب کو درجہ کمال کو پہنچانے کیلئے ہم سب کا ایک ہی نصب العین ہے اگر ہم اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں تو ہم کو نظام الملک اول کا ممنون ہونا چاہئے جنہوں نے اپنی اعلیٰ فرست سے اپنے خاندان اور رعایا کو بیرونی مداخلتوں سے محفوظ و مامون کر کے خود مختار بنایا۔

اس عظیم الشان واقعے کی یاد اس قابل ہے کہ اس کو دہماتا زہر رکھیں اور قومی زندگی کے اظہار کے لئے مزید کوششیں عمل میں لائیں۔ چونکہ

کو دنیا کے شہ و نساوت سے محفوظ رکھے اور اسکو روز افزون ترقی و سرسبزی نصیب ہو۔
اور دوست شاد و سرخ رو رہے۔ بدخواہ ناشاد و سیاہ رو۔ آمین۔ بجا امانتیں نقد

شرح دستخط مبارک

اعلیٰ حضرت بندگانِ تعالیٰ تعالیٰ ظہم العالی
مورخہ یکم شعبان ۱۳۴۲ھ

دعا

الہی میر عثمان علی خان شاہ شاہان ہو | جلالت میں سکندر ہو حکومت میں سلیمان ہو
(آمین)

ترانہ قومی

خضر کی عسکر ہو بجگو عطا بخت سکندر ہو | شہ عثمان علی خان تو رئیس ہفت کشور ہو
فلک پر جب تلک ہو مہر و ماہ اور مہر و ماہ میں منو | تری رفعت تری شہوت تری شوکت فزون تر ہو
شجر میں شاخ ہو اور شاخ میں جب تک شجر ہو | زمانے میں ترانہ گل تمنا بار آور ہو

یار ہے سلامت ملک دکن کا ولی

ہیں جب تک تمام آیام اور لیالی | اسلامی جھنڈون پر ہے جب تک نشان ہلالی
ہے مہر و مہر میں جب تک شیر و جہالی | رسم اذان ہے جب تک اور نعمت ہلالی
یار ہے سلامت ملک دکن کا ولی

رحمت ہو اس کی ثابت انداز کسرا نی | ہر ہر قدم پہ اس کی حاصل ہو کامرانی
خدمت کریں ہم اس کی وہ اپنی با سبانی | خوش حال رہے کے لوٹیں ہم لطف نگانی
یار ہے سلامت ملک دکن کا ولی

ہو علم کی ضیاء پر نور چپہ چپہ | دولت سے امن کی ہو معمور کو چہ کو چہ
اطہار تہنیت میں ناطق ہویشہ پیتہ | ہندو ہو یا مسلمان کہ کدیہ بچہ بچہ
یار ہے سلامت ملک دکن کا ولی

آمین

آمین

سارے جہان سے اچھا دکن ہمارا

از جناب مولوی شیخ محبوب صاحب مفتون مدرس مدرسہ طائیفہ چنگل پورہ

ہندوستان میں اعلیٰ ملک دکن ہمارا
 بے خوف و بے خطر ہم آرام چین سے ہیں
 کیا نغمہ سنجیاں ہیں عسلم و کمال کی یاں
 ہے جوئے شیر جاری ہر کلیہ کے اندر
 ہم نو نہال اس کے اور و چین ہمارا
 ممتاز ہے جہان میں پیارا وطن ہمارا
 ہر کلیہ ہے بیشک اب تک چین ہمارا
 ہر ایک ہے محقق فسر ہا دفن ہمارا
 مشہور نش جہت میں ہوگا دکن ہمارا
 سب دل سے دور ہوگا ریخ و نحن ہمارا
 اک روز دور ہوگا قفل دہن ہمارا
 اسلام کا ہے حامی شاہ دکن ہمارا
 سرسبز خرمی سے یہ ہوچس ہمارا
 تاج ستر جہان ہو ملک دکن ہمارا
 ہندوستان میں اعلیٰ ملک دکن ہمارا
 بے خوف و بے خطر ہم آرام چین سے ہیں
 کیا نغمہ سنجیاں ہیں عسلم و کمال کی یاں
 ہے جوئے شیر جاری ہر کلیہ کے اندر
 جب عسلم عام ہوگا حاصل مرام ہوگا
 شکر خدا کہ بیدار اب ملک ہو چکا ہے
 سمجھے نہ ہم کو عالم خاموش اب رہیں گے
 اسلام کا پھر پرا اس ملک میں ہے اڑتا
 باد خزان سے محفوظ ہو ملک حیدر آباد
 مفتون کی یہ دُعا ہے رب قدیر تجھ سے

حیدرآباد کی خود مختاری

اس کا ماضی و حال

ارجناب مولوی ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کچھار قانون جامعہ عثمانیہ

کسی نہ کسی مغربی قوت کے دست نگر ہو چکے تھے۔ جنگ عظیم کے دوران میں حیدرآباد میں کرنسی نوٹ (کاغذی سکے) جاری ہو کر مالی استحکام کا باعث بنا اور جامعہ عثمانیہ قائم ہو کر دماغی آزادی حاصل اور ذہنی غلام سے نجات حاصل ہوئی۔ اس پاس کے علاقوں میں بھی کاپلٹ نظر آنے لگی۔ امان اللہ خان نے افغانستان کو اور رضا خان نے ایران کو اور کمال پاشا آذربائیجان کو ترک کرنے کی کوشش کی۔ صرف صہنمد بلکہ طاقتور ملکوں کی صف میں پہنچا کر دم لیا۔ ترکی کے ٹکڑے تو ہوئے مگر انہیں نکلنے دئے ہضم نہ کر کے اگلنے پر مجبور ہوتے گئے۔

چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ ۱۳۴۲ھ میں جلالت آباد شاہ دکن نے حیدرآباد کی دودھ سالہ سالگرہ اعلان خود مختاری منائی اور اس

جب کسی قوم کی بھلائی کے دن آتے ہیں تو جہان ایک طرف رمایا میں دل و دماغ کی صلاحیتیں ترقی کر جاتی ہیں تو وہیں قدرت بھی عین ایک جہا حکمران نصیب کرتی ہے۔ اور سامان تو خدا کر تا ہو لیکن کام انسان سے لئے جاتے ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی شرق کیلئے خاص مبارک نابت ہوئی اسکا آغاز دوسرے رجا پاں کی جہد فری لٹی ہوئی۔ اس کو پانچ چھ ہی سال گزرے تھے کہ جلالت آباد نواب میر عثمان علی خان صدیقی فتح اللہ ملکہ و سلطنت کا دور حیدرآباد میں شروع ہوتا ہے اس زمانہ میں ترکی کامر و بیمار بوسفورس کے کنارے نزع کے عالم میں تھا۔ ایران افغانستان بھی دہلی اور پشاور کا وظیفہ خوار ہو چکا تھا۔ بین کسی شمار و قطار ہی میں نہ تھا۔ باقی تمام اسلامی آبادی دسے ملک

قومی میدان کا احیا کر کے حکم دیا کہ ”اس خطیہ الشہنشاہ واقعہ کی یاد و رس قابل ہے کہ سکودا اٹا مانا نہ رکھیں اور قومی زندگی کے اظہار کے لئے غریب کو شیشیں صل میں لائیں“

چودہ برس ہو گئے۔ ایک مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے یہ چودہ لمحے جتنے کم ہیں ظاہر میں اس چودہ سال میں ہماری قوم کے شرے ہوئے جسم میں آب و ہوا کی ناموافق اور ماحول کی خراب حالت کے باوجود جتنے بھی آثار زندگی پیدا ہوئے ہیں وہ حوصلہ افزا ہیں اور ان کے لئے ہم خدا سے مسبب الاسباب کے بعد، ظل اللہ ہی کے ممنون ہیں۔

رسول اللہ صلعم کی جب وفات ہوئی تھی تو عرب کے گوشے گوشے میں بغاوت اور انداد پھیل گئے تھے۔ تیس سال فوق البشر جد و جہد کے بعد مردہ اور مرکز گریز عرب میں جو یکجہتی اور زندگی آئی تھی وہ پھر سے بربادی سے دوچار ہونے لگی تھی۔ ایسے وقت سیدنا ابو بکر الصدیقؓ میدان میں آئے ہیں اور اپنے اہم اور بروقت فیصلوں سے وہ رہنمائی فرماتے ہیں کہ اسلام کی بگڑی بن جاتی ہے اور وہ بجا طور سے خیر البشر بعد الانبیاء کے لقب کے مستحق ٹھہرتے ہیں کہ سیاسی طور سے اسلام کی

آج تک اتنی بڑی خدمت کسی امتی نے نہیں کی۔ ہمارے وطن حیدرآباد کی مایوس کن اور حوصلہ فرسا حالت میں بھی سوائے کسی نسل صدیقی کے کسی اور سے کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اور ہوا بھی یہی کہ ۱۳۲۲ء میں محمد الدین خان صدیقی نے مغلیہ ہندوستان کے چلتے گھر سے بانے ہی نہیں کمر سے بچا لئے بن اور ۱۳۲۳ء میں انھیں کے سبوت آغا ولی نعمت عثمان علی خان صدیقی نے سوتے ملک کو ٹھوکر دی اور بھلائے ہوئے مقصد کو یاد لا کر منزل مقصد کی طرف روانہ کر دیا۔ خدان سے دین کے بڑے بڑے کام لے کر آصف جاہ اول یہ نہ کرتے تو آج دکن میں مغلیہ سلطنت باقی نہیں رہتی بلکہ وہ باری باری مرچوں، روپوں، اور مغربی یورپ کے مینوں کے ہاتھ کا اسی طرح کھلونا بنتا جس طرح پائے تخت دلی بنایا طین آصف جاہی بے شہبہ دلی کی حکومت سے آزاد ہو گئے لیکن جب تک دلی میں کوئی مغل بادشاہ رہا، وہ فوق العادت نمک حلائی سے انکے جان و مال سے وفادار رہے۔ نہ علی وردی خان کا خاندان بنگال میں رہا نہ غازی الدین حیدر کے جانشین لکھنؤ کے مالک ہیں آصف جاہ اول اور، سکندر جاہ کی بے فسانہ نمک حلائی نہ صرف دین میں بلکہ دنیا میں بھی ان کی سرخروئی کا باعث بنی اور

اور صرف اس لئے کہ ابھی ہمارے پاس دس بارہ ہزار کی فوج ہے، ملک کے اکثر ایشیے افسروں میں جبہ ایک کالے بھی ہیں اور بوقت ضرورت ہمارا خزانہ عامرہ کچھ روپیہ بھی دے سکتا ہے۔

نفسۃ بسطة فی العلم والجسم ہوا تو ہیں

سنایا جانے لگا ہے کہ تم ماتحت ہو، غلام ہو اور دست نگر ہو۔ اگر بھرے ہم زادۃ بسطۃ فی العلم والجسم کا مظاہرہ کریں گے تو رفتہ رفتہ ناگزیر طور سے مطالبہ کا لہجہ بدلنے لگیگا اور تقاریر کی جگہ خوشامد شروع ہو جائیگی۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغۡیۡرُ مَا یَقۡوۡمُ حَتّٰی یُغۡیۡرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہُمۡ وَاُوۡرۡنِہُمۡ لَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنی حیثیت سے واقف ہو کر اس کے بقا کی فکر کریں۔ کیونکہ وہ بھی اب خطرے میں ہے اور حریف اسکو بھی انہ سے انکار کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کی ترقی کا زمانہ آئیگا۔ کسی کی اچھی کوشش سے نہ صرف وہ بلکہ اس کے جانشین بھی ستیفد ہوتے ہیں اور کسی کی بدروش سے اس کے علاوہ اس کے بعد والے بھی جھٹکان بھگتے ہیں۔ واللہ عاقبۃ الامور۔

(۱) پیرامونٹ سی

ان کی اولاد کیلئے بھی نسل اللہی اور جبر شہابی کے مہیا کرنے کا باعث بنی۔ غرض ہکو دلی کی حکومت اور دلی کے بادشاہ میں فرق کرنا چاہئے جو اب ایک ہی شخص کو حاصل نہ تھے۔ آصف جاہی خاندان دلی کے بادشاہ کے وفادار اور مددگار رہے اور دلی کے غاصب افسران حکومت کی دستبرد سے دکن کو بچا کر مغلیہ سلطنت کی خدمت کرتے رہے ہیں۔

یہ تو تاریخی پس منظر رہا ہے۔ اس زمانے میں ہمیں علم بھی تھا اور جسم بھی تھا اور وہ جو آج بند ہیں کوس لمن الملکی بجا رہے اور دعوائے انا خیر منہ کر رہے ہیں، اس وقت ہماری مدد کے طالب ولتمتی تھے۔ اور آج بھی کوئی شخص نہیں اپنا حلیف صادق، کہنے پر آمادہ ہے تو اس لئے نہیں کہ ہمارے مردوں میں زمانہ بین اور عورتوں میں مردانہ بین بڑھ رہا ہے؛ اس لئے نہیں کہ ہمارے ہاں سینما گاؤں گاؤں میں پھیل گئے ہیں؛ اس لئے نہیں کہ شراب خمار ہی سے سالانہ ویڑھ کروڑ کائیکس حکومت کو وصول ہوتا ہے جو دنیا میں سب سے کم نرخ اور کم غرض سے وصول کیا جاتا ہے؛ اس لئے نہیں کہ ہم میں ہر حصہ عالم کی برائیاں تہذیب کے نام سے روز افزوں اختیار کی جا رہی ہیں اور ہم کو دن بدن حکمرانی کے نااہل بنا رہی ہیں۔ بلکہ اس لئے

مطالع نظر اور اس کے حصول کے ذرائع

بیدار شو اے دیدہ کہ ایمن نتوان بومد
از نیل و مادوم کہ ورین منزله خوابست

مقتبس

ہمت سے امریکا، کمال یا شا کی سرگرمی سے ترکیہ
اکبر خان اور امان اللہ خان کی بلند ہمتی سے افغانستان
امر سنگھ کی دلیری سے خیال، میکا ڈوئے اعظم کی جدوجہد
سے جاپان آزاد اور خود مختار قوموں کی صف میں کھڑے
ہو گئے ہیں۔ خدا انہیں کی مدد کرتا ہے جو اپنی آپ
مدد کرتے ہیں۔ "ولینصرک اللہ منینصرک"
(God helps Those who help
themselves)

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود
منکله نیت کہ آسان نہ شود
جو قوم اپنی خطا طت، بقا اور ترقی کا دار و مدار
اور انحصار اجنبیوں اور غیروں پر رکھے اور انکو اپنے
منہاد کا فیصل اور فاسن تصور کرے، اور خود وجود اور ترقی
کی زندگی بسر کرے تو ایسی قوم بہت جلد زوال پذیر اور
متنازع تھا میں پیا ہو جاتی ہے اپنے ملک ملت کی ترقی

زندہ اور مہذب اقوام کا مطمح نظر میدان ترقی
میں آگے بڑھنا ہے۔ انسانی تخیل کو کشش، قوت ارادہ
اور قوت عمل کو قوم کے سنوار اور بگاڑ میں بڑا دخل ہے
اِنَّ اللہَ کَالِیَعْبُرِ مَا یَقُوْمُ حَتّٰی یُعْبُوْدَ اَصْحٰا
بِاَنْفُسِهِمْ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں لی
ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
غیر مغلوب ہمت، بلند حوصلگی، اولوالعزمی، مجد جہد
ہی انسان کو دولت اور بستی تکبت کے گڑھے سے نکال
کر اس کے سر پہ کامیابی کا تاج رکھتی ہے اور اس کی
معارض ترقی تک رہبری کرتی ہے۔
بہر کاری کہ ہمت بستہ گردو
اگر خاری بود گلد ستہ گردو

مبصرین بر ظاہر ہے کہ گاریبالدی اور باتسینی
Mazzeni کی کوشش سے اطالیہ واطالین کی

اور حفاظت و صیانت کے لئے افراد قوم کو خود کوشش کرنی چاہئے۔

۶ کسب کن پس تیکہ بر جب سار کن
لیس للانسان الا ما سعی - نہیں ہے
انسان کیلئے مگر وہ جو کوشش کرے۔
۶ بر تو گل زانوئے اشتربہ مبہد
پر ہمارا عمل ہونا چاہئے۔

اس نظریے کو قرآن مجید میں نہایت صفاً اور بسط سے بیان کر دیا گیا ہے کہ اے مومنو اگر تم خدا کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جمائے گا۔
انتم تضرعوا للہ فیضکم و قنیت اقدامکم دینی

کیا اسلام مانع ترقی ہی، وطنیت اور قومیت کو نہایت اہمیت دیتا ہے۔ انکی بقا، اور شیرازہ جمیت ہے بھی اس سے وابستہ۔ مگر اس کے برخلاف مسلمانوں کی روح زندگی، انکی بقا، ان کا قومی استحکام ان کی ملی جمیت اور ترقی غرض انکا سب کچھ انکے مذہب پر منحصر ہے۔ مذہب برتان اسلام کی اس ہزار سالہ دینی روح کو مٹائے اور انکو ذلت بہت نہانے کیلئے عرصہ دراز سے مغرب دیکھ کر بیان کر رہا ہے اور اس کے اس و بچائے

دہر و یا گنڈے، سے اسلامی نئی نسل ایک حد تک متاثر ہو کر مذہب ہی سے متنفر اور کارہ ہو رہی ہے اور اسکو مانع ترقی تصور کرنے لگی ہے۔ حالانکہ دنیا میں سلام ہی ایک مذہب حق ہے جو ترقی کا مراد ہے۔ دوسرے مذاہب اور ادیان کی مذہبی تعلیم کا عنصر غالب رہبانیت و ترک دنیا پر مبنی ہے۔ ایسے مذہب کے ترک سے ہی انکی دنیاوی ترقی ہو سکتی ہے اور دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مگر اسلام ہرگز دنیاوی ترقی کا مانع نہیں بلکہ وہ تو دین و دنیا دونوں کی ترقی کا علمبردار حانی اور سرپرست ہے۔ مسلمانوں کی خاندان اور تاجان و درخشان تاریخ اور سورہ "فتح" اور "نصر" اور فی الدینا حسنة و فی الاخرۃ حسنة۔ اس دعوے کے بین ثبوت ہیں۔ اسلام نام ہے اس دستور العمل آسمانی ہدایت ملی آثوت اور اسوۃ حسنہ کا جس کی صحیح پابندی سے انسان اس عالم فانی میں اپنی مہتی کو اپنے اور اپنی ملت کیلئے مفید اور کارآمد بنا سکتا ہے اور اعلیٰ مرتبے پر پہنچ سکتا ہے اور عالم آخرت کی لازوال ربانی نجات اور ابدی مسرت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ (الذین آمنوا و کانوا یتقون لھم اللھ فی الجنۃ الدینا و فی الاخرۃ یعنی اللہ کے دوستانہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہوئے)

ان کو دنیاوی زندگی میں بھی فتح و نصرت، کی
بشارت ہے اور آخرت میں بھی (پک من)،

رومن امپائر کو مسلمانوں نے سات برس
میں شہنشاہیت عجم کو دو ماہ میں اسپین کو دو سال میں
فتح کر لیا تمدن عرب لیبان صفحہ ۱۳۔ مسلمانوں
کی ترقی صفحہ ۱۲۔ اسکا راز بس یہی تھا کہ وہ انتم الاعوان
ان گنت مومنین، تم اسی وقت سر بلند رہو گے
جب تم یکے مومن ہو۔

مسلمانوں میں جب تک مذہبی جوش و دینی حرا
و لولہ غر از بندہ ملک گیری، تھے، کوئی قوت ان کے
عزم راسخ کو روک نہ سکی۔ ڈاکٹر لیبان لکھا ہے
کہ ”عربوں نے دنیا کو فتح کرنا اسی دن سے شروع
کیا جس دن سے انھوں نے دین محمدی کی برکت
سے اپنے کو ایک قانون مقررہ (شریعت) کا باند
کر لیا یہی پابندی تھی جس نے عرب کے متفرق قبائل
کو یکجا کیا (تمدن عرب صفحہ ۵۴، ۵۵)

مایوسی کفر ہے بہت جلد ہی نگوں ساری اور مردہ ملی
ان کی علامت ہے، اسلام مایوسی
کو کفر بنا تا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”نہیں مایوس
ہوتی ہے خدا کی رحمت سے اگر کافروں کی قوم“ حدیث
شریف میں ہے ”الیاس من الکفر“ مایوسی
کفر ہے۔

اولو العزم اور بلند ہمت شخص اپنے پاس مایوسی کو
بھٹکنے نہیں دیتا۔ فاتح روم و عجم حضرت فائق اعظم
کا قول ہے کہ ”بہت ہمت نہ ہونے کی کوشش کر۔ اس
ترقی کو بہت جلدی سے بڑھ کر کوئی چیز صدہ نہیں بچاتی
در اجتماع ان لا تلکون دینی الہمة فانی مثلاً
شینا اسقط لقدم الانسان من تدانی ہمة
مطالعہ نظر بہت بلند وار کہ مردان روزگار
از بہت بلند بجائی رسیدہ اند

زندہ اور متمدن اقوام اپنے ملی جھنڈے کے بلند کرنے
اور اپنے وطن کی خود مختاری اور استقلال و استحکام
کو اپنا مطمحہ نظر بناتے ہیں۔ حالیہ جنگ عظیم کا مقصد
اعظم وزراء انگلستان و فرانس و امریکہ کی بیانیے
مطابق ”ممزور قوموں کی حمایت اور ان کے مالک
کی حفاظت“ تھا اور بس۔

اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جس طرح
افراد کی غلامی قابل نفرت اور ذلیل چیز ہے، اسکو
مثانے میں علبردار حریت انگلستان سب سے پیش پیش
اپنے کو ظاہر کر رہا ہے، اسی طرح قوموں کی غلامی
اور محکومیت بھی قابل لعنت اور لایق تحارت چیز ہے۔
کامل خود مختاری ہر حکومت کا فطری حق ہے۔

یہ نفس عزیز، قیمتی تحفہ و کامل خود مختاری، دیا نہیں
جانا بلکہ قوم کی مسلسل جدوجہد اور انتھک کوشش سے

لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ زندگی کی اعلیٰ ترین چیزیں ملتی نہیں، حاصل کی جاتی ہیں۔ غلامی کی منت محکومی کے طوق، استبداد کی زنجیر کو افراد قوم کی علیت، ان کے اہل جذبات اور حقیقی احساسات توڑ دیتے ہیں۔

نظر کھنی، دل سرشار پیدا کر
جو پیدا کر سکے یہ حال صہبار پیدا کر

آئرلینڈ، مصر، عراق، شام، چین، اسی مقدس مہم کے سر کرنے کیلئے میدانِ عملیت میں گامزن اور محکوم و غلام اور بے حس اقوام کے سامنے ایک خواہ راہ عمل اور ایک طریق کار پیش کر رہے ہیں۔ آج محکوم اور غلام ہندوستان کے پیش نظر مکمل خود مختاری کا لائحہ عمل ہے، بہ صوبے اور ہر ضلع میں اس مقصد کے حامل کرنے کیلئے ہندو سبھا، نوجوان سبھا، سنگٹن سبھا، بھارت سبھا، سراج اور کانگریس سبھا کی انجمنیں اور ذیلی انجمنیں برسرِ عمل اور روئل ہیں۔ سب کا مطلع نظر ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری ہے.....

فوجِ حصول | سہ کاروان رفت و تودہ کی نگاہِ خواب
وہ کہیں بجز غفلت بائگ جرسی

وقت اعلیٰ اور مرکز اعلیٰ سے مربوط ہو کر ملی تعمیر
متحدہ قومیت کی آبیاری اور جاعتی قوت کا پیدا کرنا

ہمارے مطلع کے حصول کے ذرائع ہیں۔

قرآن شریف میں اس کے متعلق جاہِ حکم دے گئے ہیں
(۱) مشورہ (در شاوہم فی الکامر، شورت

ہتم بانسان چیز ہے، اسکو نہایت اہمیت دی گئی ہے۔
(۲) محذرت (ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان)
بغیر انصاف اور عدل گسری کوئی قوم حقیقی ترقی نہیں کر سکتی۔

(۳) اتفاق (واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً والاکھض)
ملی تعمیر ترقی کے لئے اتحاد و اتفاق لازم و ملزوم چیز
ہیں قوم کی زندگی کیلئے مذہبیت، قومی اتحاد، اور قومیت کا احساس بہت ضروری ہیں۔ قومیت اور مذہبیت کا جذبہ جب تک برقرار رہے اس وقت تک قوم میں زندگی کی روح تازہ رہتی ہے۔ جب یہ جذبہ بکھڑو ہو جاتا ہے تو قوم میں بکھڑی آ جاتی ہے۔ اور اس جذبے کے مٹ جائیسے قوم مردہ ہو جاتی ہے۔ جب ملک متحد اور محبت و اخوت اور ہمدردی کے زبردست رشتوں سے مربوط ہو جائیگا تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اسکو ترقی، حقیقی مرفہ الحالی اور مکمل خود مختاری سے سربلند و شاد کام دیکھیں۔ اہل ملک کے دماغ میں ذریعہ تحریر و تقریر، ملکی خود مختاری کی انگشتِ محکم اور مستقل طور پر جاگزیں کر دینی چاہئے۔

(۴) قوت (واعبدوا اللہم الاہد) سلامت و

ہے کہ قومی قوت اور ملی طاقت ترقی کا رستہ نہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”المومن القوی حبشاً
و ائصباً لی اللہ من المومن الضعیف“ یعنی قوی
مومن بہتر ہوتا ہے اور خدا کو ضعیف مومن سے زیادہ
بند ہوتا ہے۔ افراد کی مضبوطی سے قوم کی مضبوطی
ہوتی ہے۔ قوم کی عظمت اور ملک کی شوکت افراد
ہی کی حالت سے وابستہ ہے۔

حکومتوں کے معاہدے اور عہدوں و موافقت کی
پابندی اور ایفائے وعدہ سب کچھ اسی پر منحصر
طاقت کے سامنے مخالفات و موافقت سب سر جھکا کر
ہیں۔ قومیں قوت کے سہارے اٹھتی ہیں، قوت ہی
سے بڑھتی ہیں اور قوت ہی سے زندہ رہتی ہیں۔
ہمارے سامنے ترکی، جاپان، اور افغانستا
کی مثالیں موجود ہیں کو خشن، جدوجہد، قربانی اور
ایثار کے بغیر کوئی قوم با عظمت نہیں بن سکتی۔ حکماء
عرب کا قول ہے کہ ”العقل السليم فی الجسم السليم“
عقل سلیم تندرست جسم ہی میں ہوتی ہے۔
(S. Smith) سڈنی اسمتھ لکھتا ہے کہ ”زندگی
کے تمام بھاری انعامات اور کامیابیاں ہمیشہ تندرست
نمونہ اور قوی اشخاص ہی حاصل کرتے ہیں۔“

مارٹن لکھتا ہے کہ ”اعلیٰ درجہ کی پائیدار
خصلت اور کردار کے ساتھ جسمانی مضبوطی کا ہونا بھی

لازمی ہے۔ وہ لوگ جو اپنی خصلت کی پائیداری اور
مضبوطی کے لئے مشہور تھے، عموماً طاقتور اور صحت
کے اچھے تھے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جسم اور قوی انسان
کا رعب و ابے زیادہ ہے۔“

ہر برٹ اسپنر لکھتا ہے کہ کسی قوم کی اعلیٰ ترقی
حاصل کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس قوم کے اشخاص
اعلیٰ درجے کے حیوان بھی ہوں، ”کتاب بکونیل از اسپنر
مارٹن لکھتا ہے کہ“ اقبال مند بننے کے لئے
تمہیں باغی قوت کو ترقی دینی لازم ہے اور دماغی
نشوونما میں سوائے تندرستی جسم کے اور کسی چیز سے زیادہ
مدد نہیں مل سکتی آج کل کے تنازع بقائی —

(struggle for existence)

میں وہی لوگ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں جو اپنے
جسموں کو اچھی حالت میں رکھتے ہیں۔“

جنرل فون میرن ہارڈی اپنی فطرت کتاب
”جرمنی اور آئندہ جنگ“ میں قومی تعمیر کے متعلق لکھتا
ہے کہ ”حال میں ان نوجوانوں کیلئے جبکی عمر اسکول
میں پڑھنے کی نہیں ہے، مفید صحت و ورزشوں کا
انتظام کیا گیا ہے۔ وہ اپنا خالی وقت اس میں گزارتے
ہیں مدرٹوں اور کلبوں کی ورزشی تعلیم سے جسمانی ترقی
مفید اثر ہوتا ہے۔ غلط یہ کہ ان وجوہ سے عام ورزش
اور فن سپاہ گری کا بورا انتظام کیا گیا ہے۔“

میں چاہتا ہوں کہ اب آپ انکی جسمانی تعلیم کی فکر متوجہ ہوں۔ انکو ایک اسپورٹس میں، اور ایک بچا اسکاوٹ کا بیرو بنائیں۔ اگر آپ جسمانی تعلیم کو دماغی تعلیم کے ساتھ ملا دیں تو آپ ایک مکمل آدمی بنا سکیں گے۔
خاتمہ۔ یورپ کی ذرائع ترقی پانچ امور پر مبنی ہیں (۱) تربیت (۲) تیج (۳) تجارت و حرفت۔
(۴) تبلیغ (۵) تنظیم ہم مختص بالمدکان اور مختص بالزنان، امور کو ملحوظ رکھ کر ترمیم کے ساتھ ان اصول پیچکا نہ کر استفادہ کر سکتے ہیں۔

یہاں چند خاص امور لکھے جاتے ہیں جو قومی ترقی اور اصلاح کیلئے بہت ضروری ہیں۔
(۱) دل کے قوی، ہمت کے بلند، ارادے کے پختہ، محنتی، منضبط اور راست باز ہوں
(۲) شجاعت، بہادری اور عزم و ہمت کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کریں۔
(۳) راحت طلبی، عیش پسندی و رکابی سے دور۔
سادہ لباسی، سادہ خوراک، اور کفایت شعاری کے عادی بنیں۔

(۴) ضروریات زندگی کو محدود کریں۔
(۵) اپنے ملک و ملت اور بادشاہ کیلئے جان و مال قربان کر دینے کیلئے ہمیشہ تیار رہیں۔
(۶) خداوند تعالیٰ کے سوا کبھی کسی سے نہ ڈریں۔

ڈاکٹر لیڈیان کہتا ہے کہ ہمارے وقت میں تلوار کا زمانہ شروع ہو گیا ہے اور جو کوئی کمزور ہے اس کا منت و نابود ہونا لازمی ہے، (تمہلین عرب صفحہ ۵۳۸)۔
مذکورہ بالا چند نشریات نے طاس ہو گیا ہو گا کہ آج کل زمانہ اقوام فزیکل سائنس اور فزیکل سائنس کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

ورزش سے خون بڑھتا ہے، جسم نحیف میں ہوتی نہیں خرابی ہے، خون لطیف میں تعلیم علم ہوتی ہے جس طرح صبح و شام تعلیم جسم کا بھی مناسب ہے انتظام ورزش سے دل کو انس و تمنا اگر ہے پر جسم بھی نہ صورت لینزم کہہ رہے۔
دل شیر آدمی کا ہو جسم پہ ڈر رہے۔
دنگل خوشی کا پیش نظر ہے۔ رہ رہ رہے۔
چٹکے نہ پاس صنعت، مرنے کی کچھ چلے۔
چوٹیں بچیں الم کے پیشہ اسن تلے،

(مخزن حکمت صفحہ ۱۱)

ہنرمند یورپ بوریس نے ۱۹۲۹ء کی ایکشنل کانفرنس میں کہا۔ وہ آپ لوگ اب تک طالب علم کے دماغ کے ساتھ مصروف رہے۔

- (۷) ایثار کریں اور خود بخوارداشت کر کے اوروں کو راحت پہنچائیں۔
 (۸) اپنا نصب العین معین کر کے ہمیشہ تن میں دھن سے اسکے حصول کی کوشش میں منہمک رہیں۔ فقط۔
 از مولوی محمد غوث صاحب

دُعَا

از علامہ حکیم محمد وحید الدین صاحب عالی مرحوم

روشن بود اخترش بنور جاوید	عثمان علی شاہ دکن چون خورشید
صبحی کہ دید باد بعشرت چون غید	مہر شب کہ در آید شب قدرش باشد
در ملک علوم زیدت سلطانی	ایکے شہ کہ سہی حضرت عثمانی
در عہد ابد شوی خضر اثنانی	باشی بجمال مہر و مہراثالہ
ز اسکنہ و جم قدر تو فائق باشد	اے شاہ فلک ترا موافق باشد
در گاہ تو کعبہ خلایق باشد	خرگاہ تو تاحشر بود محفل عید

دولت آصفیہ و انگریزی قوم کے تعلق ایک نظر

شاہ ابوالخیر کنج نشین

مختلف مقامات کے صوبہ دار رہے اور کچھ عرصے تک سلطان جہاں دار شاہ کے وزیر بھی رہے ۱۷۱۲ء میں فرخ سیر نے دکن کی صوبہ داری پر انتخاب فرمایا اور نظام الملک فتح جنگ کا خطاب دیا۔

چونکہ اس عہد میں لطفت مغلیہ کی حالت نہایت اتر چڑھی تھی اور ملک میں شہنشاہ کی کوئی وقعت و عظمت تھی اور شہنشاہ کی حکومت برائے نام تھی امرا اور اہل ان سلطنت اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے ہر وقت ملک کے امن و امان چیل پیدا کرتے رہتے تھے جو طرف الملک کی پھیلی ہوئی تھی ملک کے مختلف صوبہ دار خود مختار ہو گئے تھے ایسے اذک موقع پر حضرت آصف شاہ اول نے نہایت دوراندیشی سے کالیا اور تخت دہلی کو سنبھالنے کی کوشش فرمائی تو دوسری طرف دکن میں امن و امان قائم رکھنے کی بھی سعی کی اور ہر قسم شہنشاہ دہلی کے فرمانبردار رہے مگر مدد سے کبھی بھی منہ نہیں موڑا لیکن وہ

شہر بخارا میں خواجہ خلیفہ خان خواجہ عابد منصب آفرین شیخ الاسلام کے عہدہ پر مامور تھے شاہ جہاں کے عہد میں ہندوستان آئے اور جلیل القدر مراتب و سرفراز ہوئے چند روز کے بعد ان کے صاحبزادے میر شہاب الدین خان بھی ہندوستان آئے اور سلطان مالگیر کے عہد میں کاروائی نمایاں انجام دیئے جس کے صلے میں فیروز جنگ کا خطاب سرفراز ہوا۔

۱۷۱۶ء میں مالگیر نے دکن پر چڑھائی کی اور قلعہ گولکنڈ کا محاصرہ کیا اور اسکی خدمت نواب فیروز جنگ کے تفویض تھی انہوں نے اس لڑائی میں وفات پائی جس کے سبب مالگیر کو بیدرج ہوا۔

نواب فرید الدین خاں صدیقی مالگیر نے ان کے فرزند اور تخت دہلی نواب میر قمر الدین خاں کو مناصب اور جین قلعہ خان کے خطاب سے معزز کیا۔ یہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد

اس تاریخ سے حضرت آصف جاہ اول شہنشاہ خونیٹا بادشاہ کی حیثیت سے دکن میں حکمرانی قائم کی نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ جیسے خطاب موردی قرار دیے گئے۔ اس طور پر دکن میں دولت آصفیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اور تاریخ میں حضرت آصف جاہ اول اس دولت کے قیام کے بانی کہلائے۔

حضرت آصف جاہ اول خود مختار حکمران تو ہو چکے تھے، لیکن کبھی بھی شہنشاہ دہلی سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کئے۔ ہر وقت تخت دہلی کی مدد کرتے۔ تحفہ تحایف پیش... کرتے رہتے تھے۔ نادر شاہی قتل آپ ہی کی محمود کو ششوں سے موقوف ہوا۔ اور دوبارہ تخت دہلی پر منسلک سلاطین کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے بعد دہلی سے اپنے پایہ تخت آئے۔ اور ملکی انتظامات میں مصروف رہے۔ آپ ہی کے عہد میں گڑناٹک اور کاکٹ۔ تڑچائی جیسے جدید علاقے سلطنت آصفیہ میں شامل ہو گئے۔

حضرت آصف جاہ اول بڑے تجربہ کار اور ایک برگزیدہ شخص نہ تھے... بلکہ... بہادر اور سخی بھی تھے حاجتمندوں اور غریبوں کو اس قدر دیتے کہ وہ پھر سے یہی سوال نہ کرتے تھے۔

وہ امر اور خود مختار صوبہ دار جو حضرت آصف جاہ کی اس غیر معمولی شخصیت سے جیسا متاثر تھے وہ ہر وقت حضرت آصف جاہ کو مغلوب کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ تاکہ ان کی خود مختاریت اور مطلق العنانی میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہے اس خیال میں فندیس کے صوبہ دار مبارز خان کو حضرت آصف جاہ کی خود مختار کا دور۔ | ارمنیہ کے لئے ابھارا۔ شکر کھڑا

علاقہ برار کے مقام پر سلطان میرن ایک خونریز جنگ ہوئی۔ آخر حضرت مغفرت تاب نواب نظام الملک آصفیہ اول کو تاریخ ۲۹ رجب ۱۱۸۷ء کو کال فتح ہوئی۔

اس خونریز اور مہم کتہ الار جنگ کے بعد دکن کی تاریخ میں ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوا اور..... دکن کا تعلق شہنشاہ دہلی سے نہیں رہتا اور نہ دکن حکومت دہلی کو کسی قسم کا کوئی خراج ادا کرتا۔ بلکہ دکن کا تعلق حکومت دہلی سے مساویانہ اور جعنانہ رہتا ہے۔ جب محمد شاہ شہنشاہ دہلی کو آصف جاہ کے دکن پر تسلط پانے کی خبر پہنچتی ہے تو نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ دکن میں ان کی بادشاہت کو تسلیم کرنے ہوئے نظام الملک کو آصف جاہ کے خطاب سے مفتخر کرتا ہے۔

آپ کے دربار میں ہر قسم کے اشخاص شریک
ہو کر رہے تھے ملک میں ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل
تھی جس طرح ایک مسلمان کو اپنے تقاریب منانے
کا حق حاصل تھا اسی طرح دیگر مذاہب کے
اشخاص کو بھی اپنے تقاریب منانے کا حق حاصل تھا
یہی وجہ تھی کہ دکن کی رعایا آپ سے بید محبت رکھتی
تھی آپ رعایائے دکن کے مقبول اور ہر دل عزیز
فرمانروا تھے۔
انگریزی تعلقات کی ابتدا اسی کے عہد میں سلطنت

آصفیہ سے انگریزی قوم کے تعلقات کی ابتدا ہو
چکی تھی یہ تعلقات دو دوستوں کے مانند نہیں تھے
بلکہ ایک فریادی اور فریاد رس کے سے تھے تجارت
کی غرض سے ان قوم ہندوستان کے مختلف مقامات
پر اپنی کوٹھیاں قائم کر رہی تھیں اس زمانہ میں
انگریزوں کے ساتھ فرانسیسی قوم بھی انکے دوست بنی
تجارت کیا کرتی تھی ان دونوں قوموں میں اتفاق
نہیں تھا اور نہ ان دونوں کے تعلقات اچھے تھے
۱۷۵۷ء میں فرانسیسیوں نے انگریزوں سے مدد
چھین لیا کرناٹک کے آصفیہ ای گورنر نور الدین خان
..... انگریزوں کی کوئی مدد نہیں کی جس کی
بنا پر آصف جاہ اول کی خدمت میں انگریزی کمپنی
نے درخواست پیش کی آپ نے اس فریاد کو نہایت

توجہ سے سنا اور کرناٹک کے صوبہ دار کے نام
احکام جاری فرمائے کہ فرانسیسیوں سے مدد اس
واپس لیکر انگریزوں کو دیا دیا جائے اس بنا پر
صوبہ دار کرناٹک نے مدد اس کو انگریزوں کے
حوالہ کیا اس طرح سلطنت آصفیہ سے انگریزی قوم کے
تعلقات پیدا ہوا شروع ہوئے اور وہ بالامن
شہری کی حیثیت سے ریاست کے اندرونی حدود
میں تجارت کرنے لگی یہ کسے معلوم تھا کہ
اس قوم کی سمت میں آئندہ تمام ہندوستان کی

حکمرانی نکلی ہوئی تھی جب
احمد شاہ ابدالی کی آمد دہلی پر احمد شاہ ابدالی کی
اور شہنشاہ دہلی کی وفات آمد کی خبر مشہور ہوئی تو
..... میں آپ شہنشاہ دہلی کی مدد کے
لئے دہلی روانہ ہوئے برہان پور پہنچے تھے کہ
محمد شاہ کے ظفر مند ہونے کی اطلاع ملی اور ساتھ ہی
بادشاہ کے انتقال کی خبر بھی پہنچی اس اثنا میں حضرت
آب آصف جاہ بہادر سخت علیل ہوئے آخر ۸۹ سال
کی عمر میں ۱۷۵۷ء جمادی الثانی ۱۱۷۷ھ انتقال کر گئے
اور نگ آباد میں مدفون ہوئے دو بیٹیاں اور ۶ بیٹے
فرزند چھوڑے اس میں سے ایک نواسہ اور چار شہزادوں
بادشاہی کی
دور خانہ جنگی | حضرت آصف جاہ اول کے انتقال کے بعد

نواب ناصر خٹک تخت نشین ہوئے لیکن نواب مظفر خٹک نے جو
 مخفی تآب کے نواسے تھے اطاعت قبول نہیں کی بلکہ
 خود کو دشمن کی بادشاہت کا شقی قرار دیا اور حسین دوست خان
 ... صرف چند صاحب بزرگ تآب کے صوبہ دار بننا چاہا
 تھے اتفاق سے یہ روزانہ آپس میں مل گئے اور ان
 دونوں نے باہم عہد و پیمان کر کے ناصر خٹک اور نواب
 انوالہ بن خان صوبہ دار کرنا تک کے مقابل اٹھ کھڑے
 قرار دیا اور انگریزوں سے حاصل کردہ منڈل پر
 کی گونڈ نشیں

ایک بار کراہ قرار دیا۔ اس مقام پر فرانسیسی حکومت
 کی جانب سے مشورہ ہے کہ گورنر تھا اسی طرح انگریزی
 قوم نے بھی بنگال اور مدراس میں اپنی تجارتی کوٹھیاں
 قائم کر رکھی تھیں ان دونوں توہل ایسے وقت میں
 ہندوستان میں اپنی تجارت شروعات کی جبکہ
 ہندوستان میں ایک طرف سلطنت منلیہ روز
 بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی تو دوسری طرف بہت
 سی چوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں قائم ہو کر آپس میں
 ایک دوسرے سے جنگ کرتی رہتی تھیں اور پھر
 طرف فیز ملکی تاجراں ریاستوں کو آپس میں لڑا کر
 انکو کمزور کرتی اور آخر ان کے ملک پر قبضہ کر لیتی تھی
 چنانچہ دشمن میں مظفر خٹک اور چند صاحب کو فرانسیسیوں

مدد پہنچانے کا وعدہ کیا اور ناصر خٹک و انور الدین
 کو انگریزوں کی مدد حاصل ہوئی اس طرح ان
 دونوں فریقوں میں ایک عرصے تک جنگ رہی
 لیکن کسی کو بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

مظفر خٹک کی تخت نشینی | البتہ بہت خان نامی افغان
 افسر نے مظفر خٹک کے مشورے سے

ناصر خٹک کو اچانک قتل کر ڈالا جس کے سبب ۱۱۶۳
 میں مظفر خٹک فرانسیسوں کی مدد سے تخت نشین ہوئے
 چند صاحب بزرگ تآب کے صوبہ دار قرار پائے۔

صلابت خٹک کی تخت نشینی | ۱۱۶۴ء میں مظفر خٹک
 بھی مارے گئے جسکی بنا پر آصف جاہ اول کی تیسری
 شہزادے نواب صلابت خٹک تخت نشین ہوئے
 اور فرانسیسوں کو مصطفیٰ نگر ایلور راج مندری چکال
 جیسے ریخترا ضلع جو شمالی سرکار سے موسوم تھے بطور
 جاگیر دائمی دیے گئے

مرہٹوں سے لڑائی | یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مغیر
 تآب حضرت آصف جاہ اول نے اپنے عہد میں مرہٹوں
 کو ملکہ سرکوبی کی اور انہیں اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا اگر
 جب مرہٹوں نے آصف جاہی باقیہوں میں خلا
 اور جنگ بدل کو دیکھا تو لوٹ مار کو جاری
 رکھا اور یہ وقت حملے کی تیاریوں میں رہے آخر ۱۱۶۴ء
 ایک نریختا کی جہیں مرہٹہ قوم کو شکست ہوئی مگر

ہو کر جنوب میں راجستھان پر ختم ہوئی مغرب میں گوکن کا علاقہ خارج تھا مشرق میں اڈیسہ کے ساحل پر بنگالہ کی سرحد تک ان کی عملداری پھیلی ہوئی تھی ملبار کوچن اور ٹراونکور کو چھوڑ کر مدراں کا تمام علاقہ احاطہ نہیں کیا جنوبی حصہ اور مالک متوسط کے وہ قطعات جو بعد اکیسویں واقع تھے یہ سب علاقے ظفر دہلی میں شامل تھے۔ اور یہ ملک خاندانیں۔ برار۔ اورنگ آباد۔ محمد آباد بیدر۔ حیدر آباد بیجاپور چھوٹے صوبوں پر مشتمل تھا۔ ان (۱۶) صوبوں پر دولت آصفیہ کا جھنڈا لہرا رہا تھا عرض حضرت آصف جاہ اول کے عہد میں ظفر دہلی ایک وسیع حصہ تک پھیل گئی تھی۔ اور جو صوبہ دار وزیر مدار اس سلطنت کے ماتحت تھے وہ برابر پابندی سے ہر سال خراج ادا کرتے رہتے تھے اس عہد میں جو مقبوضات ظفر دہلی میں شامل تھے ان کا ایک نقشہ اسناد صفحہ میں لکھا گیا ہے۔

مرہٹہ قوم اپنی شکست کے باعث خاموش نہیں رہی دوبارہ دکن چلا آ رہی تھی اس موقع پر حیدر آبادی حکومت کو صلح کر لینی پڑی اور چند علاقے بیدر بیجاپور اور قلعہ دولت آباد کے نصف حصے سلطنت حیدر آباد سے نکل گئے۔ لیکن تیسری دفعہ ۱۷۵۷ء میں ایک اور تیسری جنگ ہوئی جس میں مرہٹوں کو شکست ہوئی، گئے ہوئے علاقے دوبارہ مل گئے۔ ان ریاستوں میں فرانسیسی قوم نے حیدر آباد کی کسی طرح سے کوئی مدد نہیں کی جس کی بنا پر دیئے ہوئے علاقے ہمیشہ کھلے واپس لے لئے گئے مگر ان واقعات سے انگریزی قوم خاموش نہیں تھی وہ بھی اپنا جال پھیلا رہی تھی گئے ہوئے علاقوں کو حاصل کرنے کیلئے شہنشاہی سے ایک فرمان کھرا کر فرانسیسیوں سے ان علاقوں کو حاصل کر لیا۔ لیکن شہنشاہ دہلی کو از روئے قانون دولت آصفیہ کے علاقوں میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں تھا جس کے سبب انگریزوں کو برنارڈ فرانس کسی قسم کی کوئی کامیابی نظر نہیں آئی تو دوبارہ نظام میں درخواست پیش کر دی۔

نواب نظام علی خان کی | حضرت آصف جاہ اول تخت نشینی - کے عہد میں دولت آصفیہ کے مقبوضات کی سرحد شمال میں تیرہواں شروع

دو عثمانی کا سب سے بڑا اور پھیلا نامائشوں سے طغانی تھے باقت

محبوبہ خانہ جلد سازی

نظام شاہی روڈ ہر قسم کی جلد سازی پابندی وقت کی جاتی ہے



نوٹ اس نقشہ ملوی حکم شمس اللہ قادری صاحب مدیر تیار کرنے میں مدخل و خارج کے گوشواروں اور ایٹ
انڈیا کمپنی کے تیار کردہ نقشہ کی مدد سے تیار کیا ہے ۱۱۶۰ھ میں سیاہ مع درمیانی سفید حصے کے
مملکت آصفیہ میں داخل تمام صرف درمیانی سفید حصہ باقی ہے ملک برار کا رقبہ بھی تب لایا گیا ہے۔

مجلہ نظامیہ اشاعت کا مقصد
علم و مذہب کی قوت داخل ملک میں عملی خدمت پیدا کرنا ہے
یہ ایک اصلاحی اور معلومات عامہ کا پیش بہا خزانہ ہے سالانہ میں دستیاب ہوتا ہے۔

ایک اور نقشہ ایٹنڈیا کچنی کے عہد میں جے سی۔ واکر کا تیار کردہ ہے، ۱۱ جو سب میں قابل ذکر اور کارآمد نقشہ ہے۔ ۱۱ میں جب حضرت آصف جاہ اول کا انتقال ہوا تو ملک میں دور خانہ جنگی کا پیر آماز ہونے کے بعد دیگر آصف جاہی تخت پر (۳) بادشاہ تخت نشین ہوئے نوابات جنگ بہادر کے عہد میں ملک میں ابتری پھیلی ہوئی تھی انہی بد نظمیوں کی وجہ سے نواب میر نظام علی خان جو خاندان آصفی کے بہتر اور منظم شہزادے تھے ان کو کن کی حکمرانی کا موقع مل گیا۔ یہ صورت منظمی کو بکارت کے ماہر اور ایک مدبر سپہ سالار بھی تھے۔ آخر میں آصف جاہ ثانی کے خطاب سے تخت نشین ہوئے تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے کہوئے ہوئے علاقے کو واپس لینے کی کوشش کی ۱۱ ۴۵ ۱۱ ۴۶ ۱۱ ۴۷ بانی پت کی لڑائی میں مرہٹوں کی قوت کمزور ہو گئی تھی اور دن بدن اس قوم کی طاقت ٹوٹتی جا رہی تھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ۱۱ ۴۴ ۱۱ ۴۵ ۱۱ ۴۶ میں مرہٹوں سے جنگ چھڑی اور کہوئے ہوئے علاقے کو دوبارہ حاصل کر کے قلمو آصفی میں شامل کر لیا۔

ان خارجی جنگوں سے فارغ ہونے کے بعد ملک کی اندرونی اصلاح... کی طرف توجہ کی اور نہایت محنت ملک میں متحدہ قسَم کے جدید اصلاحات

جاری اور نافذ کئے جب آپ کو اس کا بھی علم ہوا تو انگریزوں کی قوت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور ان کے علاقوں حاصل کر رہی ہے تو ایسی صورت میں ان علاقوں کو انگریزوں سے لینا جاہل انگریز اس وقت اسے نہیں بلکہ سرکار نظام میں قیام را بط اتحاد کی دعوت پیش کر دی جو منظور ہوئی۔ ۹ ستمبر ۱۱ ۴۷ ۱۱ ۴۸ م ۲۲ نومبر ۱۱ ۴۷ ۱۱ ۴۸ میں ایک معاہدہ فارسی زبان میں مرتب ہوا یہ پھیلا عہد نامہ ہے جو انگریزی قوم نواب نظام کے درمیان مرتب ہوا جس میں دس شرائط لکھے گئے تھے اس معاہدہ کی رو سے متحدہ سرحد شمالی سرکار کے علاقے دولت آصفیہ کے جانب سے بھرا م الطاف خروانہ انگریزی قوم کو بلور جاگیر دیئے گئے اسے غلہ ان علاقوں کے معاوضہ میں سرکار نظام کو سالانہ ۹ لاکھ روپیہ بلور خراج دینے کا وعدہ اور ضرورت کے وقت سرکار نظام کو فوج سے مدد دینے کا اقرار کیا

انگریزوں کی جے لیکن بعد میں انگریزوں نے وفائی۔ خراج ادا کیا اور نہ وقت پر فوج

سے مدد دی ۱۱ ۴۴ ۱۱ ۴۵ ۱۱ ۴۶ میں مرہٹوں سے لڑائی ہوئی تو اس موقع پر بھی انگریز بالکل غیر جانبدار رہے اور کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کی اس کے برخلاف انگریزوں کو سلطنت میں جو کچھ بھی لڑنے کا موقع ملا تو حیدر آباد سے

انگریزوں کو مدد پہنچتی رہی۔

ان واقعات سے نظام پر اجماعی طرح روشنی ہو گیا کہ کبھی کی فوج نظام کیلئے کسی کام کی نہیں بلکہ کبھی فوج کے اخراجات نظام سے لیکر لینی خیریت کیلئے تیار کر رکھا ہے اور کسی طرح نظام کا ساتھ نہیں دے سکتی ہے اس بنا پر نواب نظام نے انگریزی فوج کو اپنے علاقے سے علیحدہ کر دیا اور اس کے بجائے فرانسیسیوں کو دوبارہ مامور کیا اور ایک مستقل باضابطہ فوج مرتب کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اس غرض کے لئے ایک فرانسیسی افسر بمبو کی مدد سے ایک باضابطہ فوج مرتب کی اور ایک جنگی کاغذ بھی قائم کیا جس میں ہتھیار کا بہترین سامان جنگ تیار ہوا تھا اس طرح حیدرآباد کی فوجی طاقت استعدا بڑھ گئی کہ ہندوستان میں اس کا کوئی متبادل نہیں کر سکتا تھا لیکن افسوس ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد ریمو کا انتقال ہو گیا اس کا کوئی جانشین پیدا نہیں ہوا جس کے ماتحت حیدرآبادی فوج کو بہت نقصان ہوا اس موقع سے انگریز ناواقف نہیں تھے عین اسی زمانہ میں تہذیبہ عالمیہ باب کے خلاف بغاوت برآمد ہوئی مگر شہزادہ کو کامیابی نہیں ہوئی اس لڑائی میں انگریزوں سے فوج کے تسلیم ہونے سے ایک دوبارہ اتحاد۔ ایسے افسر کی ضرورت پیش آئی

کچھ بی دوبارہ سرکار نظام سے دوستانہ اتحاد کی دستاویز پیش کی جو منظور ہوئی ۱۷۹۸ء میں ایک جدید تھانہ مرتب ہوا جس کے (۱۰) فوجیات تھے اس تھانہ کی رو سے انگریزوں کی جمعہ دگلی فوج کو مستقل کر دیا گیا اور فوج کی تعداد ۶، پشون تک کر دی گئی اس کا تمام صرفہ سرکار نظام پر ڈالا گیا اور سرکار نظام نے اس معاہدہ کے ذریعہ اقرار کیا کہ

(۱) آئندہ حیدرآباد میں سوائے انگریزوں کے کسی دوسری قوم کو کسی قسم کی کوئی نوکری نہیں دی جائیگی (۲) انگریزوں کی طرف سے حیدرآباد میں ایک انگریزی وکیل (ریزیڈنٹ) رکھا جائیگا اس طرح حکومت نظام کے جانب سے بھی ایک وکیل (سفیر) حکومت میں رہے گا۔

(۳) سلطان ٹیپو معاہدہ کے کسی ایک فریق پر حملہ آور ہو تو ہر فریق اس میں متحد ہو کر میسر کے خلاف لڑے۔

چنانچہ ۱۷۹۹ء میں میسر سے انگریزوں کی لڑائی ہوئی تو معاہدہ کی رو سے نظام نے انگریزوں کو مدد دی اور میسر کو فتح کر لیا اس کے بعد اردوئے انصاف یہ ضروری تھا کہ میسر کا علاقہ انگریزوں اور نظام کے درمیان تقسیم ہو جاتا مگر لارڈ ولزلی جو اس وقت کچھ بی کا گورنر تھا اس نے نہایت ہوشیاری

کے عوض کمپنی نے وعدہ کیا کہ وہ بھی نظام کی اولاد اور ان کے اعزہ کو انکی رعایا اور ان کے ملازمین سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھیں گی ان سب کے حق میں حکومت نظام کے اختیارات مطلق ہوں گے۔

(۴) دوسری طاقتوں سے حکومت نظام کی نزاع ہونے کی صورت میں کمپنی کی حکومت کو فیصلہ کرنے کا کامل اختیار ہوگا۔

اس معاہدہ کی تیسری اور چوتھی شرط نہایت اہم جگہ پر آکر نے کیلئے کمپنی کی حکومت ایک عرصہ سے بے چین تھی تاکہ نظام کمپنی کی حمایت کو قبول کرے اپنی خارجی آزادی سے درست بردار ہو جائے لیکن اس معاہدہ کی رو سے خارجہ آزادی سلب نہیں ہوئی بلکہ دو تانہ قرار ہے اور اس قسم کا عمل عام طور پر جاری ہے جیسا کہ حال میں سعودی عرب اور یمن میں اس کے علاوہ ایک اور معاہدہ مارڈولزلی کے بعد میں ہوا وہ یہ تھا۔

(۱) حکومت نظام بندرگاہ مہولی بیٹم میں کارخانہ تجارت قائم کرنے کی مجاز ہوگی اس طرح اس مقام پر اپنا سفیر بھی رکھ سکیں گی۔

(۲) حکومت نظام کے جہازوں پر نظام کا جھنڈا نصب ہوگا جس کی حفاظت انگریزی کمپنی کرے گی

(۱) قانون بین الممالک ص ۴۴

بندہ ملاتے نظام کو دیئے اور بعض سرسبز علاقے خود کمپنی کے لئے حاصل کر کے بقیہ علاقوں پر ایک جدید ریاست قائم کر کے خدیم لاجگان میسور کے اولاد کے سپرد کی۔

اس عرصہ میں کمپنی کی مشاورتی مجلس (کونسل) نے سوچا کہ جبکہ ہندوستانی روسا میں باہمی اتحاد و اتفاق ہے اس وقت تک کمپنی کو اپنے مقاصد و اغراض میں خاطر خواہ کامیابی نہو سکیگی اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر مارڈولزلی نے نظام سے ایک یہ معاہدہ کے لئے گفت و شنید کی اور آخر ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۲ کو ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس کے تحت نظام کے تعلقات انگریزی حکومت کے ساتھ ایک نئی بنیاد پر قائم کئے گئے اس عہد نامہ کے اہم شرائط یہ تھے۔

(۱) انگریزی کمپنی اور حکومت نظام نے وعدہ کیا کہ اگر کوئی تیسری طاقت ان میں سے کسی ایک پر حملہ آور ہو تو دونوں ملکر اس کا مقابلہ کریں گے۔

(۲) اس کام کیلئے ایک مدافعتی فوج رکھی جائیگی جس کے مصارف میں حکومت نظام نے کمپنی کو وہ تمام مقبوضات حوالہ کئے جو ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۹ء کے بڑا جنگ ہائے میسور ملاتے آئے تھے وہ سب دید گئے

(۳) آئرلینڈ کمپنی کے مشورہ کے بغیر کسی دوسری طاقت سے کسی قسم کے تعلقات پیدا نہیں کر سکیں گے اس

رہی اس کے بعد سے انگریزی حکومت نے جو ایٹانڈیا
کچھنی کی جانشین ہے ایک تخت اپنی روشنی کو
بدل دیا ظاہری آداب جو باقی تھے وہ سب یک لکے
کر کے رخصت ہوتے گئے۔

دولت آصفیہ والوں کو دولت آصفیہ ایک خود مختار
تعماری کے شواہد - ریاست ہے ... ذیل
میں ماہرین اصول سیاسیات کے چند شواہد لکھے جاتے ہیں
لارڈ ڈیوہوزی اپنے ایک سرکاری خط میں
لکھا ہے کہ یہ حکومت (حکومت برطانیہ) اعلان
کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسا عمل کرنے کا ارادہ رکھتی
ہے اور نہ خواہش جس سے نظام کی آزادی کسی تک
بھی خائن نہ ہوتی ہو معاہدہ خود ایسے عمل یا ارادہ کا
مانع ہے۔

جنرل فریزر سابق رزٹنٹ لکھتا ہے کہ
نظام کی حکومت ایک مقتدر اعلیٰ اور خود مختار
حکومت ہے اور بحالت موجودہ اس کا جواز نہیں ہے کہ
ہم مداخلت کر کے نظام کی آزادی کو سلب کریں
کرل ہٹنگز فریزر لکھتا ہے کہ۔

نظام اقتدار اعلیٰ اور اس کی خود تعماری جس کو
ہر گورنر جنرل اور ویسٹ نے بلا ہمتا تسلیم کیا
ہے قابل احترام معاہدات پر مبنی ہے۔

حکومت نظام برطانیہ کا کبھی باجگذا یا محکوم

یہ عہد نامہ ۱۲ اپریل ۱۸۵۵ء میں ہوا تھا جب تک
نواب نظام علی خاں زندہ رہے اس وقت تک دولت
آصفیہ کی بنیاد مضبوط رہی اور انگریزی کچھنی نظام نہ بنا
خود تعماری کو تسلیم کرتی رہی اور ہر قسم کے آداب ظاہری
و باطنی محفوظ رہے سفارتی تعلقات بھی برقرار قائم
رہے بندرگاہ سولی پٹیم پٹیم نظام کے جہازات چلتے رہے
اور آصف جاری جھنڈے کی حفاظت و غفلت بھی ہوتی
رہی اندرونی معاملات میں کسی قسم کی کوئی مداخلت
نہیں کی گئی لیکن نواب نظام علی خاں آنگرہ بند کرنے
کے بعد سلطنت کی اندرونی حالت خراب ہونا شروع
ہوئی تو انگریزی حکومت نے بھی اپنا رویہ بدل دیا
۱۸۵۵ء تک دونوں حکومتوں کے سفارتی تعلقات
مساوی حیثیت سے قائم رہے مگر اس کے بعد انگریزی
سیفر رزٹنٹ ہی میں یہ دونوں تو تین جمع ہو گئیں
رزٹنٹ حکومت انگریزی اور حکومت نظام دونوں
کا سیفر کہلایا گیا اس طرح حکومت نظام تجارت
رزٹنٹ میں ضم ہو گئی۔ نواب سکندر جاہ مرحوم
کے عہد میں صرف ظاہری آداب ملحوظ رکھے گئے
سرکاری مراسلات میں کچھنی کا گورنر نیاز مند لکھا کرتا
تھا اور اس کے مقابلہ میں سرکار نظام اپنے لئے
مابعد دولت کے الفاظ استعمال کرتے تھے اور یہ کیفیت
نواب فضل الدولہ بپا و مرحوم کے عہد تک جاری

مذہب ہی۔ برخلاف اسکے حیدر آباد سالہا سال تک حکومت برطانیہ کو اس کے خدمات کا صلہ دیتا رہا اور اپنے علاقوں کی بابت پیش کش وصول کرتا رہا جو حیدر آباد نے حکومت برطانیہ کو بغرض انتظام سپرد کر دیئے تھے۔

نظام کی معاہداتی حیثیت ایک مقتدر اعلیٰ اور ملکہ کوئید کے طیف کی ہے لارڈ ڈیشنگھو گورنر جنرل وقت نے سر جارجس میککاف ریزیڈنٹ حیدر آباد کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا کہ ہمارے معاہدات جو نظام کو ایک خود مختار مقتدر اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں سوہیں کسی مداخلت کی اجازت نہیں دیتے۔ غلامیہ یہ کہ اس وقت بھی ہماری دولت آصفیہ اپنے مسالما میں خود مختار اور اپنے ملک پر اقتدار اعلیٰ رکھتی ہے اور اپنے داخلی اور خارجی معاملات کو نہایت عمدگی سے سر انجام دے سکتی ہے جیسا کہ قانون بن الممالک کے صفحہ ۲۰۳ پر لکھا ہے کہ جب کوئی مملکت کسی دوسری مملکت کی اس طرح ماتحت ہو کہ خارجہ متعلقاً کلا اختیار باقی نہ رہے (الحمد للہ حیدر آباد کو یہ اختیار باقی ہیں۔) (مذہب) تو معاہدہ مانجھی کو جو جوکر ایسی ماتحت مملکت کی دوسری باتوں سے قانون بین الممالک بحث نہیں ہوتی گو اس قسم کی بڑی عجیب شائیں ملتی ہیں مثلاً ہرنائنس سلطان مسئلہ دشمن

حیدر آباد میں ایک موروثی مجددانہ جمعیت اور جاگیر ہونے میں ہرنائنس ہمارے اندر حیدر آباد کے ضلع ریدر کے مواضع پارتہ و بابل گاؤں کے موروثی پٹیل ہیں اور ۱۹۲۳ء میں حیدر آباد کے محکمہ انگریزی نے اس تعلق کو ختم کرنا چاہا تو دربار ہو کر کی باصرہ درخواست پر کہ یہ بزرگوں کی نشانی ہے حب فرماں خسروی مورخہ انگریزی المجلد ۱۲۱ ان کے حقوق کی حفاظت منظور کی گئی اسی طرح بعض ہمارا جگان۔ راجپوتانہ بندیل کھنڈ بے پور جو وہ پور بیکانیر وغیرہ کی جاگیر میں اور انعام حیدر آباد کے صوبہ اورنگ آباد میں تھا اور ان کے نائب عیدین کے موقع پر صوبہ دار اورنگ آباد کو نظر پیش کرتے ہیں یہ علاقے مغلیہ سلاطین کے عطا کردہ ہیں حال میں استحقاق دینہ مقدمات عدالتی جانوران چکاری قبرستان مہر گٹ وغیرہ کے متعلق اختیار سماعت کی بحث ہوئی تھی اور حکومت حیدر آباد کے اس استدلال کو ان انعام دار راجاؤں کے حق میں حکومت برطانوی ہند نے بھی تسلیم کیا کہ مالک محروسہ سرکار عالی کی حد تک حکومت حیدر آباد حقوق و فرائض کیلئے حکومت مغلیہ کی جالینین ہے۔

اس تصفیے کے بعد مذکورہ صدر انعام داروں کے جملہ تصفیہ حکومت نظام کی عدالتوں میں ہوا کرتے ہیں

اس کتاب واضح ہے کہ دولت آصفیہ علاحدہ و مختار ہے اور اقتدار اعلیٰ کی حامل ہے محمد اللہ ان وقت بھی دولت آصفیہ کو معاہدات کی حیثیت سے متبادل حقوق حاصل ہیں۔

(۱) موجودہ انگریزی حکومت ایرٹ انڈیا کمپنی کی جانشین ہے اور جو معاہدات حکومت نظام اور ایٹ انڈیا کمپنی کے درمیان ہوئے ہیں اس میں یہ الفاظ جو ہیں کہ جس طرح معاہدے حکمران وقت کے لئے قابل تسلیم ہوں گے اس طرح ان کے جانشینوں کے لئے بھی قابل تسلیم ہوں گے۔

خدمت وطن کا شوق

الہی ہو کچھ مجھ سے خدمت وطن کی جو سر و تو دے اس میں سفا و وطن کا مجھے درد آتا ہوا ہے وطن کا الہی بڑے ایسی طاقت و وطن کی

درجہ رکھتی ہے کسی کو کسی پر کوئی اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں۔ (۲) معاہدہ ۱۸۹۸ء کی رو سے حکومت نظام کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ ریڈنٹ کی طرح اپنا ایک سفیر دہلی میں رکھے۔

(۳) معاہدہ ۱۸۹۸ء کی رو سے حکومت نظام نے اپنی خارجی آزادی کو سلب نہیں کیا۔

بلکہ دوطیفوں میں باہمی مشورہ سے مشترک خارجہ پالیسی مقرر کرنے کا معاہدہ کیا۔

(۴) معاہدہ ۱۸۹۸ء کی رو سے دولت آصفیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہندو گاہ موسیٰ پٹنم میں کارخانہ قائم کریں اور جہاز وغیرہ جلائیں اسی معاہدہ کی رو سے (۵) دولت آصفیہ اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد اور خود مختار ہے کسی کو اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں۔

جو دل و تو دے و لکوالفت و وطن کی کہ لکھ پنا سمجھو بی بیٹ و وطن کی الہی بڑے ایسی طاقت و وطن کی کہ شمالی سرکار میں

اصلاح مفوضہ اور برابر جو فوجی امداد کیسے بطور جاگیر حکومت برطانیہ کو دے گئے ہیں ان علاقوں میں اپنے اقتدار اعلیٰ کے نفاذ ڈاک بلکہ عدالتی اختیارات وغیرہ کا مطالبہ کرے (۶) قانون بین الممالک میں (۷) اوپر یہ بتلایا گیا ہے کہ معاہدات عملدرآمد کے بموجب حیدر آباد اندرونی معاہدات میں بالکل

خود مختار ہے اس لحاظ سے جو یہ آباد کی جانی تھی کہ تسلیم کرنا حکومت
برطانیہ کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ برطانیہ کو بطور اقتدار برتر
کے مداخلت کا حق حاصل ہے۔

جس کا جس بنو! افسوس کہ آج مسلمان اسلامی تعلیمات سے روگردان ہو رہے ہیں نہ انہیں اپنے ایمان کی خبر ہو اور نہ ظاہری تنومندی کی مفاد ملی اور قومی تحفظ کیلئے ضروری ہے جسمانی تعلیم سب سے زیادہ تربیت جفاکشی سادہ زندگی محنت مشقت اور ورزش کے نظام نامے کو اپنی زندگی کے لائحہ عمل میں ملبد مشرب کر لیں۔ قرآنی ہدایت ہی۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ مِمَّا مُّسْتَطَفِقُونَ** یعنی توجہ اُسے مسلمانوں کے خلاف سے مقلعے کیلئے بہانہ ہو سکے تو ضرور ہو گا۔

سے وہ ان کیلئے ہمارا کوہِ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ قوت والا مومن اللہ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر ہے اور زیادہ محبوب و ایک دوسری جگہ ارشاد ہو کہ اے مسلمانوں تم اپنی اولاد کو تیرا اور شانہ اندازی سکھلاؤ۔ ردہ المخلیط میں آپ کا ارشاد ہو کہ مسلح نماز پڑھنے میں غیر مسلح نماز پر غلبہ ہے اجر میں سات سو کا گونا اضافہ ہے۔

مدارج النبوة میں ہے کہ مہاجرین انصار مسلح ہو کر آئے تھے
شفاء الصمد دیکھ کر گھوڑے کی سواری اور ہتیار کے استعما
کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

مسوئلیتی کا مقولہ ہے ورزش ہوشمندی قوت فیصلہ

اور تحریک عمل پیدا کرتی ہے جسمانی تربیت سواسی قدر سیرت
کی تربیت ہوتی ہے جبکہ عقلیات کی تربیت ہوتی ہے (۱)
ہمارے ہر دل عزیز صدر الہام نواب مہدی یا جنگ یاد رہے
اپنے خطبہ تقسیم اسناد جامعیہ میں نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ
جوانمرد قوموں میں ہر ایک صحیح الجسم یا قوی الباقع سپاہی ہوتا
یا وقت پر آباسانی سپاہی بن سکتا ہے اسی قسم کی روح ہمارے
نوجوانوں میں بھی پیدا ہونی چاہئے سپاہیانہ تربیت دینی
زندگی کے عمارت کیلئے سب سے بہتر تیاری ہے اور جو اس (۲)
طرح تیار اور مسلح نہ ہوا اسکو شکست و زلزلت کیلئے تیار نہ کیا جائے

خدمت وطن ایک صحیح جذبہ اخلاک والا ہے۔ لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جتنے باشندگان حیدرآباد کو خود مختار کیا ہے۔ اگر ہمارے افراد وطن میں صحیح طور پر خدمت وطن کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ دن بھی قریب ہے کہ ہماری آنکھیں حیدرآباد کو دیگر خود مختار سلطنتوں کے مقابل میں دیکھ سکیں گی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام، الملک الدین سلطان العلوم علیہ السلام، ملکہ و سلطنت کا ارشاد ہے کہ اس غلام انسان واقعہ ۶۹۲ھ رجب کی، یاد ہم سب کو عزیز ہے کیونکہ وہ حب الوطنی کی علامت اور نشانی ہے۔

مالک محروسہ کی سرسبزی اور تہذیب کو درجہ کمال کو

غرض مختلف تکلیفیں پہنچائیں مگر بلال نے ان سب کو برداشت کر کے کہا۔

اے سردار مال و دولت کی غفلت جاہ و عشرت کی غفلت غرض کائنات کی ساری چیزیں بدل جائیگی تمام فلسفہ مٹ جائے گا دنیا غائب ہو جائیگی لیکن ربہ الجلال کی ذات باقی رہیگی اس لیے ﷺ ﷺ

باقی رہ جائے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی مال و جاہ اور اس کی فانی غفلت سے بے پروا ہیں ان کا ارادہ صرف ﷺ ﷺ کا اعلان ہے جو ایک دین پرور ہو جائیگا اور تمام مخلوق سے ولی سے اقرار کرے گی اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ

۱، بادشاہ عادل۔

۲، وہ نوجوان جس نے کن لوگوں پر ہوگا۔

۳، وہ شخص جسے تنہائی میں خدا یاد آتا اور اسکی آنکھیں

ڈبڈباتی ہوں ۴، وہ شخص جس کا دل مسجد میں گاتاہا ہو

۵، وہ بظن شخص جسکی محبت للہیت ہو۔ ۶، وہ شخص

جسے کوئی حسد اور اعلیٰ درجہ کی عورت اپنی جانب بلائے

اور وہ کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ ۷، وہ

شخص جو غنی طور پر خیرات دیتا ہو اسکے بائیں ہاتھ کو بھی خبر

نہیں کہ دائیں نے کیا دیا۔ یہ ہیں وہ سات شخص جنہیں

خدا قیامت کے دن اپنے سایہ میں لے لیا جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا۔ (میر)

کو پہنچائے کھیلے ہم سب کا ایک ہی نصب العین ہونا چاہئے اگر ہم اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں تو ہم کو نظام الملک اول کا نمونہ ہونا چاہئے جنہوں نے اپنی اعلیٰ فراست سے اپنے خاندان اور رعایا کو بیرونی مداخلتوں سے محفوظ و امون کر کے خود مختار بنایا۔

اس عظیم شان و اقد کی یاد اس قابل ہے کہ دایما تازہ آرمیں اور قومی زندگی کے اظہار کھیلے مزید کوشش عمل میں لائی جائے

زندہ یاد شاہ ماہ۔ مائندہ باد ملک بافتخدا باد قوم

ہم اور ہمارے اسلاف

بلالؓ کا اسلام حضرت بلالؓ قوم کے حبشی اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب امیہ نے بلالؓ کے مسلمان ہونے کی خبر سنی تو بلالؓ سے کہا اے بلالؓ اسلام سے باز آ جا جواب میں بلالؓ نے کہا۔

اے سردار یہ ہو نہیں سکتا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا کلہ ﷺ ﷺ دونوں حق اور با غفلت ہیں یہ سنکر امیہ آگ بگولہ ہوا بلالؓ کو جلتی باور لٹایا پتھر کی گرم چٹان سینہ پر رکھا۔

خدا قیامت کے دن اپنے سایہ میں لے لیا جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا۔ (میر)

حیدرآباد اور بعض خود مختار ممالک

تقریباً چھٹن یوم خود مختاری سلطنت آصفیہ عالیجناب نے دیا جنگ ہارنے
ایک عام جلسہ میں جو تقریر فرمائی تھی اسکا خلاصہ ملک قوم کے فائدے سمیلے راجست
ہمارے آج کے اجتماع کا مقصد آپ سب
کو معلوم ہے۔ ہم تقریباً دو سال کے بعد آج اس اعلان
کی یاد منانے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو اعلیٰ حضرت نواب
میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ نے سلطنت
دکن کی خود مختاری کی نسبت فرمایا تھا۔ بطرح
انسان کی زندگی کی علامات میں ایک اہم چیز
ریخ و مسرت کا احساس بھی ہے اسی طرح وہ فوین
زندہ کہلانے کے زیادتی میں جو اپنی خوشی اور
ریخ کا احساس رکھتی ہیں۔ اور ان اساسی بغیرات
کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں جو ان کی تاریخ حیات کی تخریب
کا مواد بنتے رہے۔ اس ماہ نومبر کے مہینے میں آپ
اس لمحے سے گزر چکے ہیں جب کہ گزشتہ جنگ
عظیم ایک فتح مندانہ ضلع سے بدل گئی تھی۔ وہ
تاریخ کچھ آج بھی اتحادیوں کے نزدیک ایک
یادگار دن ہے آپ نے دیکھا کہ اس یادگار کے
منالے میں مارکٹوں میں خرید و فروخت عدالتوں

اور محکموں میں کاروبار میدانوں میں ٹھیل ہی
سہیں بلکہ سمندرون میں جہاز اور فضا میں طیارے
ساکن و سامت ہو کر اس دن کی یاد مناتے ہیں۔
دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح حیدرآباد کی تاریخ
بھی اپنے اوراق پر بچا سوں ایسے واقعات رکھتی
ہے جن میں سے ہر ایک ملکی جن اور ملکی عید کیسے
منتخب کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی ملک کے لئے اس
سے بڑھ کر مسرت خیز اور قابل یادگار کوئی اور دن
نہیں ہو سکتا جب کہ اس کے بادشاہ نے ایک اور
کمزور ہنشاہ کے بے جا انتہا اور اتفوق سے بچنا
صالح کر کے اپنی خود مختاریت اور استقلال کا اعلان
فرمایا ہو اور اس ملک کو دنیا کے دوسرے آزاد خود مختار
ممالک کے ساتھ دوش بدوش کھڑے ہونے کا اختیار
بخنے۔ مشرق اور خصوصاً حیدرآباد کی غیر سیارست اپنی
نے گزشتہ دو سو سال سے اس یوم سعید کو اپنے
طاق نسیان کا سرمایہ بنا دیا تھا بالآخر وہ دن بھی آیا کہ

حیدرآباد کی خوش نصیبی اس کے تحت ہر ایک ایسے
بیدار و مغرب باد شاہ کی رونق افروزی کی صورت میں
نمایاں ہو گئی جو نہ صرف رعایا کی جمانی و معاشی
فلاح و بہبود کی فکر میں لگا رہتا ہے بلکہ اس کے
اس روحانی اور اجتماعی تربیت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو
تعطیل کے اعلان سے اس یوم سعید کی اہمیت
حضرت حکیم سیاست نے ہم کو بتا دی۔ اگر ہم
اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں اور وہ بھی
ہماری دوسری تعطیلات کی طرح بیکاری میں
گزر رہی ہے تو یہ ہماری بد بختی ہے۔ آج کے جلے
کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس اعلان
کی اہمیت کا اندازہ کریں اور اس کے تذکرے سے
اپنے آپ کو اور اپنے ملک کو بچانے اور اپنی آپ
تھکریکے قابل بنیں۔ آپ نے اپنے ملک کی گذشتہ
اور موجودہ تاریخ سے متعلق بہت کچھ سنا اور اپنی
سلطنت کو ہندوستان کی دوسری ریاستوں کی
طرح ایک ویسی ریاست کہنے کو آپ اپنی ملک
کی ذلت تصور فرماتے ہیں۔ آپ نے معلوم کر لیا
کہ آپ ایک مستقل سلطنت ایک مکمل مملکت اور
ایسے معاہدات کے ساتھ تہنشاہت برطانیہ کے
طیغ اور یار و فادار ہیں جو آپ کو سلطنت عالیہ
برطانیہ کا ایک طاقتور اور خود مختار دوست ثابت

کرتے ہیں۔ اب میں یہ بتانے کیلئے آپ کے سامنے
کھڑا ہوا ہوں کہ دنیا کے آزاد خود مختار ممالک
کی فہرست تیار کی جائے اور ان میں اکثریت ہی
آپ کی حکومت و سلطنت کا مختلف نوعیتوں اور
جینیتوں سے مقابلہ کیا جائے تو آپ کسی سے کم نہ
نہ ہونگے۔ اور اکثریت سے بحیثیت مختلف آپ کا
تفوق مسلم ہوگا۔

کسی سلطنت و مملکت کا جب ہم دوسری
یا مملکت سے مقابلہ کرتے ہیں تو اس تعادل میں
چند ہی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ رقبہ مملکت آبادی
رقبہ آبادی کے لحاظ سے فی مربع میل آبادی کا
تناسب۔ آمدنی اور اس کے ذرائع و امکانات
تعلیم و شایستگی وغیرہ۔ اور اب بیسویں صدی
میں فوجی و جنگی طاقت سب سے زیادہ قابل لحاظ
چیز بن گئی ہے۔ دنیا کے جغرافیہ پر نظر ڈالنے
سے معلوم ہو جائیگا کہ اس وقت جو ممالک دنیا
کی بساط پر سب سے اہم مہروں کا پارٹ ادا
کر رہے ہیں ان میں بھی اکثریت سے حیدرآباد
امتیازات خاص رکھتا ہے۔ جب ہم کسی ملک کی
عظمت و بزرگی کا تخمینہ کرتے ہیں تو سب سے
پہلا اور اہم سوال جو کسی شخص کے دل میں پیدا
ہوتا ہے وہ اس کے رقبہ حکومت کا خیال آج بھی

ملکت برطانیہ کی غلت سب سے پہلے اس
پال سے پیدا کی جاتی ہے کہ اسکی حدود و ملک
کس آفتاب کی روشنی دور نہیں ہوتی لیکن آگے
دیکھ کر حیرت ہوگی کہ دنیا میں بعض ایسے بھی آزاد
و خود مختار ممالک ہیں جن میں سے بعض کا رقبہ
بہت زیادہ ہے کسی صوبے کے برابر بھی نہیں لیکن
وہ آزادی اور خود مختاری کے ان تمام نوازم
سے بہرہ اندوز ہیں جو ایک بڑی سے بڑی آزاد
سلطنت رکھتی ہے مثلاً یونان کا رقبہ پنجاس ہزار
مربع میل ہے۔ بلغاریہ کا پچاس ہزار میل پر تعال کا
پچیس ہزار پانسو۔ البانیا کا پچیس ہزار ڈنمارک کا
بدرہ ہزار ہالینڈ بارہ ہزار ساؤتھ جیم کا گیارہ ہزار مربع
میل ہے اور ان سب کے مقابلے میں حیدرآباد کا رقبہ
اپنی موجودہ حالت میں بیاسی ہزار چھ سو اٹھانوے
مربع میل ہے گویا جن آزاد بادشاہتوں اور جمہوریتوں
کا ذکر کیا گیا ان میں سے بعض سے دو گنا بعض سے چار گنا
اور بعض سے چھ بلکہ سات گنا زیادہ ہے لیکن اگر حیدرآباد
سے اس موجود رقبہ میں آپ برابر کے رقبہ کو بھی شامل
فرمیں جو بلاشبہ اور جائز طور پر ملک حیدرآباد کا
ایک جز ہے تو بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہوگا کہ اس کا
رقبہ ملک یورپ کے درجہ اول کی سلطنتوں
مملکتان۔ جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی اور سپانیہ

سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر ضرور ہو جائیگا۔
دوسری اہم وجہ امتیاز جو ایک ملک کو دوسرے
سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکی حکومت کے زیر
سایہ کتنے نفوس انسانی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بعض
ایسے ملک بھی دنیا کے نقشے پر ملتے جن کا رقبہ اس بڑے
کے اس کنارے سے اس کنارے تک پھیلا ہوا ہے
لیکن آبادی اس میں دیسی ہی لیگی جیسا کہ مصر نے
دوق میں سبزہ و گیاہ کا نشان۔ آبادی کی کمی اور
زیادتی کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں ارہنی کے بڑے
حصے کا بخر صحرا پہاڑ اور اسی طرح دوسرے اسباب
کی بناء پر ناقابل کاشت ہونا ملکوں کا غلط نظام
حکومت اور رعایا کا اس سے ملیں نہ ہونا۔ کہیں
اقتصادی معاشی حالت کی خرابی وغیرہ۔ حیدرآباد کی
آبادی گذشتہ مردم شماری کی رو سے بلا شمول ہو
برابر ایک کروڑ چوبیس لاکھ پچیس ہزار ایک سو پچاس
ہے۔ اگر اسکو رقبہ ملک پر تقسیم کیا جائے تو فی مربع میل
۵۵ نفوس کا اوسط آتا ہے۔ برخلاف اس کے دنیا
میں بہت سے ایسے خود مختار اور آزاد ممالک ملتے
جن کی آبادی کو حیدرآباد کی آبادی سے کوئی نسبت
نہیں ہے۔ اس تنا سب آبادی کی قرار دین میں ہم ان
ممالک کو نظر انداز کرتے ہیں جنکے رقبہ سے متعلق اوپر
بحث ہوئی کیونکہ ظاہر ہے کہ ان کی آبادی بھی رقبہ کے

تناسب سے کم ہوگی اور ہے۔ مثلاً یونان جبکی آبادی صرف ستر لاکھ ہے اور فی مربع میل اسکی آبادی کا اوسط ۶۰، نفوس ہے۔ بلغاریہ جبکی آبادی صرف پچیس لاکھ ہے اور فی مربع میل (۱۳۰) نفوس ہے البانیہ کی آبادی ۱۰ لاکھ اور فی مربع میل (۵۰) نفوس ہے پر تھال کی آبادی پچیس لاکھ اور فی مربع میل (۱۰۰) نفوس ہے۔

مذکورہ بالا ممالک کی آبادی کے اعداد و شمار بر غور کرتے ہوئے یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ یہ یورپ کے وہ ممالک ہیں کہ رخنیزی کے اعتبار سے مشہور اور ہر قسم کے اقتصادی اور معاشی تفوق سے سرفراز ہیں اور ان میں سے اکثر ان کی اپنی بندرگاہیں ہیں۔ زراعت، تجارت، صنعت کسب معاش کے بیسوں ذرائع ان کو حاصل ہیں اور ان کا طریقہ حکومت بھی ترقی یافتہ کہا جاسکتا ہے۔ جو باوجود اسکے وہ حیدرآباد کی آبادی اور رقبہ کے ساتھ اسی تناسب میں متعادل نہیں کر سکتے۔ اب حیدرآباد ممالک

پر بھی نظر ڈالئے جو گو رقبہ اراضی حیدرآباد سے دو چند اور بعض صورتوں میں چار چند رکھتے ہیں لیکن آبادی میں حیدرآباد کے ساتھ ان کو کوئی نسبت نہیں دیا جاسکتی۔ مثلاً شہنشاہت ایران جبکہ رقبہ حیدرآباد سے تقریباً آٹھ گنا زیادہ ہے۔ یعنی

جو لاکھ تیس ہزار مربع میل لیکن آبادی حیدرآباد سے کم یعنی صرف ایک کروڑ ہے۔ آبادی کا تناسب فی مربع میل صرف ۱۶، نفوس پختل ہے حکومت نجد و حجاز کا رقبہ گو حیدرآباد سے بارہ گنا زیادہ یعنی دس لاکھ مربع میل ہے لیکن آبادی صرف پندرہ لاکھ اور تناسب ۱۶ اس فی مربع میل ہے۔ عراق کا رقبہ حیدرآباد سے تقریباً دو گنا زیادہ یعنی ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے۔ لیکن آبادی صرف تیس لاکھ اور تناسب بیس کس فی مربع میل ہے۔ مصر کا رقبہ حیدرآباد سے بار گنا زیادہ یعنی تین لاکھ ترسٹھ ہزار دو سو میل لیکن آبادی تقریباً برابر یعنی ایک کروڑ چالیس لاکھ اور تناسب آبادی ۲۸، ایشیائی ترکی کا رقبہ تقریباً پانچ گنا زیادہ یعنی چار لاکھ مربع میل لیکن آبادی حیدرآباد سے کم صرف ایک کروڑ بیس لاکھ ہے اور تناسب صرف ۳۰، افغانستان کا رقبہ بھی تقریباً تین گنا زیادہ یعنی ۲ لاکھ پچاس ہزار مربع میل ہے لیکن آبادی نصف سے زیادہ کم یعنی ترسٹھ لاکھ اسی ہزار اور تناسب صرف ۲۶، اب اندازہ کیجئے حیدرآباد اپنی آبادی کے اعتبار سے نہ صرف یورپ کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں بلکہ ایلنڈ البانیہ یونان پر تھال ڈنمارک بلغاریہ وغیرہ سے بڑھ کر ہے بلکہ ایشیا کی بڑی بڑی سلطنتوں ایران ترکیہ مصر نجد و حجاز۔ عراق۔

افغانستان اور خیال وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور تمام تعاقب برادر کو شامل کئے بغیر ہے جو مملکت آصفیہ کا ایک زرخیز اور آباد صوبہ ہے اگر اس کو شامل کر لیا جائے تو شاید یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں بھی حیدرآباد کا آبادی کے معاملے میں متاثر نہ ہوں کر سکیں۔ آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ دنیا کے بعض ممالک جو اپنے رقبہ میں زیلوئی پرنا کر سکتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔ ان کے رقبہ مملکت کا بیشتر حصہ غیر آباد ویران و سنسان ہے۔ اگر کوئی شخص ویرانوں کھنڈروں اور غیر آباد مقاموں میں کھڑا ہو کر رابن سن کر دوسو کی طرح صدا بلند کر سکتا ہے اور دنیا اس کو ایک با غلط و جبوت بادشاہ مان سکتی ہے تو پھر غیر آباد ممالک بھی بیشک حیدرآباد کے مقابلے میں اپنا نفوق جتا سکتے ہیں لیکن اگر مملکت کھلے آبادی شرط ہے اور وہ حیدرآباد کی مناسبت سے ان کے یہاں کچھ بھی نہیں تو ان کو حیدرآباد کے نفوق کو ماننا پڑیگا۔ برخلاف ان ممالک کے جہاں میلوں تک رقبہ اراضی صحرا یا پہاڑوں کی شکل میں بیکار ہیں حیدرآباد میں اس وقت ۲۱ فی صدی اراضی کاشت پراگھی ہوئی رہی بقید ۲۷، ۲۸ فی صدی رقبہ میں سے بھی ۱۱ فی جنگل اور کچھ وغیرہ کی صورت میں ذرا لے آمدنی

ہے۔ صرف ۶ فی صدی رقبہ کو ناکارہ کہا جاسکتا ہے موجودہ زمانہ میں غلط جلال کی ایک بڑی علامت دولت اور آمدنی تصور کی گئی ہے۔ اور یہ ایک حد تک بجا بھی ہے زراعتا العیوب اور عارضی اہامات ہوتا تو ایک حکیم مشرق کی زبان سے صدیوں پہلے تسلیم کر لیا گیا تھا اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو ممالک دنیا میں آزاد اور متنازی ہیں ان کے مقابلے میں لمبا ط اپنی آمدنی اور دولت کے حیدرآباد کا کیا درجہ ہے اس وقت ایک بڑی دشواری ہم کو یہ درپیش ہے کہ ہم مغربی و مشرقی سکون کی شرح تبادول سے واقف نہیں ہیں۔ اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی آمدنی جو ہم کو معلوم ہوئی ہے وہ کتنے یا بڑا کتنے روپیہ کے مساوی ہے ہم کو یقین ہے کہ اگر تھوڑا وقت لے لے اور ان سکون کے شرح تبادول سے ہم واقف ہو جائیں تو آسانی سے ہم اس میدان میں بھی حیدرآباد کے نفوق کو ان دوسرے ممالک پر ثابت کر سکیں گے فی الحال جن ممالک کے سکون کا ہم کو علم ہے اور جنگی آمدنی یا ونڈ زمین ہم کو معلوم ہو سکے ان سے حیدرآباد کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نجد و حجاز کو۔ جھوڑیے کیونکہ وہ یون بھی ایک بے آب و گیاہ ملک ہے جس کے ایک حصے کو آسانی زبان میں داوی غیر زرخ کا لقب دیا گیا تھا اور جس کی بڑی آمدنی کا

وہ ملک ہی جس سے دجلہ اور فرات جیسے دریاؤں بہتی ہیں جسکو بصرہ جیسا بندرگاہ میسر ہے۔ جو تین آندہ مملکتوں ایران ترکیہ اور نجد و حجاز سے اپنے حدود اور تجارت کو وابستہ رکھتا ہے لیکن باوجود اسکے اسکی آمدنی باریا ملین پونڈ یعنی پچھڑ کروڑ سکے عثمانیہ ہے جب ہم اپنی مملکت کی آمدنی کا دوسرے ممالک سے مقابلہ کر رہے ہیں تو ایک رعایت ملحوظ رکھنے کے قابل ہے۔ حیدرآباد کی طرح ان ممالک میں جاگیرات انعامات اور دیولون اور دنگا ہون کی معاشیں متعز نہیں ہیں نہ بادشاہ کے لئے ایک علیحدہ رقبہ ارا منی صرف خاص کی طرح الگ کی گئی ہے۔ بلکہ ان کی آمدنی کی کائنات وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی۔ برخلاف اسکے صوبہ برائے کو نظر انداز کرنے اور جاگیرات سمنان یا بیگناہ اور صرف خاص مبارک کو خارج کرنے کے بعد جن کا اندازہ ایک لاکھ تیس سو بھی زیادہ کیا جاسکتا اور کسی بندرگاہ کی عدم موجودگی میں کیونکہ حیدرآباد کی بندرگاہ موسولی میٹم کا سوال ابھی زیر بحث ہے حیدرآباد کی آمدنی ۱ کروڑ سکے عثمانیہ یعنی چھ ملین پونڈ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ حیدرآباد کی آمدنی عراق سے دیرہ مگنی افغانستان اور خیال سے کچھ گنی زیادہ ہے اور ایران کی آمدنی کے تقریباً مساوی ہے۔ ایک بات اور آپ کی توجہ کے قابل ہے کہ

افغانستان حاج کی تعداد پر ہے۔ خیال جو ہندوستان کے شمال اور ہالیہ کے دامن میں دوسرے آزاد ممالک سے الگ کو اس استقلال بجا رہا ہے انکی سالانہ آمدنی صرف ایک ملین پونڈ یعنی پچھڑ کروڑ روپیہ سکے عثمانیہ ہے ایران حیدرآباد سے کچھ گنا رقبہ مملکت رکھتا ہے اور عراق عرب کے گناؤں سے بڑے کر بلوچستان کے نہ و تک اور شمال میں تہرہ اور آذربائیجان کے علاقہ میں ایک وسیع سلسلہ بندرگاہوں کا رکھتا ہے اور بلوچ فارس اور سندھ پنج گناں کی آزاد تجارت ماری ہے باوجود اسکے اس کا محاصل حیدرآباد کی آمدنی سے کچھ بہت زیادہ نہیں صرف سات ملین پونڈ یعنی ساڑھے دس کروڑ روپیہ سکے عثمانیہ ہے افغانستان کے رقبہ کو آپ نے سنا کہ حیدرآباد سے تقریباً تین گنا زیادہ ہے۔ لیکن آمدنی کو آپ سینگے توجہ دے کریں گے کہ ایسے ممالک بھی دنیا میں آزاد اور خود مختار ہیں اور اپنی خود مختاری کو دنیا سے تسلیم کر رہے ہیں۔ افغانستان کی موجودہ آمدنی چار کروڑ پچاس لاکھ روپیہ افغانی ہے جس کا شرح تبادلہ اس وقت جب کہ میں افغانستان میں تھا تین پونڈ کا بل مساوی ایک روپیہ کھڑا تھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ افغانستان کی موجودہ آمدنی صرف دیرہ کروڑ روپیہ ہے۔ عراق کا رقبہ حیدرآباد سے دو گنا زیادہ ہے اور یہ

اسکی صنعت و حرفت کی زندگی ایام طفولیت سے ذکر کر
عرصہ شباب میں قدم نہیں رکھنے باقی ہے اسکی تجارت
بندرگاہ کے فقدان اور رعایا کی عدم رجحان طبع
کی وجہ سے ابتدائی مدارج میں ہے۔ اگر روٹی اور
تیل نکالنے والے اجناس کی کاشت میں محکمہ زراعت
کی کوششیں کامیاب ہو جائیں اور ہمارا محکمہ صنعت
و حرفت اپنی تمام خام پیداوار کو بکار آمد بنانے
کے قابل ہو جائے اور ہماری منڈیاں اپنے مال
سے چر ہو کر دوسرے مارکیٹوں میں اپنی پیداوار پہنچے
لیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کا ملک دنیا کے بڑے
بڑے ممالک کے روبرو گردن افشار دراز کر سکیگا
ان تمام نقاط نگاہ سے غور کیجئے اور اپنے آپ کو
بھیجائیے کہ دنیا کے ممالک میں آپ کا کیا درجہ ہے
یہ متغور کہ آپ اپنی قدر کو صرف انفرادی زندگی میں
نہیں اس سے زیادہ اجتماعی زندگی میں آزما جانے
کے قابل ہے۔ لیکن آپ اپنی قدر اسی وقت کر سکیں گے
جب پہلے اپنے آپ کو پہچان لینگے۔

رقبہ آبادی اور دولت ہی کسی ملک کی قابل
تعریف خصوصیات نہیں ہو سکتیں اگر وہاں کے رہنے
والوں میں اس رقبہ اور آبادی پر حکومت کرنے
اور اس دولت کو کام میں لانے کی صلاحیت نہ ہو
حیدر آباد نے انتظامی معاملات سے اطمینان حاصل

دنیا میں وہی شخص بالدار نہیں کہلایا جاسکتا جسکی
آمدنی زیادہ ہو بلکہ اس کے متول کے اندازہ کیلئے
خارج اور قرض کا اندازہ بھی ضروری ہے۔ دنیا میں
ایسی بہت سی عظیم المرتبت سلطنتیں بلکہ شہنشاہتیں
آپ کو پیش کی جاسکتی ہیں کہیں زیادہ آمدنی ملتی
ہیں لیکن سال کو دو مرتبہ امریکہ کے قرضہ کی صرف سود
کی ادائیگی کا سوال اُن کیلئے سوہان روح بن جاتا
ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم نے اُن کے خزانوں کو مالی
اور اُن کے جیبوں کو لیکا کر دیا لیکن حیدر آباد اپنے
روز افزوں ترقیوں اور اخراجات کی زیادتیوں
کے باوجود کسی حکومت اور سلطنت کے روبرو شرمندہ
اور حجل نہیں ہے اسکا موازنہ خود موجودہ زمانے
میں کساد بازاری اور رعایا کے ساتھ عظیم المثال
حسن سلوک کے باوجود اپنے توازن کو نہیں کھوتا
بلکہ دنیا کے مختلف گوشوں سے نگاہیں حن طلب
کے انداز میں اس کے خوان نعمت کی طرف اٹھتی
ہیں پھر ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حیدر آباد
کی انتہائی آمدنی ہے اور اس نے اپنے تمام ذرائع
آمدنی کو بہ تمام و کمال آزما لیا ہے۔ نہیں۔ ابھی
بہت کمزور اس کے معدن زمین کی جا وراوڑ ہے
گنہامی کی غیند سو رہے ہیں۔ اسکی زراعتی ترقی
پہلی کڑوٹ میں بیداری کی شکل اختیار نہیں کر سکی ہے

کرنے کے بعد اپنی سب سے بڑی توجہ اپنے فرزند کی تعلیم و تربیت میں دی۔ اگر آپ ہمارے ان تنگ قلبی کو یورپین ممالک کے مقابلہ میں دیکھتے ہیں تو بینک ہم ان سے بھی پیچھے ہیں۔ لیکن اگر مشرقی آزاد اور خود مختار ممالک سے ہمارا مقابلہ کیا جاتا ہے تو ہم بلا خوف و ہراس کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے اکثر ان کیلئے ہماری مثالیں اور رات، مٹنی اور تاریکی کے مقابلے کے مانند ہے۔ ہماری خود مختار رعایا پر یہ حکومت نے اپنی رعایا کی تعلیم ہی کا خیال نہیں کیا بلکہ اس کی تربیت پر بھی توجہ کی۔ برطانوی ہند کے مقابل اور تجربہ کار انتظام کی خدمات بڑی بڑی پیش قدمیاں ہمارے ہاں پر صرف اس لئے حاصل کی گئیں کہ وہ ملک کے فرزند کو ملک کی ضروریات کے مطابق تیار کریں مگر آئندہ حیدرآباد کسی دوسرے کی امداد کے بغیر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکے۔ ہم اس غرض سے بلائے جانے والوں اور ہمارے ملک کی خدمات انجام دینے والوں کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے اب حیدرآباد کے فرزندوں کو اس قابل بنادیا ہے کہ وہ ان کے سپہاے کے بغیر کھڑے ہی نہیں بلکہ میدان کارزار میں بلا خوف و خطر دوڑ سکتے ہیں

دنیا میں ہمیشہ اقوام و ممالک کی برتری و غلبت کا دائرہ ریاست، اسباب و علامات سے قطع نظر جیسا اوپر ذکر کیا گیا کسی ملک کی اکثریت اور طاقت حربی کے اندازے پر راسخ ہے۔ اب ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ہم نے دوسرے ممالک آزاد پر رقبہ آبادی، مول تعلیم اور شائستگی کے اعتبار سے تو اپنا تفوق ثابت کیا لیکن اس زمانہ میں جھوٹی سے جھوٹی مملکت بھی اپنا کمال فوجی نظام رکھتی ہے کیا ہم اس حیثیت سے اپنے اعتبار کو ثابت کر سکتے ہو۔ میرا جواب بلا تردد اس بات میں ہے کہ اعتراف کرنے والوں نے حیدرآباد پر بہت ہی سرسری نظر ڈالی ہے۔ انہوں نے اس کے تاریخ اور جغرافیہ کا پورا مطالعہ نہیں کیا۔ وہ صرف ایسٹل سروس رولیس۔ گوگلنڈہ لائسنس۔ کیاٹری گارڈ۔ انگریزی ٹوب خانہ اور نظم جمعیت کو ہی حیدرآباد کا کل عسکری نظام خیال کرتے ہیں۔ اور احوال ترکیبی بلارم کی افواج کو انہوں نے بالکل جداگانہ طاقت تصور کر رکھا ہے۔ حالانکہ ایک حقیقت ہے کہ یہ فوجیں انتہائی گراؤنگار فوجیں نہیں بلکہ عساکر آصفی ہیں جو حیدرآباد کے خراج بر حیدرآباد کیلئے اس کے قابل احترم طیف سلطنت عالیہ برطانیہ نے تیار کیا اور تیار رکھا ہے۔ اب ان سب فوجوں کو ایک جا کر اور تباؤ کر کیا حیدرآباد کا نظام فوجی کسی اور نظام

سازشوں کی آماجگاہ نہیں بلکہ یہاں امن و عافیت
دالینا ہے۔

غالباً ان تمام حالات کو نظر اور اپنی حکمت کی
علمت کا تصور کر کے آپ کو حیرت ہوگی اور اس
میں اضافہ اس حقیقت نے کیا کہ موجود دنیا کے اکثر
خود مختار اور آزاد ممالک کا ہم بابہ بلکہ ملحد بابہ ہونے
کے حیدرآباد اس مرتبہ سیاسی سے محروم ہے جو
دوسروں کو حاصل ہے۔ آپ بوجہ کہتے ہیں کہ کیوں
ہمارے آپ کے بادشاہ جمہاؤر اعلیٰ حضرت قدرت
نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام الملک آصفیہ
سایع خلد اللہ ملکہ کے اسم گرامی کے ساتھ ہر مجبئی
کا لقب شامل نہیں ہے آپ یحییٰ سے دریافت
کر رہے ہیں اور آپ کو کرنا چاہئے کہ کیوں آپ کا بیٹا
کم از کم حدود ہندوستان میں نہیں چلتا جبکہ ہم سے
نہایت کم حیثیت رکھنے والے مالک کی ڈاک ان
ہی کے بیٹے پر دنیا کے طول و عرض کو طے کر رہی ہے
کیونکہ آپ کے سکے کی قیمت حیدرآباد سے باہر کل کر
ٹھیکری اور پیسہ سے زیادہ نہیں رہ جاتی اور ہمیں مداس
کے مارکٹ میں اس کے لئے گنجائش نہ ہونے لگی ہے
آپ کا یہ سوال بھی ایک حد تک بجا ہے کہ کیوں لندن
اور دہلی میں سفارت خانہ حیدرآباد کی کوئی عمارت نظر
نہیں آتی۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے ان سوالات کا

مسکری سے کم ہے۔ پھر خیرافنی حیثیت کو بھی نظر انداز
کرنا چاہئے کہ دوسری حکومتیں اپنے اطراف و جانب
بغیر کا جوم رکھتی ہیں۔ افغانستان کے ایک طرف
انگریز ہیں جن سے اس کی کبھی نہیں بنتی دوسری طرف
روس ہے جو اپنے موقعہ کو کبھی راتھ سے دنیا نہیں چاہتا
قبرے طرف ایران ہے جسے ایک حریف حکومت
کہا جاسکتا ہے جو تاریخ قدیم میں بھی بستان اور اس
کے مشرقی علاقوں سے ہمیشہ برسرِ بیکار رہی یہی
مال خود ایران، عراق، حجاز، ترکیہ، اور تمام
یورپ کے آزاد اور خود مختار ملکوں کا ہے برطان
اس کے حیدرآباد اپنے اطراف صرف ایک مملکت رکھتا
ہے۔ جو اسکی دوست اور ایسی حلیف ہے کہ جسکے محبت
کو سلاطین آصفیہ نے تاریخ کے ہر دور میں مضبوط رکھا
ہے۔ جنوب اور مغرب کی طاقتیں جن سے حیدرآباد کو
تکے دن برسرِ بیکار رہنا پڑتا تھا تاریخ کے ابتدائی
اس دور میں ختم ہو گئیں جبکہ وہ اعلان خود مختاری
کیا گیا تھا جسکی ہم یاد منارہے ہیں۔ اب حیدرآباد کو
کسی سے لڑنا نہیں ہے بلکہ جو تیار ہی بھی اس نے
کی ہے وہ اس لئے زیادہ ہے کہ وہ صرف اپنی طاقت
اور حلیف کی وقتاً فوقتاً امداد کے لئے کی گئی ہے اندرونی
انتظام کیلئے وہ جمعیت کافی ہے کچھ زیادہ ہی کوئی جاؤ
ہے کیونکہ حیدرآباد افغانستان، ترکیہ، حجاز و نجد کی طرح

کیا جواب دوں۔ اول تو مجھے کوئی جواب سوچ نہیں رہا ہے۔ دوسرے شاید خباب صدر بھی اس مقام پر مجھے اپنے مدون سے گذرا ہوا محسوس فرمائیں۔ اس لئے صرف یہ کہہ کر خاتوش ہو جانا ہوں۔

دعا ہے کہ وہ صبر رکھیں اور شاید آپ کا احساس اور طلب صادق اس وقت کو جلد لائے۔

خبر رسالت یا صلی اللہ علیہ وسلم عملی نمونہ

— لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کون سا عمل بہ
زیادہ پسند ہے جواب میں ارشاد فرمایا۔
اللہ کے پاس وہی عمل زیادہ پسندیدہ
ہے جس میں ہنسنگی ہو خواہ وہ مقدار میں نہایت

آنحضرت مسلم لبیک (حاضر) ہی فرماتے۔
ابو داؤد میں حضرت فضالہ بن عیینہ سے روا
ہے کہ آنحضرت مسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے
منع فرماتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی منگل
یا دن بھی چلا کریں۔

ہی کم ہو۔
— لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن اور مسلمان کی تعریف پوچھی۔ جواب میں فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ اسی طرح تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو کچھ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

شمالی ترمدی میں ہو کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
الہ وسلم کی جاد اور موٹا بھٹا استعمال فرماتے تھے۔
ایک شخص حاضر ہوا وہ بنی کریم صلی اللہ علیہ
و سلم کی بیت سے لرز گیا بنی کریم صلی اللہ علیہ
و سلم کچھ مبرا نہ کروین بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں قریش
کی ایک غریب عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت
کھایا کرتی تھی۔ (۱) ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم
موضع جفاڑ میں تشریف فرما تھے حضرت علیؑ بھی تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو کشتی بوند
کا حکم دیا۔ (۲) ... حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے
زمانہ میں یہ عام حکم جاری فرمایا تھا کہ اگر کوئی عظیم و فاضل
کے بعد تو میں تیرا ہوں ایک کرہ ہند یا نکل جائے درلوداشتی سات

حضرت عائشہ مدینہ فرماتی ہیں کوئی شخص
بھی اچھے ملقب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صحابی بلا لایا اگر کوئی آدمی سب سے جواب میں .

میں نے اس موضوع پر تجاویز کی تشکیل کو باب حکومت کی امور دستوری کی مجلس کے تفویض کر دیا ہے لیکن میں اور میرے وزرا محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسے معاملہ میں جس کا عوام سے اس قدر قریبی تعلق ہو مجلس مذکورہ کو بڑی سہولت ہوگی اگر منجملہ اور مواد کے سرکاری اور غیر سرکاری افراد کی ایک آزاد اور تجربہ کار جماعت کی سفارشات بھی اسکے پیش نظر رہیں۔ اس کمیٹی کی رکنیت اور اس کے فرائض کے متعلق میں نے اپنے احکام صدر اعظم باب حکومت کو دیدیے ہیں جو تمہارے : : : : : بھی صدر اور آج میری طرف سے تمہیں یہ پیغام شمار ہے میں میری خواہش ہے کہ یہ کمیٹی اپنا مقصد کام جلد سے جلد انجام دے اور اپنی سفارشات میری حکومت کے سامنے اندرون ششماہ پیش کر دے مجھے اطمینان ہے کہ کمیٹی کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہوگا اور وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کام کی اہمیت کا پورا لحاظ رکھے گی۔ اسی منی والا تمام من اللہ

اس مقصد عظیم کی تکمیل حضرت اقدس واعلیٰ نے ایک کمیٹی کی تشکیل کو منظور فرمایا ہے اور اسکو مجاز قرار دیا ہے کہ ملک کے مختلف اعراض اور حکومت کے مابین زیادہ موثر اشتراک عمل کے ایسے متبادل طریقوں کی تحقیق کرنا اور ان کے متعلق سفارشات پیش کرنا جو ریاست کے حالات اور ضرورت کے مد نظر موزوں اور قابل عمل ہوں اور جن سے حکومت رعایا کی ضروریات اور خدمات سے ہمتہ واقف رہ سکے۔ اور توقع ہے کہ اس کمیشن کے ذریعہ اہل ملک کو بہت کچھ فوائد ملینگے۔

ایسے عدل گسر رعایا پرور بیدار مغز اور روشن دماغ بادشاہ کھیلنے ہماری دعا ہے کہ

شاہاں اساس ملک تہواستوار باد

عمر تو ہچا دور فلک بے شمار باد

محمد عمر راجا دیو یونانی تحصیل مسجد روپر و صدر دیو یونانی حیدر آباد کن۔ ہاری دوکان ہرم کے ادویہ مفرد اور مرکبات شربت لائے صاف عرقیات مازہ و مرہبہ جادو جادہت شک فالحین عین خالص اعرفان اصلی روغن بادام خالص عرق بید خشک لاہوری و چند بید تر لبو کہ جو امہر دار و الشکجہ امہر دار۔ خیرہ عروارید جو امہر دار۔ مغر ج یا قوتی جو امہر دار و خیرہ قیمیت و اجنبی قابل اطمینان ملتے ہیں اور اصل کے فرائضات بدریہ۔ دی پی روانہ کئے جاسکتے ہیں۔

کہاں کیا ہو رہا ہے

اس ماہ سے ہم نے ارادہ کیا جو کہ کہاں کیا پور ہا ہے کے عنوان سے مجلہ میں ایک جدید باب کا اضافہ کریں اور اس حصے کے ذریعہ حالات دنیا پر ایک مفید تبصرہ لکھیں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ اس ماہ میں دنیا کی رفا کیا رہی ہم میں اور ان میں کیا فرق ہوا اور ہمارے ملک کے حالات کھسے رہے۔

اسپین کی خانہ جنگی ایک عرصے سے اسپین میں خانہ جنگی کا دور جاری ہے حکومت .. اور باغیوں میں اکثر دفعہ بڑی گھمان لڑائی ہوتی رہی بعض اوقات باغی قلعے کے قریب تک پہنچ گئے ۔ مگر ابھی تک ان دونوں میں سے کسی کو بھی غلبہ حاصل نہیں ہوا۔

ترکی معاہدہ مانسرو کے ذریعہ آبنائو کی قلعہ بندی ہوئی تھی اس کا ایک سال ختم ہونے پر ترکی کی جانب سے درہ دانیال اور باغور میں جشنِ عسکری منایا گیا بھروسہ میں جنگِ جہان ہر طرف توپ کے گولے برساتے ہوئے گھومے اور ہر شخص ان آبنائوں

ایک ایسی لہریں لگی ہے جس کا رنگنا دشوار ہے
ہر حیثیت سے یورپ کا یہ بیمار متمدن دنیا کے مقابل
آکھڑا ہوا ہے حال کا واقعہ ہے کہ ترکی حکومت نے
جس کے حربی کاغذوں کے ذریعہ (۲۲) ہوائی
جہاز تیار کرائے جب یہ جہاز تیار ہو کر ملک میں داخل
ہوئے تو فوجیوں اور شہریوں نے ان جہازوں
کا نہایت شاندار استقبال اور اس خصوص میں ایک جملہ تصدیق
جس میں ترکی پرواز کے افسر علی حلیم پاشا نے مجمع کو
غالب ہو کر کہا۔

اے غیور و جوانمرد ترکو!

خدا کے فضل سے آج ہم مطمئن ہیں کہ دشمنوں
کی سرکونی کیلئے ہمارا بچہ بچہ مسلح ہے ہم امن اور سلامتی
کے داعی اول ہیں اور ہم جنگ کو خدا کا عذاب
سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی قوت ہم سے چھڑ جھاڑ لگی
تو ہم اسکی گردن توڑ کر دم لین گے ہم اپنے ارادوں
میں اور اپنے اعمال میں فتح و کامرانی کی محکم تصویریں

دیکھ رہے ہیں اور اگر اس کا موقع آگیا تو ہم دنیا
کو دکھا دیں گے کہ یورپ کا ہر دہانہ صرف تمدن
ہو گیا ہے بلکہ وہ اپنی طاقت کے بہرہ سے بے ملو
اور کمزوروں کی امداد پر بھی آمادہ ہو گیا ہے
روس - جرمنی اور برطانیہ سے ہمارے
تعلقات مستحکم ہیں انکی کے لئے یہ موقع ہے کہ وہ

روئے سام اوقاف متولیوں کے تفویض کر دیتے
البتہ یہ متولی وزارت اوقاف کے جواب دہ رہینگے
اور متولیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اوقاف کی
آمدنی سے ملکی ضروریات کا لحاظ رکھیں کما حقہ آباد
اور ہندوستان میں بھی اس پر توجہ کجا سکینگے۔ بہت
ترکی حکومت کی اتحادی حالت بھی نہایت
اچھے اصول پر قائم کی گئی ہے اور ہر وقت اسکی کوشش
کیجاتی رہتی ہے کہ برآمد بڑھے اور درآمد گھٹے جائے
۱۳۶۶ء میں درآمد کے مقابلہ میں برآمد کا

افاضہ ہوا ہے جس پر سارا ملک اظہار مسرت کر رہا
ہے دوسرے لوگ اس افاضہ پر رشک کرتے
رہتے ہیں آج کل عام طور پر یورپ میں شرح
پیدائش کم ہو رہی ہے مگر ترکوں کی یہ خوش قسمتی
ہے کہ ترکی میں شرح پیدائش روس کے بعد
سے زیادہ ہے۔

موجودہ ترکی انقلاب ان قوموں کیلئے جو قومز
میں گرے ہوئے ہیں موجب عبرت اور سبق آموز
ہیں انہوں نے کس طرح خلافت کو برخواست کیا
اور اس کے بعد کس حد تک اسے ملک کے اندرونی
حالات کی اصلاح کی آج سارا ترک خواندہ اور
تعلیم یافتہ ہوجا ہے ملک میں ترقی اور عروج کی

و صداقت کو منظور کر لیا میں نے جس وقت معاہدہ کے وثائق پارلیمنٹ میں پیش کئے تو مجھے اس جرئت انگیز شعور کا احساس ہوا جو اہل مصر کو ترکی کے ساتھ ہے گو یاد و نون حقیقی یہائی ہیں آئندہ موسم سرما میں آپ کی سیاحت مصر صداقت کی مضبوط مظہر ہوگی اور مصر و ترکی میں روابط مستحکم ہو جائیں گے اس برقیہ کے جواب میں توفیق رشدی آدہیں وزیر خارجہ ترکی نے لکھا کہ

قولِ اسلامی کا اتحاد | چنانچہ ترکوں نے اپنے ملک کی عام اصلاح کرنی ہے اسی طرح اس کا یہ بھی منشا ہے کہ اسلامی دہل میں باہمی اتحاد و اتفاق رہے اور ان سب کی متحدہ کوششوں کیسے محاذ قائم کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے ترکی ایک حوصلے سے کوشش کر رہا تھا خدا کا شکر ہے کہ اب ترک اپنے مقصد میں کامیاب نظر آ رہے ہیں۔

سب سے پہلے ایران افغانستان ترکوں
کے دوست ہو چکے تھے اب عراق مصر اور نجد
عجاز اور یمن کے سلاطین بھی پھر ان بھوں نے ترکی
کے ساتھ دوست کا اظہار کیا ہے الہام کا نامہ
میں لکھا ہے کہ وزیر خارجہ مصر نے وزیر خارجہ ترکی
کے نام اس قسم کا ایک برقیہ روانہ کیا ہے۔

انجناب یگو میں مسرت کے ساتھ اطلاع دینے کے قابل ہوں کہ ہمارے مجالس نواب شیوخ علیہ السلام آراء برکلی مٹھری معاہدات مودت

بادشاہ نہیں ہیں بلکہ یہ مسلمان عیسائی قبطی یا جو بھی ان کے رعایا ہیں ان سب کے بادشاہ ہیں۔
 ماہم مصطفیٰ مراغی شیخ الازہر نے اس تعریف سعید سکون بادشاہ کو عثمانی نماز جامع ازہر میں پڑوائی اور بادشاہ کی خدمت میں قرآن مجید اور صحیح بخاری کا ایک نسخہ پیش کیا جس کو بادشاہ نے نہایت آداب و احترام سے قبول کیا آخر میں بارگاہ الہی میں درازی عمر، استقامت عیلتی دعا لگی اور النجا کی قسط کے نوحوان شاہ فاروق کو مصر اور اسلام کا سچا خادم بنائے اور ان سے وہ کام لے جو یونانی اور حبشانی طور پر مفید ہوں۔

تھوٹ خلافت کے بعد مصریوں کی کوششیں تھیں کہ بھر ایک مرتبہ خلافت کا احیاء ہو جائے چنانچہ مال الکلیہ اطلاع وصول ہوئی ہے کہ قاہرہ میں علماء کی ایک جماعت مقرر ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ خلافت کی تحریک کو پھر زندہ کیا جائے اور شاہ فاروق کو خلیفہ منتخب کیا جائے ہنوز اس کی بکری تصدیق نہیں ہوئی... لیکن امکان ہے کہ خلافت کا احیاء مصر سے یا ترک سے ہی ہو جائے اس مرتبہ کی خلافت پہلے جیسی نہ رہے گی

حال کی اطلاع ہے کہ گزشتہ ماہ ترکوں میں دس دس سال کے بچوں کا فوجی مظاہرہ عمل میں آیا یہ بچے حال ہی میں فوجی بھرتی میں داخل ہوئے تھے مظاہرہ کے وقت ہر بچے کے سینہ پر ایک کتبہ آویزاں تھا جس پر ماؤں نے لکھا تھا۔
 ”ہم ان بچوں کو حکومت کے حوالے کرتے ہیں ہندوستان“ نہایت سوچ بچار کے بعد کانگریس نے وزارتوں کو قبول کیے اب اس کی وزارتیں ہندوستان کے دس بڑے صوبوں میں قائم ہو چکی ہیں سب سے پہلے کانگریسوں نے اپنی نوجوان میں کمی کی اور ہر وزیر کی تنخواہ ۵۰۰۰ روپے قرار دی اس کے بعد کانگریسی وزرا نے اہل ملک کی عام اصلاح کیلئے ایک نظام العمل بنایا اس نظام العمل میں سب سے پہلے سیاسی قیدیوں کی غیر بشرط رہائی کو جگہ دی اور ساتھ ساتھ حب ذیل رہا باتوں کا لحاظ رکھا گیا۔

(۱) ان سرکاری ملازمین کو جنہوں نے تحریک شہنشاہ اور عدم تشدد کے سلسلہ میں نوکری سے مستعفی ہو چکے تھے یا درخواست کر دے گئے تھے انہیں دوبارہ اپنے عہدوں پر واپس بلا لیا جائے (۲) عدم ادائیگی ٹیکس کی صورت میں جو جائیداد ضبط کر لی گئی تھیں وہ واپس دیدے جائیں

(۳) سیاسی جموں کی ضمانتیں اور جبراً واپس کر دے جائیں۔

(۴) جہانگ کا گریسی وزارتوں کے اختیار میں ہے صوبہ جاتوں میں قانون تشدد کی تشیع عمل میں لائی جائے عرض اس قسم کے دیگر مفید معاشرتی اور سماجی اصلاحات کو اپنے نظام عمل میں شامل کر لیا ہے جس کے سبب ملک پر نہایت گہرا اور خوشگوار اثر پڑا اور عام حالات پر ایک عظیم انقلاب رونما ہونے کی توقع ہے۔

ہند کے باشندے ایک زمانے سے ایک ایسی حکومت کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے تھے جو غیر ملکی ہیں اور جس کے مفاد اہل ہند کے مفاد سے مختلف ہیں اس لئے اب تک ہند کے رہنے والے قومی حکومت کے غمراہات و برکاشوں قلعہ نا آشنا تھے اب جبکہ کانگریسی وزارتوں کا

ملک پر اطمینان بخش اثر پڑ رہا ہے اور اہل ہند کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور انہیں نظر آنے لگا ہے کہ اینٹوں اور عینروں کی حکومت میں کیا فرق ہوتا ہے علامہ بکھارچند نے اپنے نظام مانے کے ذریعہ اہل ہند کو.....

..... اس قلیل عرصے میں بہت سی فائدہ پہنچا دی ہے جس کے نتیجے میں تحریک عام ہوتی جا رہی ہے دیہاتوں کی خوشن آواز اور موری ہے لگان میں کمی قرضوں کا فائدہ منیٹا کا ملک تمام بیکاری کا انداد تعلیم کا رواج غرض ان سب کو

میں اثری جوٹی کا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کانگریس نے انتخاب کے وقت ملک سے جو وعدے کئے تھے ان پر وہ سختی سے پابند ہے

اگر دوسرے زیادہ ریاستیں اس طرح ملکر ایک نئی ریاست بنائیں کہ ان کا وجود بھی قائم رہے اور ان سے ملکر جو ریاست بنے ہے اس میں ریاست کے تمام اوصاف موجود ہوں تو اسے وفاق کہنگے ۱۱، یا وفاق سے مراد خیر ریاستوں کا اتحاد ہوتا ہے جو خارجہ تعلقات کیلئے مشترکہ ادارہ قائم کرتی ہیں اندرونی معاملات میں ہر ریاست کم یا زیادہ خود مختار ہوتی ہے گورنری حکومت اور وفاق و حد قون ہی کے نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے) بہت سے اختیار وید سے جاتے ہیں حالانکہ متحدہ امریکا، سوئٹزر لینڈ اسکی بڑائی مثالیں ہیں۔

ہندوستان میں بھی اب اسی طرح کے اتحاد کی کوشش ہو رہی ہے (۲) اور جو دستور اس خصوص میں نافذ ہوا ہے اس سے کانگریس رضامند نہیں ہے جس کے باعث کانگریس کا ارادہ ہے کہ وہ وفاق کے نفاذ کا شدید مزاحمت کرے نڈت جواہر لال نہرو نے ممبئی کے کانگریسی جلسے میں کانگریسوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ۔

(۱) جامعہ ۱۹۲۶ء قانون بنی الممالک ۲۷۷

ہم ہندوستانی وفاق کی معاونت کریں گے
ہم اسکو ٹوڑ ڈالیں گے ہم اسکو بارہ بارہ کر دیں گے
اور اسکو جلادیں گے اور جو کوئی ایکٹ کے نفاذ پر بحث
کرے وہ وطن کا غدار ہے۔

وفاق میں فوائد زیادہ ہیں یا نہیں بار بار بحث
گورنمنٹ نے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ شرکت
یا عدم شرکت کا تعین بالکل ریاستوں کے مطابق
ہر منحصر ہے اور ہر ریاست اپنے اپنے حالات اور
روایات کے لحاظ سے اس مسئلہ پر آزادی ہے
غور کرنا چاہیے کہ یہ فردی ہے کہ ملک کے مفکرین
ایک جگہ جمع ہو کر اپنے شعبہ العین کو متعین کریں
لیکن ظاہر ہے کہ یہ کام بلا آزادی تقریر اور اشتہار
محاس کے ہو نہیں سکتا۔

حیدر آباد اہل ہند کے لئے مقامی دستور کی جو تجویز
ہوتی ہے اسی لحاظ سے ہند کے تمام دیسی ریاستوں
میں اس قسم کا قانون نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی
ہے۔ بعض ریاستوں نے شرکت وفاق میں رضامندی
ظاہر کی ہے اور بعضوں نے انکار کیا ہے حیدر آباد
جو ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست
ہے اس نے ابھی تک اپنی شرکت کے متعلق کوئی
قطعی تعین نہیں کیا... لیکن جو حالات اس حضوں
میں پیدا ہو گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرکت
وفاق پھیلے سب سے زیادہ امر حیدر آباد سے
ہو رہا ہے۔ اور اس امر کو مال دینا ہمارے
بس میں نہیں ہے اہل ملک کا ایک درمند طبقہ اس
بر امر رور رہا ہے کہ چاہے ہم وفاق میں شرکت
ہوں یا نہ ہوں ہمارے لئے اپنی سیاسی حیثیت
کو زمین کر لینا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ معاہدات
ہی سیاسی تعلقات کا صحیح معیار بن سکتے ہیں۔ اس
دہم کی تکمیل کے بعد ہمیں اس پر غور کرنا ہے کہ شرکت

ملدی انتخابات حیدر آباد نے بھی اپنی بلدیہ کو
جو اختیارات دے دیے ہیں اس کے تحت اسکے لوگوں کو
کے انتخاب ہر تین سال میں ایک مرتبہ محل میں
آتے ہیں اور یہ منتخب اشخاص قوم کے نمائندے کہلائے
جاتے ہیں پہلا انتخاب ۱۳۳۳ء میں ہوا تھا دوسرے
انتخاب ۱۳۳۶ء میں ہوا تا کہ ۱۳۴۰ء سے
جدید منتخب اشخاص ملدی خد مات کو انجام دیں۔
لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس انتخاب میں
فرقہ داری اور پارٹی سٹم کے زہر ملی جذبات
جیج آج دیگر خالک میں پھیلے ہوئے ہیں ان سے
آخر حیدر آباد بھی محفوظ رہ نہ سکا یہ زہر ملی
فضائیاں بھی پھیل گئی۔ عثمانیہ ملدی جاہت

”خلیفہ برہمک“ میں اسی موقع کی یاد دلا رہے۔ اس سال بھی مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائے جلوسے منعقد ہوئے اور باشندگان مدراس نے اپنے ہاں جلسہ عام منعقد کر کے جلالت آب شاہ دکن کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کئے۔

اس سال بھی حیدرآباد کے مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائے جلوسے منعقد ہوئے اور بالخصوص مسجد فیضانہ مسجد توبہ خانہ مسجد کٹھنڈی مسجد فصیح جنگ اور مسجد حضرت کھڑاوی والے شاہ صاحب اور شخص صاحب کی مسجد میں دولت آصفیہ اور شاہ دکن کیلئے دعائیں مانگی گئیں اور بدھتم دعا شیرینی بھی تقسیم ہوئی۔ صدر مجلس اتحاد السلیمن کے جانب سے ایک وسیع عمارت بھی دی گئی۔ روزنامہ صحیفہ نے خصوصی ہفت روزہ لکھا۔ سلطان مدراس نے رجوالہ رہبر دکن اور سلطان بھوجا راہ نے رجوالہ صحیفہ شادار جلوسے اس موقع پر منعقد کئے اور اپنے ان جلسوں کے ذریعہ جلالت آب شاہ دکن کے خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کئے اور الکشاف کا ایک خصوصی نمبر یوم خود مختاری کے نام سے شائع ہوا۔

۲۹ رجب ۱۳۲۸ھ
۲۸۲ بہمن ۱۳۳۹ھ

اس سال روزنامہ مشور نے آزادی نمبر شائع کیا جس کے بعض مضامین اب تک مکرر نقل ہوتے رہتے ہیں۔ بابر شاہی کشافوں نے بعد ازاں جسٹس نواب کبریا جنگ بہادر جلوسے منایا۔ جس میں نواب بہادر یا جنگ بہادر نے بھی تقریر کی تھی۔ رہبر دکن میں ایک اپیل شائع ہوئی تھی کہ یوم خود مختاری کے موقع پر ڈاک کے خصوصی ٹکٹ جاری کئے جائیں و نیز محاکم محروسہ سرکار عالی کے اندر اور باہر سلطنت آصفیہ کی اطلاع و بہبود کیلئے دعائیں کی جائیں چنانچہ اس سال مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں اور الکشاف کا ایک خصوصی نمبر شائع ہوا۔

۲۹ رجب ۱۳۲۹ھ
۱۶۲ بہمن ۱۳۳۱ھ

اس سال بھی مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں دعائوں کا نظم رہا اور انجمن طلباء قدیم مدرسہ نظامیہ کے جانب سے بعد ازاں ڈاکٹر سید محمد قاسم صاحب ناظم سمیات جلسہ دعائے منایا گیا۔ بابر شاہی کشافوں نے رجوالہ رہبر دکن جسٹس نواب ناظر یا جنگ بہادر کی صدارت میں تقریب منائی۔ اور ہر سال مناتے آ رہے ہیں کبھی تقدس آب

۲۹ رجب ۱۳۵۰ھ
۶۲ بہمن ۱۳۵۱ھ

مولوی سید محمد بادشاہ جینی صاحب (نظامیہ) کی کبھی بہادر یا جنگ بہادری اور کبھی دوسرے لوگوں کی عداوت میں جس میں نظام اور عداوت پر و فیضان جامہ عثمانیہ اور دیگر بڑی شخصیتیں بھی تقریریں کرتی رہی ہیں۔ اور لکشاؤ کا ایک خصوصی نمبر بہادر سلطنت آصفیہ شائع ہوا۔ جس کے بعض مضامین اب تک متسلل ہوتے رہتے ہیں۔

اس سال بھی مساجد اور دوسرے عبادت گاہوں میں سلطنت آصفیہ کیلئے دعائیں کی گئیں اور انہیں طلباء و قدیم مدرسہ نظامیہ کے جانب سے جلسہ دعائے عداوت مولوی سید احمد علی صاحب قادری صوفی منایا گیا۔ بابر شاہی کشافوں نے بھی یہ تقریب منائی۔

اس سال بھی مساجد اور دوسرے عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ انہیں طلبہ قدیم مدرسہ نظامیہ و بابر شاہی کشافوں نے اس تقریب کو نہایت عمدگی سے منائے اور اس تقریب میں لکشاؤ کا ایک خصوصی نمبر شائع ہوا۔

اس سال جشن خود مختاری سلطنت آصفیہ کے اہتمام و انتظام کیلئے ایک کمیٹی کا انعقاد عمل میں آیا اور اخبارات میں ایک اپیل شائع کرائی گئی۔ اپیل کے ذریعہ حیدر آبادیوں سے خواہش کی گئی کہ وہ اپنے یوم خود مختاری کو عمدہ اصول اور دلچسپ طریقوں سے منائیں چنانچہ مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں سلطنت آصفیہ کیلئے دعائیں کی گئیں۔

یہ امر ہم حیدر آبادیوں کے لئے سب سے زیادہ مسرت و فخر و مباہات ہے کہ حالات آب و محضرت علامہ علی گڑھ سلطنت نے پھر ایک مرتبہ ہم حیدر آبادیوں کی غفلت سے چمکا کر دوبارہ خود مختاری کی دولت سے اس طور پر ہمیں بہرہ ور فرمایا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹۵

اسے اس اس سلطنت چوں اوبنا کرد
چحق عدل آصف جاہ ادا کرد
بہ گلزار کن عثمان بنگ کن
کہ غنچہ را گل خنداں صبا کرد

اسی طرح اخبار ربربر کن نے بھی ایک خصوصی مقالہ لکھا اور اپنے مقالہ میں اس امر کو واضح کیا کہ وہ کیا ہی اچھا ہے کہ ہم آج بھی گزشتہ سالوں کی طرح ایک عظیم الشان جلسہ خود مختاری سلطنت آصفیہ منعقد کرتے اور اس میں مختلف تقریروں کی روشنی میں یہہ دیکھ لیتے کہ ہم آج کے روز کبھی کیا تھے اور آج کیا ہیں۔ اپنے ماضی سے حال کا مقابلہ علی العموم مستقبل کے بہتر بنانے کا باعث ہو اگر تاہم۔ اس سے ایک طرح کی عزیمت اقوام میں پیدا ہو جاتی ہے جس کے پیدا ہو جانے کے بعد ان کا آگے کی طرف بڑھنا لازمی ہے۔ یہیں اس مسئلہ پر بھی غور کر لینا چاہئے کہ یہ خود مختاری دکن کیا چیز ہے۔

کنہر منوہر سنگھ ام ایس ایس بی وکسل ٹیکوٹ کی صدارت میں رالمطالعہ ویرمجان خول
کے جانب شاندار پیمانہ پر اس تقریب کو منایا گیا اور حضرت اقدس ناعلیٰ — سے لقب ہر محشی
کے برتنے کی استعداد نکلی۔

سال گزشتہ کی طرح سال حال بھی اہل مدراس نے لائیڈ روڈ مدراس میں زیر صدارت
مولوی محمد عبدالواحد صاحب خود مختاری سلطنت آصفیہ کا یوم استقلال منایا گیا جس میں حسبِ اہل
قرار دادین منظور ہوئے۔

فل یہ جلسہ یوم خود مختاری سلطنت آصفیہ کی عقیدت مندانہ مبارکباد و جلالت مآب حضور حضرت حضور نظام کی خدمت میں پیش کر چکی عزت حاصل تا ہے۔ **۱۱** یہ جلسہ حکومت ہند سے پرجوش استدعا کرتا ہے کہ سکندر آباد اور معلیٰ علیہ حضور نظام کو واپس کر دے جائیں۔ **۱۲** یہ جلسہ حضور حضرت کو ہر محبت کا خطاب عطا کر چکی استدعا کرتا ہے۔ **۱۳**۔ عالیہ اصلاحات میں گونہست آصفیہ کی حیثیت نیپال و عراق کی طرف خود مختار مستقل حکومت کی ہے۔

۲۹۔ ۱۳۵۲ھ رجب ۱۳۵۲ھ
۱۳۵۲ھ
اس سال بھی اس یوم مسرت کو قومی عید کی طرح منانے کی ایک میل شائع ہوئی۔ اخبار جمیعہ نے ایک مجموعی مقالہ لکھا۔ بارشہائی کشافوں نے بھی اس یوم کو بحسب طریقوں پر منایا۔ مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں سلطنت آصفیہ کے لئے دعائیں کی گئیں۔

۳۰۔ ۱۳۵۵ھ رجب ۱۳۵۵ھ
۱۱۔ ۱۳۵۶ھ آذر ۱۳۵۶ھ
اس سال بھی حسب عہد آہ قدم ممالک محروسہ کے سرکاری میں یادگار یوم خود مختاری کا دن یاد کیا گیا۔ اخبارات کے ذریعہ عوام کو اس یوم کی عظمت کے متعلق توجہ دلائی گئی مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں علیحدہ جلسے منعقد ہوئے۔

۲۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
مقامی اخبارات میں اپیل شائع کرائی گئی کہ ہم حیدر آبادیوں کو چاہئے کہ ۲۹۔ رجب کی عظمت پر غور فرما کر اس ایک قومی عید کی طرح ہر شخص اس روز عید منگا۔ خدا کا اس کا درخشاں ایک طرف ہیں خود مختار بنایا ہے تو دوسری طرف ہمارے مروج ایک محبت ملی قوم بادشاہ کا سایہ کا پیر ڈالا ہے جس کی حق پسندی اور حق جوئی سے ہم عمر دنیا نیالی ہے ضرورت اس کی ہے کہ تمام قلمرو آصفیہ میں حسب طریقوں پر اس با عظمت یوم کی یاد دلائیں (۱) منادر۔ مساجد اور کلیساؤں میں سلطنت آصفیہ کی دعائیں مانگی جائیں۔ (۲) ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے تمام پر عید منعقد کریں اور ان جوں میں سلطان آصفیہ کے اوصاف و خصال و انکی طرز حکمرانی کے اصول بیان کئے جائیں۔ (۳) صاحب مقامات حضرات سبط یہ بھی دعویٰ ہو کہ اس مبارک و با عظمت یوم مسرت کی تقریب میں پانچوں تہوں کی اعانت کریں ہی طرح اورستانی ضیافتیں کی جائیں (۴) اس امر کی ضرورت بھی ایک عہد محسوس گئی ہے کہ تقریر شاہی کو اچھے ماہرین کے اس وجہوں میں تسلیم کریں اور شخص اسکو پراکروا دیں اور اس کا پھان ایک قومی عید کے نمونہ کی طرح مختار کئے (۵) ان محافت رسالہ کا فرض ہے کہ وہ اس روز خود مختاری سلطنت آصفیہ کے تذکرے کیلئے عالم کھیں اور اس تقریب میں خاص خاص خبر لائیں غرض اس قسم کی دلچسپی اٹھانے کے جائز و متعینی طور پر صحیح مقاصد کے ساتھ اس روز کی تقیسات استعمال ہو گئی۔

۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۰۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ

۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۲۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۳۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۴۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۵۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۶۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۷۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۸۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۱۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۲۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۳۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۴۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۵۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۶۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۷۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۸۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۹۹۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ
۱۰۰۔ ۱۳۵۶ھ رجب ۱۳۵۶ھ

کوشش کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کیا ہم آئندہ ایسے
منجہ اشخاص سے جن کی ذہنیت اس قسم کی ہو
بھلائی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟

سر محمد یعقوب صاحب سابق لچیلٹو اسمبلی چند روز
کے لئے حیدرآباد اُسے تحفے طلبہ کے ایک جلسہ میں فرمایا
کہ حریت اور آزادی کے الفاظ آجکل بہت مرغوب ہیں
مسلمان نوجوانوں کو خصوصاً کسی دوسرے سے حریت
و آزادی کا سبق لینے کی ضرورت نہیں۔

اسلام کے گزشتہ کارنامے ہمارے سبق لینے کے
لئے کافی ہیں اسلام سے بڑھ کر کوئی اور قوم یا مذہب نے
آزادی اور حریت کا سبق نہیں سکھایا۔ ابتداء اور الحاحات
کا سبق بھی اسلام ہی کا مہربون منت ہے۔ موجودہ تہذیب
ہماری آنکھوں کو فرہ بنا رہی ہے۔ مادی تہذیب تکمیل منت
کیلئے کافی نہیں۔ اصلی تہذیب کی بنیاد مذہب پر رکھی جانی
چاہئے۔ انسانی تکمیل درستی اخلاق اور اعلیٰ خیالات پیدا
کرنے سے ہوتی ہے۔ مادہ پرستی سے ہر چیز حاصل نہیں ہوتی
وہ ہم جی بیکار رہے جس میں تہذیب و روحانیت کی روح
نہو یہ حیدرآبادیوں کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ سطح العلوم
سمر الملت و الدین علوم حضرت خرد کن خلد ملکہ و سلطنت کی قیادت
سے حیدرآباد دارالعلم ہو گیا یہاں باب العلم ہے جو برکش ایڈامیا
ہمارے میسین میں ہے قوم کے دماغ اصحاب کبار فرزند ہے کہ وہ حیدر
میں علم کی دیواروں کو مذہب کی بنیاد پر اٹھائیں۔

اور دیگر جہتیں ایک طرف رکھی سٹم پر کار بند ہیں تو مذہب
شیخہ اور سنی کے تباہ کن جذبات دوسری طرف موجز
ہیں۔ ان سب کے تعادم کے بعد جو اس کا من منتخب ہوں وہی
بلدی خدات انجام دیکھے۔ ایسے فتور اشخاص جو فرقہ واری
اور جماعت بنگا جذبات کے ہوں۔ ان سے بھلائی
کی توقع ہو سکتی ہے۔ واضعاً قانون نے انتخاب
بلدیہ کا جو مقصد قرار دیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ عوام میں صحیح طور پر ذمہ داری کا احساس پیدا کرایا
جائے اور بلدیہ کے معاملات عوام کی دلچسپی اور رہنمائی
سے بہتر طریقہ پر انجام دی جائیں۔

سال حال جو اشخاص منتخب ہوئے۔ انہوں نے
پہلے ہی مرتبہ اپنی کامیابی کے بعد اپنی اپنی سمت میں
جلوس کے ساتھ گشت کئے اور ان کے کارکنوں نے
دل کو لگا کر ناکام امیدوار کے شان میں جو کچھ نہ کہنا
تھا کہا۔ اس قسم کے جلوس اور خدواؤں سے
سمت کے لوگوں میں محبت و مودت کے جذبات پیدا
ہونے کے قفسر یقین اور نفرت کے جذبات
پیدا ہوئے جو کسی طرح میں حیثیت المجموع قوم کے
لئے مفید نہیں اس کے بجائے یہ ہونا چاہئے
تھا کہ کامیاب امیدوار اپنے ناکام امیدوار کے
مجدد کارکنوں اور ان کے رائے و ہند و گت تعاون
محل کر کے اپنی سمت میں خوشگوار فضا پیدا کرانے کی

یوم خود مختاری کہاں — کس طرح منایا جاتا ہے

جو ممالک اپنی آزادی کی کمر حاصل کئے ہیں وہ ہمیشہ اپنے یوم خود مختاری کو نہایت مسرت و انبساط سے مناتے ہیں اور ایک قومی عید کی طرح ہر شخص عید آزادی کی تقریب کو انجام دیتا ہے۔ ذیل میں چند ممالک کے دلچسپ واقعات لکھے جاتے ہیں جس سے واضح ہو گا کہ خود مختار ممالک کے بننے والوں کے پاس اس یوم کی کس قدر عظمت و درخت ہے۔

شاہ امان اللہ خاں کے عہد میں افغانستان آزاد ہوا اس روز سے سارا ملک اپنے یوم خود مختاری افغانستان کو نہایت دلچسپی سے مناتا ہے۔ ملک کے ہر حصے میں طلاؤ اور سہاروں کی جانب سے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ سر شخص اپنی استطاعت کے موافق کھانے پکاتا دوست و احباب اعزاء اور مستحقین کو کھلاتا رہتا ہے۔ سرکار کی جانب سے دوست ممالک کے ممتاز افراد کو دعوت دی جاتی فوجی پریڈ اور مصنوعی جنگ کا نظم کیا جاتا ہے شعرا بار بار باب ہوتے غرض افغانی اس یوم کو عید کی طرح مناتے ہیں۔

اعلانیہ تہ ناد ر خاں نے بھی اپنے عہد میں اس تقریب کو جاری رکھا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

شاہ رضا خاں پہلوی بھی اپنی اس تقریب کو نہایت شان و شوکت سے انجام دیتے ہیں۔ فوجی پریڈ ہوتی ہے۔ امراء کی دعوتیں تہنیت و شکر یہ کی تقریریں ہوتی ہیں۔ اخبارات کے خصوصی نمبر اور ڈانک کے خصوصی ٹکٹ شائع ہوتے ہیں۔ دارالسلطنت طهران کو آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے۔

ترک میں بھی یوم نوران اور یوم جمہوریت دو قومی عیدیں منائی جاتی ہیں اور حکومت کے جانب سے دونوں عیدوں میں تعطیل بھی دی جاتی ہے۔

فوجی پریڈ اور جنگی جہازات کی نمائش اور مصنوعی جنگ کا نظم خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ اس روز کونسل کا اجلاس ہوتا ہے۔ حکومت قوم کو اور قوم حکومت کو مبارک دیتی ہے۔

یونیورسٹیوں اور کالج کے میدانوں میں تقریروں کا انتظام کیا جاتا ہے جہاں مقرریں قانونی نقطہ نظر سے صلح نامہ نوران کی تشریح کرتے ہیں اور صلح کی اہمیت و اثرات کو نہایت عمدگی سے بیان کرتے ہیں۔

خوش نکی قوم اپنے ان دو عیدوں کو سب سے زیادہ دلچسپ منانے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔
ممالک و حجاز | یمن - عراق - مصر اور نجد و حجاز کے لوگ بھی اپنے یومِ خود مختاری کو نہایت تکرار و احتشام سے مناتے ہیں۔ مختلف طور پر اپنے اس قومی عید کو دلچسپ منانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس دن کی قدر و منزلت کرتے اور اس کی اہمیت سے قوم کو واقف کرتے ہیں۔

۲۹ ہجری کا دن ہر سال آتا اور گزر جاتا ہے۔ اس دن میں جو برکتیں اللہ تعالیٰ کے جانب سے ہم حیدر آبادیوں پر نازل ہوئے ہیں اس کا ہم کس زبان اور کس منہ سے شکراؤ کریں۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر یہ فضل ہے کہ خدا نے ہمیں بھی معزز ممالک کی طرح خود مختار اور آزاد رکھا اور اہل ملک کو ملک پر حکومت کرنے کا موقع دیا۔ سچ پوچھو تو ہمیں یہ برکت حضرت آصف جاہ اول علیہ الرحمہ کی محبہ و کشیشوں سے حاصل ہوئی جس پر آج ہم جس قدر فخر و مباہات کریں نہایت ہی کم ہے۔

۳۲ برس میں ہمارے ہاں بھی دو صد ممالک جشن آزادی نہایت تکرار و احتشام سے منایا گیا اور وہ دن ہمیشہ کیلئے قومی عید کا دن اور تعطیل کا روز قرار دیدیا گیا اس با عظمت یوم کو آج ہر گز ہم حیدر آبادی نہایت ہوم دھام سے مناتے ہیں۔ اور ہر سال مساجد و مدارس و کلیساؤں میں دعاؤں کے جلسے منعقد کرتے اور بعض مقامات پر جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں جہاں سلطنت آصفیہ کی خود مختاری اور سلطنت آصفیہ کی بین الاقوامی رواداری اور برکات کے خاص حالات بتائے جاتے ہیں۔

چودہ برس ہوئے کہ ہمیں ہمارے راجی نے غفلت کی نیند سے جو بچا دیا اور بتایا کہ ہم بھی خود مختاری کی عادت و نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ اس چودہ سال میں یومِ خود مختاری کی یاد اور سالگرہ جس طرح منائی جاتی رہی ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس کا ایک مکمل تذکرہ یہاں قلمبند کریں لیکن وقت کی کمی اور مآخذوں کی کثرت اور انتشار کے باعث ممکن نہ ہو سکا کہ اس موضوع کے ساتھ پوری طرح انصاف کیا جاسکے۔ بہر حال کچھ نہ ہونے سے غور اہی ہونا بہتر ہے سلسلہ پہلی کوشش ہے اور کام کا آغاز ہے تو بخیر ہے کہ آئندہ سالوں میں اجاب کی امداد سے یہ تذکرہ مکمل رہتا جائے گا۔

۳۳۔ اخبار ہمدرد حیدر سے جس ممالک مواد کا اس کے مطابق ان ممالک کی مختصر کیفیت مرتب کی گئی۔

۲۱۔ رجب ۱۳۳۳ھ
۱۳۳۳

اس سال پہلی مرتبہ اس تقریب کا آواز ہوا۔ اور دوسرا سالہ جشن یادگار اعلان خود مختاری
سلطنت آصفیہ سرکاری طور سے منایا گیا اور آئندہ کے لئے ۲۹ رجب ہر سال
قومی عید اور تعطیل کا دن قرار دیا گیا۔ جلالت مآب اعلیٰ حضرت نے دربار منعقد
فرمایا اور ایک یادگار و عہد آفریں تقریر فرمائی جو اسی پرچے میں الگ درج ہے۔
اس سال بھی خود مختاری سلطنت آصفیہ کا یوم نہایت مسرت و انبساط سے منایا گیا جلد
عبادت گاہوں میں دعائیں کی گئیں۔ باشندگان مدارس نے بھی اپنے ہاں یوم خود مختاری کا
جلسہ منعقد کر دینے منظور کئے۔

۲۶۔ رجب ۱۳۳۳ھ
۲۳۔ فروردی ۱۳۳۴ھ

پہلے سال کے نسبت کرتے اس سال بھی بلکہ واضلوع کے مساجد اور عبادت گاہوں میں
سلطنت آصفیہ کیلئے دعائیں کی گئیں۔ اور باشندگان مدارس نے بھی اس روز اپنے
ہاں عام جلسہ منعقد کیا۔

۲۶۔ رجب ۱۳۳۴ھ
۱۲۔ فروردی ۱۳۳۵ھ

حب مہول اس سال بھی ہم حیدر آبادیوں نے اپنے یوم خود مختاری کو نہایت سکوت اور مسرت
و انبساط کیساتھ منایا مساجد منار اور کلیساؤں میں دعاؤں کا نظم کیا گیا۔ حب مہول اہل مدرسا
نے اپنے ہاں جلسہ منعقد کیا۔ سلاطین آصفیہ کے طرز اصول حکمرانی اور دولت آصفیہ کی رواداری
پر بعض مقررین نے تقریریں کیں اور ایک تجویز کے ذریعہ جلالت مآب حضور نظام کے ملاحظہ میں ہدیہ
تبریک پیش کرنیکی عزت حاصل کی۔

۲۹۔ رجب ۱۳۳۵ھ
۱۴۔ فروردی ۱۳۳۶ھ

اس سال بھی حب مہول مساجد اور دیگر عبادت گاہوں میں یوم خود مختاری کا دن منایا گیا۔
سلطنت اور جلالت مآب شاہ دکن کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ مدراس کے باشندے بھی حب
روایت قدیم اس روز اپنے ہاں جلسہ عام منعقد کر کے جلالت مآب شاہ دکن کی خدمت میں
ہدیہ تبریک پیش کرنیکی سعادت حاصل کی۔

۲۹۔ رجب ۱۳۳۶ھ
۲۰۔ اسفند ۱۳۳۷ھ

اس سال تعلقہ اودگیر (ہید) کی کسی انجمن کے مہتمم نے ایک مسطورہ ماسجد میں یوم خود مختاری کے
موقع پر لکھنے کیلئے تقسیم کی تھی اسی روز شام کے بعد بجو نامی حب مدراس میں مولانا محمد عبدالواسع
مدراس اپر و فیرو خانہ کی صدارت میں بڑا جلسہ منایا گیا۔ پہلے اعجاز علی درجوام کی پرچوش نظم

۲۹۔ رجب ۱۳۳۷ھ
۱۰۔ اسفند ۱۳۳۸ھ

اقبال اور اس کی شہزادہ

اسٹیتسٹکس

نظام شاہی روڈ حیدر آباد دکن

اگر آپ

چاہتے ہیں یورپ اور امریکہ کی طرح اپنی یاد دہانی کی خرید و فروخت و رہن اور تعمیر اکمنہ پائلس تقسیم و ترتیب برآمدات کے کاروبار میں سہولت ہو اور نفع بخش طریقوں پر زراعتی اراضیات باغات موٹر کارس ہمشیر حاصل کرنا چاہتے ہوں تو جلد مندرجہ بالا تہم ہم سے گفتگو یا خط و کتابت کریں۔

یاد رکھئے

ہمارے ذریعہ سے معاملہ کرنے میں آپ کو کسی قسم کا دھوکا یا فریب نہ ہوگا بلکہ آپ کو ہر چیز منشاء کے مطابق ارزاں دستیاب ہو سکے گی۔

اہل ملک کے لیے ہماری خدمات ہر وقت پیش ہیں

دکن کا قدیم محلہ

یہ عجیب نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ۱۳۰۳ھ سے محمد عمر ولد حاجی محمد عبدالرحمن کی دوکان ادویات یونانی میں بلحاظ قدامت راستبازی تمام دکن میں شہرت کھیتی اس کا خانہ میں قسم کے مفردات جواہرات مشک وغیرہ زعفران و ہر قسم کے عرقیات مرہجات روغنیا عمدہ اور اجنبی قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں ایک عجیب تجربہ کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ ہماری تجارت اصل استیاض

اور پبلک کے استفادہ کے لئے ہے

محکم نظامیدین شہناہ کے کراچی تجارتی مرکز کے اس کارکنان محلہ زمشرین کی کہہ ویلے حرف الابرار کے

تعدادت	صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک بار	۷	للو	عالم
دو بار	ص	ع	صمہ
شہناہ	ص	ص	لہ
سہ سالانہ	للو	ص	موس

بیت بالرسالت و این موقع سے جلد نامہ آٹھایئے ہر نماز نظامیہ

میں نے سچ سے سچ بتایا ہے انہوں کو بڑے بڑے دول و عورتوں کو ہر دم میں طاعت و خشوع کی بات کہی ہے

مساکا

ان لوگوں نے جو ایک بہترین طاقت پرورش دوائے تلاشی ہوں نعمت غیر متناہی مساکا کا نل دوائے بیکر مع اسکاٹلینڈ کا

ان کو ملک پہنچانا، کالی سنی کمزوریابی اور انہوں کی کوڑائی کو تباہی پہنچا کر تباہی جو گن دوائی جانی موت کہتے ہیں اور انہوں کو

میں جگر اور گردہ کی خرابیوں میں مبتلا ہوں ان کو خصوصیت مفید ہے مساکا ویسی دوا ہے اس لئے اس ملک کی

آپ ہو ۱۱ اور مزاج کے عین ہوتے

آپ بھی تجربہ کر لیجئے آج کل یورپ امریکہ سے ایسی دوائیں کثرت آ رہی ہیں لیکن وہ اس ملک کی آپ ہو ۱۱ اور مزاج کے موافق نہیں ہو سکتیں آپ صرف مساکا پر اعتماد کیجئے آپ کو تمام مقوی دواؤں سے بے نیاز کر دے گا۔ آپ کی صحت اور قوت بہت عزیز چیز ہے اس کی حفاظت کے لئے ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر اسکا استعمال کرنا شروع کرنا ایک مکمل کورس (۸۴) گولی جس کی قیمت صرف چھ روپیہ ہے آپ کو طاقت توانائی اور خدادادی طاقت ملے گی اگر آپ تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو ۱۲-۱۲ گولی کے نمونے ملے مکس قیمت ایک روپیہ تین یا چار کبس مل استعمال کر لیجئے پھر آپ مکمل

کورس استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے

صرف ضرورت مندوں اور مریضوں کے علاوہ تندرست اصحاب بھی مساکا استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اسکا ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے دوران استعمال میں کوئی خاص پرہیز نہیں مفصل مسئلہ اسکا کتابچہ طلب فرمائیے اپنے شہر کے تمام دوا فروشوں یا ذیل کے مخزنوں سے طلب فرمائیے

مساکا اسٹور (بڈ آفس طوفان بمبئی) (۳)

ملکی شفا خانہ انورانی اثر یا بلڈنگ تحفہ گلی حیدر آباد

مکرم بن بھٹا
سرکار عالی

سید محمد
حیدر علی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آمَنُوا بِرَبِّكُمْ وَالَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ بِلَدِكُمْ



مکاتبات

(۹)

شاه ابو الحسن کبیر شیخ حسین قاسم مدیر
محمد وجیہ الدین مولوی کامل نظامیہ شریک مدیر

اسچی بیماری کے لئے اگر وہ سیلان الرحم میں مبتلا ہے نساکا

خواتین کے لئے وہ مہموزی مرض ہے جو دوسرا اور درودکمر لاغری کمزوری ضعف رحم ضعف اعصاب
دوران سہ ماہیہ کی خرابی ایام میں بے ترتیبی کے علاوہ بے اولادی استقامت اور دق وغیرہ کی شکایتیں
تک پیدا کر دیتا ہے اس مرض کے زوالہ کے لئے موجودہ زمانہ میں آپ کے ملک کی تیار کردہ اور ہر مریض کو
موسم میں قابل استعمال دوا "نساکا" ہے معمولی شکایات میں ایک کس اور کہنا اور پیچیدہ شکایات کی صورت میں
(دو یا تین کس کا استعمال ہمیشہ کیلئے سیلان الرحم سے نجات دلاتا ہے)۔

(آپ بھی)

اپنی بیمار عزیزہ کو نساکا استعمال کرنے کا مسویرہ دے؟
اس کے استعمال سے تمام شکایات ریل ہو کر وہ اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے کی اہلیت اور اعضائے تولید
(استقرار ریل کی صلاحیت حاصل کر لگی ہزاروں مریض اس سے شاد و کامیاب ہیں)۔

بڑے بڑے اطباء اس کی سفارش و تصدیق کرتے ہیں

قیمت فی کس جس میں دو ہفتہ کی دوا ہوتی ہے دلو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک کے شہر کے ہر بڑے
(دوا فروش کے مخزن سے مل سکتا ہے)۔

ملکی شفا خانہ یونانی تریا بلڈنگ پتھر گٹھی
حیدرآباد دکن



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجلہ نظامیہ

مقام اشاعت سلطان پورہ حیدر آباد کن
شعبان ۱۳۵۶ھ م آور ۱۹۳۷ء
عدد (۹)

فہرست

قیمت سالانہ ————— روپے
برائے سرکاری ————— روپے

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نشان
۲۹۸	از مدیر	ملاحظات	۱
۳۰۴	ابراہیم علی عینی نواب سرگرجیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم و حکومت سرکاری	پریم نام	۲
۳۰۵	از مولانا مولوی محمد عبد الحمید صاحب کل (نظامیہ) اتنا و خلق فلسفہ مدہ نظامیہ	کتاب العالم و المتعلم	۳
۳۱۰	از مدیر	تقدیم و جدیدین حضرت اللہ علیہ السلام و متعلقین	۴
۳۱۵	از حکیم الشعر مولوی مید احمد حسین صاحب احمد	یا رسول اللہ انظر حالنا (نظم)	۵
۳۱۶	حلقہ کادہ مولانا محمد عبد الحمید صاحب کل وانی نواب یار جنگ و سابق صدر المدد و سرکاری	حالات امام قاضی ابی یوسف	۶
۳۲۱	از مدیر	اسلام اور وطنیت	۷
۳۲۵	از علامہ محمد المامون الدمشقی	عبید وطن (نظم)	۸
۳۲۶		شاہد اسلام کے مختصر حالات و فیات	۹
۳۲۰	سید ظیل اللہ صاحب مشہور مشعل سٹی کالج	تخت آسمانی (افشاہ)	۱۰
۳۳۳	واقعات عالم از مدیر	کہاں کیا جو رہا ہے؟	۱۱

نوٹ: مجلہ نظامیہ ہر ماہ کے تیسرے ہفتہ شائع ہوتا ہے، یہ حیدر آباد کن کا ایک علمی اور اصلاحی ماہنامہ ہے۔ استفادہ عام کی غرض سے چہرہ نہایت
ظلیل رکھا گیا ہے، امید کہ اس کی اشاعت میں ناظرین کی کوششیں شریک رہیں گی۔
مطبوعہ مطبع کتبہ ابراہیمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْتُمْ الْاَشْعٰوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْمِنِیْنَ

ملاحظا

(۴)

وطن میں خدمت ملک کا احساس پیدا کرانے کی غرض سے مجلہ نظامیہ کا خصوصی نمبر شائع کیا گیا یقیناً جماعت علماء کی یہ کوششیں مدح و ستائش کے قابل ہیں۔

پچھلی تاریخ کا منظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ قوموں کے عروج و زوال کی ترقیوں میں ہر وقت علماء کا حصہ بڑا حصہ رہا ہے اگر یہی کیفیت اس وقت بھی پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کے تمام مشکلات آسانی سے دور ہو جاسکتے ہیں اس ضمن میں جمعیتہ العلماء ہند کی کوششیں فراموش نہیں کئے جاسکتے اس جمعیتہ نے مسلمانوں کو آزادی وطن کا سبق دیا ہے اور ساتھ ساتھ ان خطا اعتراضات کو دور کیا ہے کہ عربی تعلیم کا مقصد کبھی بھی یہ نہیں رہا کہ وہ اپنے تعلیم پانے والوں کو خدمت وطن سے روکے، غرض ہمد حاضرہ کے جماعت علماء میں بیداری اور روشن خیالی کی رفتار روز بروز افراد میں تر ہے اب وقت آگیا ہے کہ حیدر آباد کے علماء بھی بیدار ہوں، مجلہ نظامیہ کا خصوصی نمبر ان کی بیداری کا، ابتدائی ثبوت ہے جو ملک کے لینے خوش ٹانہ نظر آتا ہے، خلاصہ یہ کہ ہم ان تمام

مجلہ نظامیہ کا ایک خصوصی نمبر یادگار اعلان خود نمائی دولت آصفیہ ۲۹۔ رجب کو شائع ہو چکا اس کے متعلق آئے دن ملک اور بیرون ملک کے مشاہیر اور اکابرین قوم کے جانب اطہار صرت کئے پینامات وصول ہو رہے ہیں اور ان سے جو اپنے منیامات میں اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ:-

حیدر آباد میں آزادی اور ترقی کی ایک لہر پیدا ہو رہی ہے، ملک کے نوجوانوں میں ترقی کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں اور ہر ایک کا خیال حریت کی طرف بڑھ رہا ہے، یہی ایسے کیفیات ہیں جس کی بنا پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ حیدر آباد کا مستقبل کسی زمانہ میں تاریک نہیں رہے گا، بلکہ اس کا ہر دور اپنے پہلے دور سے ممتاز رہے گا۔

ایک اور صاحب سی سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:-

سب سے زیادہ خوشی اس امر کی ہوتی ہے کہ علماء سے جمود جا رہا ہے جماعت علماء اپنے فرائض پر کاربند رہنے کی کوششوں میں مصروف عمل نظر آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کے جانب سے انہائے

صاحب کا جنہوں نے ہمارے اس خصوصی نمبر کی تعریف فرمائی
تھیں یہ ادا کرتے ہیں امدان سے توقع ہے کہ خدمت ملک کے
لئے مجاہد نظامیہ کی حوصلہ افزائی ممکنہ طریقہ سے فرمائی جائیگی۔

سرزمین ہند میں جہاں ہندو مسلم اختلاف ہے اسی طرح
اردو اور ہندی کی نزاع بھی پیدا ہو گئی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ
اردو خالص مسلمانوں کی زبان ہے، اور کوئی کہتا ہے کہ ہند
خالص ہندوؤں کی، لیکن اصل یہ ہے کہ اردو نہ مسلمانوں کی
زبان ہے اور نہ ہندی صرف ہندوؤں کی، بلکہ اردو اور
ہندی تمام ہندوستانیوں کی زبان ہے اور ان سب کی گوششوں
اردو اور ہندی کی پیدائش ہوئی ہے۔

جو لوگ زبان کے سلسلہ میں مذہبی تعصب کو دخل
دیتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے مذہب کے دوست نہیں بلکہ
وہ مذہب اور ملک کے دشمن اور خدا ہیں کیونکہ انہوں نے
اپنے ذاتی اغراض کے تحت اپنا وطن کی صفوں کو
منتشر کرنا چاہتے ہیں اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ نہایت
سنجیدگی اور ایمان داری سے زبان کی پیدائش پر غور کریں
اور جب ہم اس نیت سے غور کریں گے تو ہمیں صاف معلوم
ہو جائے گا کہ زبان کی پیدائش میں کسی مذہب اور کسی
رنگ و نسل کا امتیاز نہیں بلکہ یہ قوموں کی باہمی گوششوں
سے رونما ہوتی ہے، یہی حال اردو اور ہندی کا ہے، خواہ
مخواد کے اس کو کسی قوم سے منسوب کرنا کوئی قرین صحت
نہیں۔

یہ ہندوستان کی قسمتی چوکی کہ اگر تمام ہندوستان

کم از کم زبان کے حد تک ایک لسان نہ ہو جائے اور جب
ہندوستان میں یکسانیت پیدا ہو جائے تو یقین ہے کہ
اس وقت ہندو مسلم اختلاف میں مقدمہ کی ہو جائے گی۔
ہندی ہوا اور دو ایک ہی زبان تمام ہند میں رائج ہو کر رہی
حیثیت سے بھی کسی ایک ہی کو مسلم قرار دیا جائے تو وقت کے
پیدا شدہ مشکلات جلد تر و دور ہو جا سکتے ہیں اس سلسلہ میں
ہندوستان کے مختلف مقامات پر تبادلہ خیالات کی غرض سے
جلسے ہوئے، مشاہیر زبان کا اجتماع ہوا، سبھوں نے اس
ایجاد کو پسند کیا کہ ہندوستان کی زبان خواہ اردو ہو یا ہندی
ان دونوں کو ہندوستانی کہا جائے اس سے زبان کی تاریخ
میں قسمت کا جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ ایک حد تک جاتے
رہے گا، چنانچہ اب اردو اور ہندی ہندوستانی سے موسوم
ہو گئے ہیں اور ہندوستانی کا نام سب سے زیادہ دلچسپ اور
مقبول عام ہو رہا ہے۔

اب ہندوستانی کو فروغ دینے کیلئے انجمن ترقی اردو
ناظم مولوی محمد عابد الحق صاحب اور ہندی پرچار کے صدر
راجندر پرشاد نے اردو اور ہندی کے نزاع کو اس طرح ختم
کیا کہ۔

”ہندوستانی سے مراد اس ملک کی وہ زبان ہے جو ہندو
مسلمانوں کے میل ملاپ سے بنی ہے جو شمالی ہند کے باشندے
عام طور سے بولتے ہیں اور ہندوستان کے دوسرے حصوں کے
رہنے والے سمجھتے ہیں جو عربی فارسی اور سنسکرت کے لفظوں سے
لفظوں سے خالی اور جو فارسی ناگری یا کسی دوسرے
خط میں لکھی جائے، اس کے علاوہ ان ہر دو نے ایک تعویذ بیان

چونکہ یہ انجمن محلہ کے حد تک محدود ہونے سے جس قدر رقم جمع ہوتی ہے، ان کی تقسیم بموجب قواعد عمل میں لائی جاتی ہے، اگرچہ (اصولاً) کسی رقم کسی ساہو سے حاصل کرتے تو فیصد مالانہ کم از کم دھڑ کے حساب سے مالانہ (دس) ادا کرنا پڑتا، اور جس کا سالانہ سود (اصولاً) کے قریب ہوتا، اور دوسرا بعد شرح سود کے حساب سے سالانہ (دس) ادا کرتے پڑتے اس طرح انجمن نے اپنے شرکا کو (دس) سالانہ کے شرح سود سے بچا دیا۔
مستند صاحب لکھتے ہیں کہ:-

”اگر مسلمان حالات حاضرہ کے تحت احساس نہ کر کے کچا پی تنظیم آپ نہ کر لیں تو ان کا خدا ہی حافظ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خود میں تنظیم پیدا کریں اور مسلمانوں کو سود سے نجات دلانے کی غرض سے جا بجا انجمن ہائے امداد باہمی بلا سودی کو قائم کریں، اس سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ملک کو سود خواروں کے مظالم سے نجات ملیگی۔ اس طرح بلا شرح سود لین دین کے کاروبار جاری رہ سکیں گے۔“

موجودہ زمانہ میں تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے، تعلیم ہو لیکن تربیت اچھی نہ ہو تو ایسے طلباء کسی طرح نہ وہ خود اپنے لئے اور نہ اپنے ملک کے لئے کار آمد و مفید ہو سکتے ہیں، اب تک ہندوستان کی تعلیم میں سب سے زیادہ نقص جو رہا ہے وہ اچھی تربیت کی تعلیم کا نہ جونا ہے، ماہرین تعلیم نے اب اس ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے کہ تعلیم سے پہلے بزرگ کو اچھے اصول پر تربیت دلائیں، اس لحاظ سے تربیت کو تعلیم پر فوقیت رہتی ہے۔

بھی شائع کیا ہے جو آئندہ ماہ کے پرچہ میں نظر آئے گا، اگر یہ وہ نہیں جہاں خدمت ملک کی نیت سے خلوص کیسا نہ کام کریں تو جوشہ کیلئے زبان کا اختلاف جاتے رہیگا، اور اس کے بجائے ہندوستانی کے ذریعہ ہندو مسلم اتحاد آسان ہو سکیگا۔

موجودہ زمانہ میں مال دار باہب کے انتقال اور لین دین کے کاروبار جاری رکھنے میں سود نظام کا روبرو ایک بڑا بن گیا ہے اس کے بغیر تجارت اور لین دین ناممکن سا ہو گیا ہے، اسلام کے عباد و سرے مذاہب میں سود جائز ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اس نظام زر کو منسوخ قرار دیا ایسے نازک دور میں جب کہ ملک بلا لحاظ مذہب و ملت سود خواروں کے مظالم کا شکار بنا ہوا ہے ایسی کوششیں جو اس نظام زر سے قوم کو راہی دلانے کے لئے قمع میں لائی جاتی ہیں، وہ ضرور قابل تحسین ہیں

اسلام نے سود لینے کے بجائے نہ لینے کو زیادہ ترجیح دی ہے اور مالدار لوگوں کو نواب کی تلقین کی گئی۔ مگر مسلمان اس جانب بہت کم مائل ہیں ملک کو نہ یہی نو کم از کم اپنی قوم اور اپنے بھائیوں کو سود سے نجات دلائیں۔ یوں توحید زباد میں بعض مجالس اس قسم کے قائم ہیں، جو اپنے مقصد میں کامیاب و برہی ہیں۔ مولوی سید عبد المجید صاحب منظم جو پیش کشی مستند انجمن اتحاد المسلمین سلطان پور نے اپنے چھ سال کی رپورٹ ہمارے ہاں روانہ کی ہے، اس رپورٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے نہ سلسلہ کفن میں (دائریہ) کی رقم بطور قرض بلائے اپنے شرکا میں تقسیم کی۔

اسلامیہ ہائی اسکول شہنشاہ کے مستند جناب مولوی سید
اولیاد قادری صاحب وکیل ہائی کورٹ نے اطلاع دی ہے کہ وہ
مدرسہ اسلامیہ میں تجربہ کار اور قابل اساتذہ نامور
کئے گئے ہیں، جن کے تحت میں مدرسہ کے حسب ذیل تعلیمی و
تربیتی امور تکمیل کو پہنچائے جاتے ہیں۔
۱۔ اسلامی وینیات کی باقاعدہ تعلیم علی پہلو کے ساتھ
۲۔ بورڈنگ ہوز کے ذریعہ سادہ اسلامی زندگی پر زور
۳۔ تعلیمی مصارف کو تا حد ممکنہ گنتا کرنا اور طلباء کے
لئے سہولت پیدا کرنا۔

۴۔ پس افتادہ طلباء اور اتھانوں میں فیل ہونے
والے بد قسمت طلباء کی خاص خاص طریقوں سے رہنمائی کرنا۔
۵۔ طبقہ فوقانیہ کے شوقین مگر نادار طلباء کی حتی الوسع
امداد کرنا۔

تعلیم سے پچھپی رکھنے والے حضرات اس قوی ادارے
کی ممکنہ طریقہ سے مدد پہنچا سکتے ہیں

مولوی سید ایوب علی صاحب مدرس فارسی اور مولوی
حافظ محمد ولی صاحب ناظم مدرسہ نظامیہ کے انتقال پر انجمن
طلباء قدیم مدرسہ نظامیہ کے اجلاس انتظامی نے یہ قرار و منظور
کی کہ ان ہر دو اصحاب نے ممکنہ طریقہ پر اس ہجری درسگاہ کی خدمت
انجام دی ہے انجمن کو ان ہر دو اصحاب کے انتقال پر
بیدریغ و ملال ہے و دعا ہے کہ خدا ان ہر دو کو جو رحمت میں
جگہ دے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، انجمن ان ہر دو
کے پسماندگان کے ساتھ اپنی عتیق ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

پیش کر سرت ہوتی ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں
لوگوں کی تربیت کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ مدرسہ
علم کے ساتھ بااخلاق نکلے۔
ہم مذہبی مدارس میں داؤ لا تو چھوٹے لوگوں کی تعلیم و
تربیت کا نظم ہی نہیں تھا مگر اب سنا گیا ہے کہ ہندوستان
کے بعض مذہبی مدارس میں چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت
کے لئے خاص مدارس کھولے گئے ہیں اور ان مدارس میں بھی
بچوں کی تربیت کا خاص لحاظ ملحوظ رکھا گیا ہے، حیدرآباد
جیسی اسلامی سلطنت میں کوئی ایسا مذہبی یا غیر مذہبی درسگاہ
موجود نہیں ہے جہاں علم کے ساتھ لڑکے کے اخلاق و عادات
کو صحیح معنوں میں سنبھالا جاسکے۔

مدرسہ نظامیہ کے موجودہ ناظم مولانا شاہ محمد عبدالغفور صاحب
صدیقی کے متعلق یہ سنا گیا ہے کہ مصروف کو اس خیال ہے کہ آئندہ
مدرسہ نظامیہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا نظم حاصل صلح کے
تحت قائم کیا جائیگا۔ چنانچہ وہ قریب میں اس اسکیم کو ملک کے
ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ مسلمانان حیدرآباد اپنے بچوں
کی ابتدائی مذہبی تعلیم مدرسہ نظامیہ میں لازمی قرار دے
سکیں، اگر یہ خبر صحیح ہے اور اپنے اندر صداقت رکھتی ہے تو
ہم مولوی صاحب مصروف کو مبارکباد دیتے ہیں کہ مولانا نے
علم و عمل کیلئے جس اچھی چیز کا اقدام فرمایا ہے وہ یقیناً قابل
تسکین ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ہم مولوی صاحب مصروف
درخواست کرتے ہیں کہ جلد از جلد مدرسہ نظامیہ میں اس
اسکیم کو جاری فرمائیں اور اس کے متعلق ایک کئی تربیتی کیا جائے

ہیں، اور یہ توقع ظاہر کی گئی کہ بائیان کافر سن کر کھلیاں
بنانے کی سعی میں ہیں۔

حق کو صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:-

سہو صاحب! اسلام میں سماع جائز ہے یا نہیں؟ اس
بحث کو چھوڑ دو اور یہ تہلکا لڑو کہ نہ زکے وقت بعض مقامات
پر محفل سماع بھی رچی رہتی ہے یہ کیا طریقہ ہے؟
یہ ایک استفہار ہے جس کو حق گو نے ظاہر کیا ہے مگر
واقعہ ایسا ہی ہے تو چارے صاحبان طریقت کے غور و فکر کا محتاج
ہے، ہمیں امید ہے کہ صاحبان ذوق نماز کے وقت سماع کی محفل
کو خاموش رکھیں گے تاکہ دوسروں کو مشکلات کا موقع نہ مل سکے،

حق کو صاحب کا ایک دوسرا خط چارے نام اس مسیح
وصول ہوا ہے کہ:-

مالک محروسہ سرکار عالی میں بہت سے ایسے اوقات
اب بھی موجود ہیں جن کا داخلہ سرشتہ امور مذہبی میں نہ ہوتا
نہیں ہوا ہے، اور بہت سے ایسے اوقات بھی موجود ہیں جن کا
حساب و کتاب بھی متعلق نہیں ہوا، اور نگاہ آباد کے حاجی بابا کا
وقف بھی اسی میں شامل ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت ترکی
کی طرح چارے ہاں بھی اوقات کی تنظیم ہو جائے، تو یہ امید
ہے کہ قوم سے اخلاص اور بیوروگاری دور ہو جائے سرشتہ
مذہبی سے چارہ یہ ایک استفہار ہے؟

مبسوط از امام محمد

ظواہر سب میں حکومت امام محمد کی مایہ ناز تصنیف مبسوط ہے
جس کا اب تک دنیا کے اسلام پر صرف نام ہی باقی ہے، ایک عرصے
اہل علم اس کے منتظر ہیں کہ اگر یہ قابل قدر کتاب شائع ہو جائے
اس سے فائدہ اٹھائیں

اس کتاب کے بعض صفحے مصر ترکی۔ اور ہندوستان میں بھی
موجود ہیں۔ مجلس احیاء المعارف انصاریہ بھی اس کے شائع کرنے کا
ارادہ رکھتی ہے لیکن ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ اس اہم کتاب کو
وزارت عدلیہ مصر خود شائع کرنا چاہتی ہے اور ایک اوّل
دنیا کے اہل علم کے نام شائع کی ہے کہ وہ اپنے اپنے نسخوں کو چاہے
ہاں روانہ کریں تاکہ ان سے مقابلہ و تصحیح میں مدد مل سکے۔

اس سلسلہ میں ہمیں ایک اور اطلاع یہ وصول ہوئی ہے
کہ اس کتاب کا ایک سلسلہ مولوی محمد جعفر المہدی کے کتب خانہ
مجمعی شہر میں بھی موجود ہے، کیا ہی اچھا ہو گا کہ وزارت عدلیہ
مصر کے اہل پرہند کے تمام نسخے مصحیح جائیں اور وہاں سے
یقین ہے کہ اچھی تصحیح اور اچھی طباعت کے ساتھ اہل علم کے
استفادہ کیلئے زیور طباعت سے آراستہ ہو جائے۔

ہم نے ابھی یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت ملک کو تعلیم
زیادہ بااخلاق لوگوں کو پیدا کرنا ہے، جہاں علم ہو وہاں
تربیت اچھی نہ رہے تو ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو ملک کو کھینچنے

یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ حیدرآباد میں اصلاحی تنظیم ملانے
کیلئے ایک مجلس شاورت قائم کی گئی ہے جو آئندہ حیدرآباد مسلم کالفرنس
نے نافذ ہوگی جس کے ضروری انتظامات عمل میں لائے جا رہے

بقیہ مضمون تحفہ آسمانی صفحہ (۳۲۰)

بھیا مایوس نہ ہوا ان تکالیف کا دلا دراندہ مقابلہ کرو خدا رحیم ہے۔ فقیر نے دہقانی کو پیار کی نظروں سے دیکھا اور جواب دیا: "اوغریبوں کو دلاسا دینے والے بیٹا خوش رہو"

تب وہ اسٹا اور سید صاحب میں چلنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ مقام تک پہنچا جہاں کئی لوگ سچاریوں کے روبرو اپنے کارناموں کا بیان دے رہے تھے اس نے سنجیدگی سے ایک لمحہ توقف کیا، پھر مڑ گیا۔ لیکن کسی چیز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا وہ سچاری تھا جو دہقانی کو آسمانی تحفہ حاصل کرنے کا موقع دے رہا تھا۔

دہقانی نے برتن کو ہاتھ میں لیا سب حیران تھے کہ کیوں برتن نے اپنی حالت نہیں بدلی، سچاریوں نے خوشی سے چلا کر کہا: "یہ خدا سے محبت کرتا اور اس کے غریب بندوں کو یہ نظر عنایت دیکھتا ہے اور تحفہ آسمانی اسی کا حصہ ہے۔" حاضرین نے اس بات کا اقرار کیا اور ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔

دہقانی نے گھٹنے ٹیک دے اس کے ہاتھ میں تحفہ آسمانی اودل میں خدا کی محبت اور زبان پر خدا کی تعریف تھی، اس نے اس کے دل میں خدا کی عظمت نے اور مضبوطی پائی۔
ارضا بی بی علیہ السلام صاحب حضور تعالیٰ کا بیٹا

دور عثمانی کا سب سے بڑا اور پھیلا ناستوں سے طلائی نمونہ یافتہ
محبوبیہ خانہ جلد سازی سکس ریلی
نظام شاہی روڈ قہریم کی جلد سازی باہنڈی وقت کیجاتی ہے۔

مدرسہ جس کے فرائض میں تعلیم و تربیت بھی ہے اس کے نظام میں ایسے اصول رکھے جہاں کسی وقت بھی لوگ کی تربیت پر مضائقہ نہ پڑ سکے، جن مدارس میں ڈراما کا علاج ہے اور طلباء کو مردانہ اور زنانہ ادائیگی سکھائی جاتی ہیں تو ان سے کیا مفید توقع ہو سکتی ہے کہ وہ مدرسے باہر ملک و قوم کے لئے بھی کارآمد ہو سکیں گے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ طلباء میں اس قسم کے ادائوں کے پیدا کرنے سے نفس تعلیم کو کیا فائدہ ہے؟

یہ سنا گیا ہے کہ کمال میں سرکار عالی کے کسی مدرسہ میں ایک گدا کا ترتیب دیا گیا تھا جس میں ایک نہ ہی پیشوا کا سو اگ بھی شامل تھا، اس محکمہ خیر فی پر ایک استاد نے احتجاج کیا: "ابھو لٹھ اس احتجاج کا اچھا اثر ہوا سو اگ موقوف کر دیا گیا، لیکن اب ہمارا سوال ہے کہ ایک سرکاری درس گاہ میں محکمہ ہاری حکومت کی پالیسی ملح کن رہی ہے وہاں ڈرامے دیدہ کسی نہ ہی پیشوا کا سو اگ کس حد تک تحسن سمجھا جاسکتا ہے ہم نہیں سمجھتے کہ اس قسم کے سو اگ سے بانیان ڈراما کا کیا فضا ہے جہاں تک تعلیم کا مقصد ہے تعلیم کیلئے اس قسم کے ڈراموں اور سو اگ سے تعلق نہیں ہمیں امید ہے کہ آئندہ اس خصوص میں خاص احکام اجرا ہوں گے تاکہ کسی کی دل آزاری علانیہ طور پر نہ ہو سکے

(۱) اخبار روبر کن مورخہ ۶ دسمبر ۱۳۲۴ھ

یوم خود مختاری دولت آصفیہ کی اہمیت

اور

جنرل سنیٰ یحیٰ بابر سربراہ حیدر نوار جنگ بھارت و عظیم بادشاہت عالمی کامریت پریم

اہل ملک کے نام

عالیجناب نواب سرصدر اعظم بہادر کو یہ سن کر بید مسرت ہوئی کہ مجلہ نظامیہ کا ایک خصوصی نمبر ۲۹۔ رجب المرجب کو بیا دگار اعلان خود مختاری دولت آصفیہ شائع ہونے والا ہے جو ہر بھی خواہ ریاست کے لئے ایک مبارک دن ہے عالیجناب سرصدر اعظم بہادر کو یقین ہے کہ جناب کی اس خصوصی اشاعت کو طر سرح کامیابی حاصل ہوگی۔

پرائیوٹ سکرٹری

ترجمہ

کتاب العالم المتعلم

از مولوی محمد عبد الحمید رضا کامل د نظامیہ، استاد اعلیٰ فاضلہ مدر نظامیہ

ایمان و عمل اور ان تمام کو اقامت دین کی وصیت فرمائی جو وحید ہے اور وصیت کی کہ اس توحید میں متفرق نہ ہوں اس لئے ان سب کا دین ایک ہی دین بنایا ہے جنانچہ فرمایا۔ شرع لکم من الدین ما دمی به نوحا والذی اوحینا الیک کما ھینا لہ ۲ ابراہیم وموسى عیسیٰ ان ائیموا الدین ولا تشرکوا

تمہارے لئے اس دین کو مقرر کیا جس کی نوح کو وصیت کی اور جس چیز کی آپ بردجی کی اور ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی یہی کہ دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہوں۔

اور فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ

آپ سے پہلے ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا اگر اس پر وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی پرستش کرو۔ اور فرمایا۔ لَا تَدْعُ لِحُكْمِ اللّٰهِ دِلَالَ

الدین الیقیم۔ یعنی دین خدائیں کسی قسم کی تبدیلی نہیں یہی دین صحیح ہے۔ پس دین نہ تو تبدیل ہوا اور نہ اس میں کسی قسم کا تغیر اور تبدل ہوا البتہ شریعتیں متغیر اور تبدیل ہوتی رہیں اس لئے کہ میں باشتیاء جند و نگوں کیسے حلال تھیں ابھی کہ خدا نے دوسروں پر حرام فرمادیا اور بعض امور جند و نگوں کو امر فرمایا جن سے دوسروں کو منع فرمایا پس شرائع مختلف اور کثیر ہیں مع ہذا اگر کل امور خداوندی پر عمل کرنا اور حسلہ نہیات سے رکنا دین ہوتا تو ہر وہ شخص جو امور خداوندی سے کجی بھی ترک کر دیتا تو بابرک دین اور کافر ہوتا اور کفر کی وجہ سے نجات اور دولت اور حنائز کی شرکت اور ذباح کا کھانا اور کل چیزیں جو اسکے اور مسلمانوں کے درمیان ہونی چاہئے باطل ہو جاتیں کیونکہ خدا نے ان تمام چیزوں کو مسلمانوں میں محض اس ایمان کی وجہ سے واجب قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ناحق خونوں اور ان کو حرام فرمادیا ہے

خداوند عالم نے فرض کا امتزاج کے اقرار کرنے کے بعد کیا ہے۔ ایسا بخیر فرمایا۔ قل یعباد الذین امنوا اقموا الصلوات۔ میرے ایماندار بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کو قائم کریں۔ اور فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام۔ اے مومنو تم پر روزے فرض کئے گئے۔ اور۔ یا ایہا الذین امنوا ائتوا النیب علیکم القساہیں اے مومنو تم پر قصاص فرض کیا گیا اور۔ یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ۔ اے مومنو! کی یاد کرو دیکھ اگر یہ فرض بھی ایمان میں ہوتے تو اس وقت تک ان کو خدا تعالیٰ مومن نہ کہتا جب تک وہ اس پر عمل نہ کرتے حالانکہ اللہ عزوجل نے ایمان کو عمل سے علیحدہ بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور فرمایا جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لئے کوشش کی اور وہ ایمان بھی لاچکا ہو دیکھو اللہ نے ایمان کو عمل کا خیر قرار دیا ہی مومن اللہ پر ایمان لائیں وہ سے نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں حج کرتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں نہ یہ کہ اپنی نماز اور حج کی وجہ سے اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ یہہ اس لئے کہ چلے وہ ایمان لائے پھر عمل کئے۔ پس فرض پر عمل اللہ پر ایمان لائیں وہ سے ہے۔ اللہ پر ایمان فرض پر ایمان لائیں وہ سے نہیں۔ اگر کسی شال بون بھی جائے کہ ایک شخص پر فرض ہے وہ فرض کا اقرار کرتا ہے پھر فرض ادا کرتا ہے نہ یہ کہ بھلے فرض ادا کرتا ہے پھر فرض کا اقرار کرتا ہے۔ فرض

کا اقرار ادا اے فرض کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ادا اے فرض اقرار فرض کی وجہ سے ہے۔ اور علام اقرار غلامی کی وجہ سے۔ فرض کو ادا کرتے ہیں نہ کہ ادائی ذوالنص کی وجہ سے غلامی کے معترف ہیں۔ اور یہ اس طور پر کہ بیت سارے آدمی دو مہر دن کا کام کرتے ہیں۔ لیکن اس کام کی وجہ سے غلامی کے معترف نہیں ہوتے اور نہ پھر غلامی کا نام پڑ سکتا ہے اور رب سے غلامی کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن کام نہیں کرتے اس کا کام نہ کرنے کی وجہ سے غلامی کا نام ان سے الگ نہیں ہو سکتا۔

متعلم۔ آپ نے بہت دین تفسیر کی لیکن ایمان کے متعلق خبر دیجئے کہ کیا ہے۔

عالم۔ ایمان نام ہے۔ تصدیق۔ معرفت یقین

امان اسلام کا اور بلحاظ تصدیق لوگوں کے تین درجے ہیں پہلا وہ جو اللہ اور اللہ کے پاس سے آئے ہوئے باتوں پر دل اور زبان سے تصدیق کرے دوسرا جو زبان سے تصدیق اور دل سے تکذیب کرے تیسرا جو زبان سے تکذیب اور دل سے تصدیق کرے۔

متعلم۔ آپ نے ایک ایسے مسئلہ کا دروازہ کھول دیا جس کا مجھے علم نہیں پس آپ ان اہل درجات کے متعلق بتلاؤ کہ کیا یہ سب اللہ کے پاس مومن ہیں۔

عالم۔ جس نے اللہ اور اس کے پاس سے اتنی ہوئی باتوں کی دل و زبان سے تصدیق کی وہ اللہ اور بندوں کے پاس مومن ہے اور جس نے زبان سے

فرمایا میں سمجھ لیا میری کوتاہی پر مواخذہ نہ کیجئے میں طالب علم ہوں، لیکن یہ ارشاد ہو کہ تصدیق - معرفت - اقرار اسلام اور یقین کے آپ کے پاس کیا مدارج ہیں اور انکی کیا تفسیر ہے۔

عالم = یہ مختلف اسماء ہیں اور ان کے معنی ایمان ہی ہیں اور یہ باہن طور کے انسان خدا کے رب ہونیکا اقرار کرتا ہے اور رب ہونیکی تصدیق کرتا ہے اور رب ہونے پر یقین رکھتا ہے اور اللہ کے رب ہونیکا سکو معرفت ہے اور دل و زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ اللہ انکا رب ہے یہ مختلف نام ہیں اور معنی ایک ہے جس طرح کسی کو ای انسان ای فلان ای آدمی کہا جاتا ہے اور قصود ایک ہی شخص ہوتا ہے۔

متعلم = خدا آپ پر جسم فرمائے اگر مجھے ایسی کم علمی اور کم مائیگی کا علم ہوتا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا اگر آپ میری کوئی ناپسندیدہ حرکت دیکھ جائیں یا میری وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف و تنگدلی حاصل ہو تو مجھے ملامت نہ کیجئے۔ اس لئے کہ بیمار کے بیمار ہی کی مشقت طیب ہی رہے اور نابینا کی موت بتنا بر ہے اس طرح عالم شایان شان یہ ہے کہ وہ جاہل کی تکلیف دہی کو برداشت کرے۔ اور میں سمجھ لیا کہ بعض ایسی باتیں کہ جاہل ان کو سنکر گہرا جاتا ہے۔ لیکن جب اسکی تفسیر کیجاتی ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے۔ آپ نے ایمان تصدیق، یقین، اخلاص، کی بہترین تفسیر فرمادی لیکن ہمارے لئے یہ کیسے سزاوار ہے کہ ہم اپنا ایمان

تصدیق اور دل سے کذیب کی وہ اللہ کے پاس کافر اور بندہ ونکے پاس مومن ہے کیونکہ بندے اسکی ولی باتوں کو نہیں جان سکتے قلبی باتوں کے معلوم کرنے پر مکلف نہیں اور جس نے دل سے تصدیق کی اور زبان سے بحالت اکراہ کفر کا اظہار کیا تو وہ اللہ کے نزدیک مومن اور اس شخص کے پاس کافر ہے جسکو اسکا علم نہیں کہ وہ اکراہ کفر کا اظہار کر رہا ہے۔

متعلم = آپ کا کلام عدل و انصاف پر مبنی ہے لیکن میرا یہ خیال کہ آپ نے ایمان کی تفسیر دراز کر دی ہے عالم = خدا تمہیں صلاحیت دے تمکو عجلت نہ کرنا چاہئے اور ثابت قدمی سے کام کرنا چاہئے جو کچھ میں بیان کروں اگر اس میں سے کسی چیز کو بہار اول نہ مانے تو تم اگر خیر طلب ہو تو اسکی تفسیر دریافت کرو کیونکہ ہا ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جسکو انسان بڑا سمجھتا ہے لیکن جب اسکی تفسیر ملے لیتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور تم اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو کسی نکر کو ناپسند کرے اور لوگوں میں اسکی برائی بھلائے کو عنایت سمجھے اور یہ نہ سمجھے کہ ممکن ہے کہ اس نکر کی کوئی ایسی تفسیر ہو جو صحیح ہو اور عدل ہو جبکا مجھے علم نہیں۔ کیونکہ میں اپنے استناد سے دریافت کروں مجھ پر لازم ہے کہ ثابت قدمی اختیار کروں اور اپنے استناد کو رسوا نہ کروں تا آنکہ اس کے کلام کی وجہ معلوم نہ کروں متعلم = خدا انکو ثابت قدم رکھے اور صلاحیت کے ایکو دی ہے اس میں دوام عطا فرمائے جو کچھ آپ نے ارشاد

فرشتوں اور انبیاء کے ایمان کے مساوی سمجھیں حالانکہ
ہم کو اس کا بخوبی علم ہے کہ وہ ہم سے زیادہ خدا کے تابع

فرمان ہیں

عالم تم جانتے ہو کہ وہ ہم سے زیادہ خدا کے تابع فرمان
والطاعت کنش ہیں۔ اور میں نے تم کو یہ بتلادیا کہ ایمان
اور عمل جدا جدا چیزیں ہیں پس ہمارا اور ان کا ایمان
ایک ہے اس لئے کہ ہم نے پروردگار کی وحدانیت

اور اس کی ربوبیت اور قدرت اور رب امور کی اسی طرح
تصدیق کی ہے جو اسکے ہاں سے آئے جس طرح کہ ان
اور کافر فرشتوں نے اقرار کیا اور انبیاء نے تصدیق

کی اس وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان اور فرشتوں
کا ایمان ایک ہے۔ اس لئے کہ جن جن عجائب آیات
خداوندی پر فرشتے معائنہ و مشاہدہ کر کے ایمان لائے

ہیں انہی چیزوں پر ہم بلا معائنہ ایمان لائے ہیں۔

مستعمل۔ خدا آپ کو فائزین سے نبائے جو کچھ آپ نے

بیان فرمایا بہت بہتر بیان فرمایا مجھے اب معلوم

ہوا کہ ہمارا اور فرشتوں کا ایمان و ایقان تصدیق

و معرفت ایک ہے لیکن یہ بتلایے کہ وہ ہم سے زیادہ

خدا سے ڈرنے والے اور زیادہ اطاعت کرنے والے

کیونکہ اور جب جاہل کسی انسان کی لغزش یا مصیبت

کیوقت گھبراہٹ یا دشمن سے بزدلی یا خواہشات پر

حرص دیکھ جاتے ہیں تو کیوں کہتے کہ یہ سب یقین کی کمزوری

کا باعث ہے۔

عالم۔ جاہل کا اس طرح کتنا کمزوری یقین کی وجہ سے

اس لئے کہ وہ یقین کی تفسیر سے ناواقف و بے خبر ہے۔

سہو کسی شئی کا یقین کرنا بہ معنی رکھنا ہے کہ اس شئی

کا ایسا علم ہوا کہ ایسا اب کسی کا شک و شبہ نہ رہا ہو

اہل شہادت سے کوئی بھی جو خدا اور اس کی کتابوں اور

رسولوں میں شک کرنا جو اگرچہ وہ کہے ہی گنا ہوں گامرتک

کیون نہ ہو۔

ہم اور لوگوں کے معاملہ کو اپنے بنیاس کرینگے

دیکھو کبھی ہم سے لغزش ہو جاتی ہے کسی مصیبت کے وقت

گھبرا جاتے ہیں کسی دشمن سے بزدل ہو جاتے ہیں۔ لیکن

اللہ کے بارے میں یا اللہ کے پاس سے آتی ہوئی

چیزوں میں ہم کو کسی قسم کا شک لاحق نہیں ہوتا اسی طرح

اور توں بھی ہمارے پاس ہماری ہی طرح ہیں۔ رہا

تمہارا یہ سوال کہ کسوجہ سے وہ ہم سے زیادہ اللہ سے ریل

اور اسکے تابع فرمان ہیں۔ حالانکہ ہمارا اور ان کا یقین ایک

ہے۔ ان وہ چند خصال کی وجہ ہم سے زیادہ رسال

اور تابع فرمان ہیں۔

۱۔ جس طرح انکو نبوت و رسالت سے ممتاز کیا گیا ہے

اسی طرح انکو اور لوگوں پر خوف و رغبت اور جمیع مکارم

اخلاقی سے ممتاز کیا گیا۔

۲۔ وہ ملکوت (آسمانی بادشاہت) اور ایسے عجائب کا

معائنہ کئے ہیں جسکا ہم نے معائنہ نہیں کیا۔ (۳۔ وہ

معیتوں کی آلودگی سے اپنے دامن کو بچائے رکھتے ہیں

۴۔ وہ اس عقاب و عذاب الہی کا معائنہ فرماتے رہتے ہیں

جو اردن براہ کی معیتوں کی وجہ نازل ہوتا رہتا ہے اور

تلخ دوالائی گئی ایک اس دوا کے پینے پر نہایت دلیر
ہے دوسرا نہایت بودا۔

مستعلم۔ آپ نے بہترین تغیر فرمائی۔ لیکن بتلائے کہ
جب ہمارا اور انبیاء کا ایمان ایک ہے تو کیا ہمارے
ایمان کا ثواب انبیاء کے ایمان کے ثواب کے مانگے
نہ ہوگا۔ اگر دونوں کا ثواب ایک ہو تو بھران کو ہم پر کیا
فضیلت رہی۔

محمد مصطفیٰ کو یونانی متصل کہ سیدہ صدیہ اور زینبہ کوئی حیدر و زکریا
ہمارے مکان میں چشم کے اوپر فرماتے اور حکماء اور شریکے سے مشا
عزیزات نمازہ و مریدہ و جوارہ و شریکات اللہ منیر خالص عطران
اہل روغن یا آقا خالص عرق بید مشکا ہودی و چند بیدستر لبویہ
کی جو اہر دار و الشکت اہر و انفرہ مر و اید جواہر دار و منفرہ باوقی
جواہر دار و فیروزہ قیمت واجبہ قابل الطمان لیتے ہیں اور اضلاع
کے فرمایشات پذیریدہ وی پی روانہ کئے جاسکتے ہیں

خدا وادبیل سکسی زوعم جاہی مارش

سیکیو کی رہنمائی اور نگواں کا کام نہایت اطمینان
بد اور ارزان کیا جاتا ہے آپ کو پہلے ہی دیکھ جائے

یہاں کی راستبازی

مسلوم

ہو جائیگی

ایسی چیز ہے جو انگوٹھا ہوں سے بچائے ہوئے ہے۔

مستعلم۔ آپ نے جو کچھ فرمایا میں اس سے واقف ہو گیا۔

آپ نے مجھے اصل اور معروف خی بیان کرتے ہیں لیکن میں
جانتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے یقین و خوف بر کوئی
قیاس و نظیر بیان کیجائے اس لئے کہ اگر جاہل کو
عاقبت کا خیال ہو جائے تو وہ اپنے مملو مات میں ضا
کرنا رہتا ہے اسلئے اگر آپ اس سے ایسی بات کہو
وہ نہ سمجھے اور آپ نظیر و قیاس پیش کریں تو اسکے سمجھنے
کے لئے مناسب دعوڑوں ہوگا۔

عالم۔ تم نے قیاس و نظیر پیش کئے جائیگی عمدہ غرض
کی اور جو شخص اپنے دوست کے مباحثے فائدہ اٹھاتا
جانتا ہے اور وہ کسی چیز کو تو یہی طریقہ اختیار کرتا ہے
یاد رکھو صحیح قیاس طالب حق کیلئے حق کو ثابت کرتا ہے
قیاس کی مثال دمی حق کے لئے عادل گواہوں کی سی
ہے۔ اگرچہ ان حق کا انکاد نہ کرے تو علماء کو قیاس کے
بیان کرنے کی تکلیف اٹھانی کی ضرورت نہ ہوتی۔ تم نے
انبیاء کے اور ہمارے یقین کے ایک ہونے اور انکا خوف
ہمارے خوف سے زیادہ ہونے پر قیاس کی جو حمایت
کی ہے وہ اس طرح سمجھو کہ مثلاً دو شخص ہیں جنکو نیز آنا
ہے ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی فوقیت نہیں وہ میرے
ہونے ایسی جگہ پہنچے جہاں یا بی نہایت گہرا اور نہایت
وہاں ہے ایک اس میں چلا جائے بڑا زیادہ جری اور دھڑک
نہایت ڈر ہو کہ ہے۔ یا بخلا دو شخص ہیں جنکو ایک ہی
قسم کا مرض ہے ان کے لئے ایک ہی قسم کی نہایت

حقیقت و تاریخ کی روشنی میں

جناب بیغیرہ سلام (فداہ ابی دوائی) صلی علیہ وسلم کے پہلے
تو دون کی اصلاح کے لئے بہت سے معلمین آئے اور گئے
ہر معلم (درنظام) اپنے پیروں کے لئے نیک و نیکمت سے
معمور کرتا ہی بھی چورہا تھے مگر ان کے متبعین کو کہاں
یہ توفیق ہوتی کہ سجدگی سے اپنے پیروا کی تعلیمات پر عمل
پیرا ہوتے خانگی جھگڑے فدا اور نفسانی اختلافات
ہی ایسے اسباب تھے جہاں گراں بہا تعلیمات کے عمل
بر مانع ہوئے آخر نتیجہ یہی ہوا کہ ان مقدس کتابوں
سے صداقت رخصت ہونے لگی اور اس کے بجائے خود
کے بنائے ہوئے اصولوں کو ملکہ دی گئی جس کے سبب دنیا
کی ساری سرزمین جہل و بیہوشی سے بھر پور ہو گئی مارا
کی پرستش نجات کا سبب قرار پائی غرض ایسے ہی خطرہ عہد
میں جناب بیغیرہ سلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی
جسے جنہوں نے تہوئے ہی حرمے میں تو مولیٰ اور ملکوں کو
ایک بنا دیا اور دنیا میں تہذیب و تمدن اور علم و اخلاق
کو پھیلایا فاتح اور مغفور کے نفاذ و نون کو دور کر کے رکھے

جہاں اشارہ سے کئے گئے ہیں وہ خود طلب میں کتاب استثناء باب
دعا آیت ۱۰ میں بتلایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں
موسلیٰ اندازہ کوئی نبی نہیں پیدا ہوا کتاب پیدائش باب
۱۱ آیت ۱۱ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے
بھائی بنی اسماعیل میں اسی کتاب پیدائش کے باب
(۲۵ آیت ۱۳) میں صراحت کی گئی ہے کہ بنی اسماعیل
کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کا نام قیدار ہے۔

سایح شاہ ہے کہ قیدار کی اولاد میں عدنان اور
عدنان کی اولاد میں قصی بہت مشہور ہیں جو چار واسطے جو
حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا چچا
ہیں اس لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ القدر
پیشگوئی کے صحیح مصداق حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا کتاب غزل النولات باب
(۵ آیت ۱۰) میں ایک اور تفسیر اس طور پر کی گئی ہے کہ

یہ اجماع صحیح و سفید ہے کہ ہزار آدمیوں
کے درمیان وہ جھنڈے کے نیچے گھرا ہوا ہے
اس کی بھی تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ جانشین
ابراہیم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
مقام حدیمہ میں قریش سے معاہدہ کیا تھا
کہ دس سال تک جنگ و جدل موقوف رہے گی
لیکن چند روز تک صلح نامہ کی باندی رہی بعد میں
قریش ہی نے صلح نامہ کو منسوخ کر کے مسلمانوں
پر حملہ آور ہوئے جس کی بناء پر خطاطت خود بخود
کے تحت مسلمانوں کو بھی لڑنا پڑا رمضان

م جنوری ۶۳۲ء تک فتح ہوا بنی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم دس ہزار مجاہد کے ساتھ فاتحانہ حیثیت
سے فاران لکھ میں داخل ہوئے اور قریش
کے سرداروں کو کرب ہو کر فرمائے :
اے قریش ! ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا
نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اس نے اپنا
وعدہ سچا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد کی
اور تمام جنہوں کو تمنا توڑ دیا اے اس حقیقی خدا
کے بعد اب یہ بتلایا جائے کہ غزل الغزلاف
کی مذکورہ القدر پیش گوئی کے صحیح مصداق
جناب پیغمبر اسلام کے سوا اور کیا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے
حضرت موسیٰ کا دوسرا واعظ جناب موسیٰ علیہ السلام
نے اپنے دوسرے خط میں بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر لکھا
فرمایا۔

اے بنی اسرائیل دیکھو میں اپنے رسول کو
بھونکا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست
کر دیا اور وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو
عبدکار رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی پہچان
میں ناگہان آئے گا دیکھو ذرا کید، وہ یعنی
آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے براہ اس کے
آنے کے دن میں کون ٹھہر سکے گا
اس آیت کی نسبت مسلمانوں اور مسلمانوں

لہ دلائی کی کتاب باب (۳ آیت ۱۱)

کے پہاروں سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدیوں کے
ایا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتش شریعت ان کے لئے
اس چہن گوئی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے
نوع انسان کی اصلاح کے لئے بین مصلح اعظم کو روانہ کرنے
کا وعدہ کیا تھا جس کو اس پر دیا گیا

(۱) خداوند سینا سے آیا اس سے مراد حضرت موسیٰ
ہیں (۲) خداوند شہر سے آیا اس سے مراد حضرت مسیح ہیں
(۳) خداوند فاران (مکہ) سے جلوہ گر ہوا دس ہزار
قدیوں کے ساتھ آیا اس سے مراد حضرت سیدنا یحییٰ بن
ہیں کیونکہ قدیم زمانہ میں مکہ کا دوسرا نام فاران ہی تھا جہاں
رسالت مآب صلعم پیدا ہوئے اپنی صداقت اور ہستاری
کی وجہ سے ابن کا خطاب پائے تو ظلم و ستم سب اور توحید کی
مدا بلند کئے آخر دس ہزار قدیوں کے ساتھ اپنے وطن
مکہ میں قاتحانہ خنیت سے داخل ہوئے۔

حضرت مسیح کا تہیہ موسیٰ جس طرح حضرت موسیٰ نے اپنی
قوم کو ایک آخری نبی کے آمد کی خوشخبری سنائی تھی اسی
طرح حضرت مسیح نے بھی اپنے پیروں کو اس طرح تاکید فرمائی
اے پیروں! مسیح اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔

تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باب خدا سے
درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا عہد کا روز قیامت
نکھنے جو ایک تمہارے ساتھ رہے

میں یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے
کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس (باب ۲۸)
میرے نام سے تجھے گادی ہیں سب باتیں کہنا

میں اختلاف ہے عیسائیوں کا منشاء ہے کہ اس کے مطابق
حضرت عیسیٰ ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ اس کے صحیح - صدق خضر
عیسیٰ نہیں ہو سکے کیونکہ (۱) عیسائی مسیح کو ان کہتے ہیں
نہ کہ رسول (۲) مسمیٰ نے اس میں گوی کہ مسیح کے بابت نہیں
تبلیا بلکہ اس نے مسیح کی چیزیں گویوں کو انجیل میں جمع کیا
ہے (۳) یہکلیں میں دشمن ان کے سامنے مغلوب نہیں
ہوئے بلکہ دشمنوں نے مسیح کو مغلوب کیا اس کے متعابلام

جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور سیرت پر غور
کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس پیش گوئی کے صحیح صدق
حضرت رسول خدا کے اور کوئی ہو نہیں سکتا کیونکہ
(۱) پہلے مکان کی طرف ناگہان آئے گا جو کہا گیا ہے
وہ خود تبلا۔ اے کہ بنی کریم صلعم نے فتح کے روز ناگہان
فاران یعنی مکہ کو پہلے پہلا آجائے گا میں داخل ہوئے اس
طرح نوجون کے ساتھ پہلے میں آئے گا سو وہاں ہی ہوا
جناب رسالت مآب روحی خدا اپنی وحی کہیں دس ہزار
قدیوں کے ساتھ داخل ہوئے۔

(۲) مذکورہ الصدیقین گوئی لفظ عہد کا رسول تبلا
گیا ہے۔ اس لفظ کے بھی وہی معنی ہیں جس طرح یوحنا نے
وہ بنی کہا اور مسیح نے انکار کیا کہ میں وہ بنی نہیں ہوں (۱)
خداوند کا ارشاد کتاب استثناء باب (۲۳) آیت (۲)
میں خداوند کا ارشاد موجود ہے کہ

یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ اور خدا نے اپنے مرنے
سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا
سے آیا اور (۲) خیر سے ان پر طوع ہوا (۳) فاران ہی

لکھے گئے ہیں دنیا پر ہیں..... کہ دنیا کی اصلاح کے لئے ایک آخری مصلح بھیجے گا جس کا انتظار ہر زمانہ میں نہ بنی اور فاطمہ سے کیا گیا ہے اور ان بشارتوں کے صحیح مصداق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا یہ تمام بشارتیں عہدہ یکم اور عہدہ دوم سے لئے گئے ہیں ان کے متعلق قرآن کی گواہی لکھی جا چکی۔

انجیل اور تورات کے دانیان مذہب نے دنیا سے راستی کو ملانے کے لئے ممکنہ کوشش کیں اور حق کو ظاہر نہ کرنے کے لئے مخافت طریقوں سے اپنے اپنے کتابوں میں تحریفیں کیں مگر باوجود اس کوشش کے حق چھپ نہ سکا بوحنا کی انجیل (۲) میں مسیح کا یہ قول اب تک موجود ہے جسکو مسیح نے دنیا سے رخصت ہونے سے چند روز پہلے اپنی قوم کو مخاطب کیا تھا۔

میں تم سے بیچ کہتا ہوں۔ میرا جاننا دنیا سے، تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میرا نہ جاؤ گا تو وہ مددگار دفاتر طبع، تمہارے پاس نہ آئے گا کیا ان اگر جاؤ گا تو اسے تمہارے پاس پہنچاؤ گا اور وہ اگر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا سنو! مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں

اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے یاد دلانے گا اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہنا چاہتا ہوں کہ جب وہ آجائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سرور اٹا رہا ہے (۱۱)۔

اس پیش گوئی میں حضرت مسیح نے دو مرتبہ دنیا کی اصلاح کے لئے ایک آخری مصلح آنے کی خبر دی ہے اس میں گوئی کے متعلق مسیح کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے بوحنا وادی مسیح سے پوچھا کہ تم کون ہو جواب میں بوحنا نے کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں دوبارہ سوال کیا گیا کہ تم کون ہو کیا تم یسوع یا مسیح ہو جواب میں کہا کہ میں نہیں ہوں تیسرے مرتبہ سوال کیا گیا کہ کیا تم وہ بنی ہو جواب میں کہہ گئیں ایلیاہ ہو اور نہ وہ بنی بلکہ میں بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھی لرو اور اس کے بعد جو مجھے مرتبہ بوحنا سے سوال کیا گیا کچھ مسیح ہو اور نہ ایلیاہ اور نہ وہ (فاتر طبع) بنی آخراں یمنین گویوں کا صحیح مصداق کون ہے کب آئے گا جو میں بوحنا نے مخاطب ہو کر کہا۔

اے لوگو تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جوتی کا تسمیر میں کھولنے کے لالچ نہیں (۱۲) ان تمام پیش گوئیوں سے جو اوپر

بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ذار قلیط ہوگا۔
کیونکہ یارکٹ کا قول ہے کہ

فار قلیط (احمد) والی پیشین گوئی سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی طرح ڈیون پورٹ کا قول ہے کہ فار قلیط والی پیشین گوئی مسیح نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت کی ہے اس پیش گوئی کے تعلق ایک اور واقعہ دنیا میں ظاہر ہوا ہے جس کو ٹی ڈبلیو ازملابریڈ فیئر گورنمنٹ کالج نے اس طرح لکھا ہے۔۔۔

جزیرہ میورقہ (میجور) کا رہنے والا ایک صیائی پادری نے ایسے استاد نکولس مارتیل باتسہ بلونیہ سے یہ دریافت کیا۔

نہ اس نے اپنے پیغمبر مسیح کے ذریعہ یہ فرمایا تھا کہ میرے (مسیح) بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام فار قلیط ہوگا استاد نکولس مارتیل سے مخالف ہو کر کہتا ہے اے میرے آقا میں دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ فار قلیط کے معنی بتا کر مجھ پر اپنے احسانات کا خاتمہ کر دیں گے۔

پوچھا پادری یہ سن کر رونے لگا اور کہا۔

بیشک تو نے میری بہت خدمت کی ہے فی الواقع اس اسم شریف کے معنی پر علم حاصل کرنے میں بڑا فائدہ ہے لیکن مجھ کو خوف ہے کہ اگر میں اس کے معنی تجھ پر ظاہر کر دوں اور تو اس راز کو فاش کرے تو مجھ کو صیائی مار ڈالیں گے۔

اور میرے تکلف کے دریغ ہو جائیں گے۔ اے فرزند تو خود کر کہ اس راز کو فاش نہ کریگا۔

مگر اب تم انکو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ سچاؤ کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دیکھائیگا اور وہ میرا اعلان ظاہر کریگا۔

یہ مسئلہ امر ہے کہ حضرت مسیح عجمانی زبان جانتے تھے اور انجیل بھی عبرانی زبان میں اتاری گئی تھی جس میں متعدد جگہ ایک آخری رسالہ (احمد نامی) آئے کی بشارت دی گئی تھی مگر انجیل کتاب نے جب اس کتاب کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا تو احمد کے بجائے فار قلیط اور پیکر ٹولوس لکھا اور فار قلیط اصل میں پیارا اطمینان جس کے معنی بھی احمد کے ہوتے ہیں جیسا کہ سر ولیم مور نے بھی اپنی تاریخ توحہ صی جلد ۱ میں بتلایا ہے۔

سب سے عجیب اس امر کا ہے کہ آن کل ملک میں جو انجیل اردو زبان میں شائع ہوئی ہے اس میں فار قلیط کے معنی مددگار اور تسلی دینے والے کے بتلائے گئے ہیں جو کبھی طرح صحیح نہیں ہو سکتے اگر ہم آج سے (۲۵) برس پہلے کی انجیل دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں اور جدید انجیل کا کس قدر فرق ہے اس پیش گوئی کے متعلق قرآن اس طرح شہادت دیتا ہے اذ قال صلی بن مریم نبی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصداقا لما بین یدی من التوراة و مثیرا رسول یاتی این بعدی اسماء احمد فلما جاہم بالنبیۃ قالوا ہذا ساحر من دہرہ (۲۸) انکح اہلہ پیغمبر لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جبکہ مریم کے بیٹے مسیح نے بنی اسرائیل سے اس طرح کہا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں مجھ سے پہلے جو تواریخ حضرت موسیٰ پر اتاری ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک سول

پادری طالبِ علم نے وعدہ کیا تب یہ کہا گیا۔

اسے فرزندِ فاروق یا پیغمبرِ اسلام کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کا وعدہ دانیال نبی کے ربانی خدا نے کیا تھا یعنی پیغمبرِ اسلام کا دین سجادین ہے اور اس کا مذہب روضینوں سے بھرا ہوا ہے جس کا ذکر انجیل میں ہے۔ افسوس کہ یہ مذہب اسلام کی خوبیوں سے ضعیفی حالت میں واقف ہوا ہوں۔ کاش تیری عمر میں واقف ہوتا تو ضرور مسلمان ہو جاتا۔ اگر میں اب مسلمان ہو جاؤں تو مسیحی مجھ کو مار دالیں گے اور اب میرا بیان حقیقی تقسیمِ مسیح پر ہے

اعد میں اسی تقسیم پر ثابت قدم ہوں تو بھی مسلمانوں کے ملک میں جا کر مسلمان ہو جا پس یہ لڑکا تونس آیا سلطان ابوالعباس احمد کے دربار میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا

يَا مُسَوَّلَ اللّٰهِ اَنْظِرْ حَالَنَا

ہو گئے ہم جرم و عیام میں فنا کرتے ہیں دریاے ظلمت میں شنا
دین حق کی ہسم نے خود و عادی بنا اپنے منہ سے کیا کرین ابھی شنا

يَا مُسَوَّلَ اللّٰهِ اَنْظِرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اَسْمِعْ قَالَنَا

خستہ جانوں کا تو ہی غمخوار ہے رحمتِ عالم تری سرکار ہے
گریہ حال ایسا نہایت زار ہے اک نظر میں تیری بیڑا پار ہے

يَا مُسَوَّلَ اللّٰهِ اَنْظِرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اَسْمِعْ قَالَنَا

کروئے فکر و دجیان سے بے خبر گھول دے اس مرغِ جان کے بال پر
کروئے خاکِ جہنم کو کھلِ البصر دور گردا زینِ جملہ تن را از نظر

يَا مُسَوَّلَ اللّٰهِ اَنْظِرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اَسْمِعْ قَالَنَا

قاضی ابویوسف

از مالینہ نوائیہ ریاض جنگ بہادر سابق شیخ الاسلام حیدر آبادی

یعقوب بن ابراہیم، ابویوسف القاضی مشہور ابوحنیفہ، نسب یہ ہے، ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن جیب بن سعد بن ابی وقاص، حضرت سعد صحابی ہیں، انکی ان جنتہ صحابہ۔ سعد کے دن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاطفت میں پیش ہوئے کم سن کی وجہ سے بھرتی نہیں ہوئے تحصیل علم تھا۔ حدیث اور فقہ کی تحصیل کا شوق تھا۔

حدیث کی روایت مجاہد بن جابر کے کچھ بنی بن سعد الانصاری، سلیمان الاشعث، ہشام بن عروہ، عطاء بن السائب لیث بن سعد کے محمد بن حسن احمد بن حنبل، یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ نے ان سے روایت کی۔ نبیادیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک روز ابوحنیفہ کی محفل میں بیٹھے تھے کہ اذن کے والد دہان پہنچے یہ باب کے ساتھ ہوئے باب نے کہا کہ ابوحنیفہ کے قدم پر قدم رکھو ان کو تو کی پکانی ملتی ہے تمہیں پریشانی کی ضرورت ہے، انھوں نے یہ سنکر طلب علم میں کمی کر دی، ان کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ نے میری جھوٹی بیعت نہ ہونے کے بعد پہلی بار میں ان کے پاس پہنچا تو یوحنا آنا کیون بھڑک دیا۔ میں نے کہا بیٹ کی فکر اور باب کی فرمانبرداری کی وجہ سے

یہ کہہ کر میں بیٹہ گیا۔ آدمی بٹے گئے تو ایک بھلی مجھ کو دی اور کہا اس کو خنجر کرو، جب ختم ہو جائے تو طلاع کرنا، بڑھنا مت بھڑو۔ میں نے دیکھا تو اسود دم تھے، اب میں نے اپنے گھر لایا کیا، بخیر روز کے بعد اسود دم اور غایت سے، مالاکہ میں نے اٹھانے بھی ختم ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح بے طلب غایت ہوتا رہی، یہاں شک کہ میں اسودہ مال ہو گیا۔ ایک روایت کے بموجب باب نے مجھ کو بھڑا تھا، مان دوسرے اٹھالے باقی تھیں، ایک روز ابوحنیفہ نے اذن سے کہا ایک سخت جا یہ علم سکھ کر فالودہ روغن بیت کے ساتھ لایا گیا، یہ سنکر وہ بڑ بڑاتی ہوئی چلی گئیں، جب قاضی القضاۃ ہو گئے، تو ایک بار خلیفہ ہارون الرشید کے دسترخوان پر فالودہ پیش ہوا خلیفہ نے اذن سے کہا۔ یہ کھاؤ یہ روز روز نہیں تیار ہوتا ہے پوچھا امیر المومنین کیا ہے، کہا فالودہ اور روغن بیت، یہ سنکر ابویوسف ہنس پڑے، خلیفہ نے پوچھا کیوں ہنسنے، کہا امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ زندہ اور سلامت رکھے، ہارون الرشید نے امر کیا تو انھوں نے واقعہ بالا بیان کیا۔ سنکر خلیفہ کو حیرت ہوئی اور کہا علم میں اور دنیا میں عزت دیتا ہے اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحمت فرمائے، وہ محفل کی

انھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری انھوں سے نظر نہیں آتا
امام اعظم کی صحبت میں۔ مشہور ہے کہ ایک بار اس زمانہ میں سخت بیمار
ہو گئے۔ امام صاحب نے آکر دیکھا تو دایہ میں اون
کے دور آنسے پر شکر کھڑے ہو گئے، کسی نے سبب پوچھا
تو کیا یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے
ابو یوسف کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز جھکے ابو یوسف اور
ابن ابی لیلیٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی، ابو یوسف سے
بڑھ کر فقید اور ابن ابی لیلیٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں
دیکھا۔ خلیفہ کا قول ہے کہ ابو یوسف کے شاگردوں میں
دو شاگرد سب سے زیادہ ممتاز تھے، ابو یوسف اور زفر
حاکم کا قول ہے کہ ابو یوسف کے شاگردوں میں ابو یوسف
کی مثال نہ تھی، اگر وہ ہوتے تو نہ کوئی ابو یوسف کو جانتا نہ
ابن ابی لیلیٰ کو۔ وہی تھے جنہوں نے ان کا علم پھیلایا، اور
ان کے اقوال کو دور دور پہنچایا، ظلم کا قول ہے، ابو یوسف
کی شان مشہور، علم و فضل بلند تھا، ابو یوسف کے شاگرد تھے
فقہ میں اپنی معاصرین میں سب سے بڑھ کر ان سے بڑھ کر
اون کے زمانے میں کوئی نہ تھا، علم و حکمت و ریاست
و تدبیر میں انہما کو پہنچے ہوئے تھے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے
ابو یوسف کا علم زمین کے کناروں تک پہنچا دیا اصول فقہ کی
کتابیں لکھیں، مسائل کا نشر و ملاکے فوری سے کیا۔
ایک بار اعرش نے اون سے ایک مسئلہ دریافت
کیا جواب سن کر کہا یہ کہاں سے کہتے ہو ظلال حدیث سے
جواب سے روایت کی ہے، اعرش نے ہنکر کہا کہ یہ حدیث

عجب کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمہارے باپ کی شادی
بھی نہیں ہوئی کہ، معنی اوس کے آج معلوم ہوئے۔
امام مرقی سے کسی نے اہل عراق کی بابت پوچھا،
ابو یوسف کی بابت کہا ”سید ہم“ اون کے سردار ابو یوسف
کی بابت کہا انہم الحدیث ان میں سب سے
زیادہ حدیث کے پیرو، محمد بن حسن سب سے زیادہ مسائل
اخذ کرنے والے، زفر سب سے زیادہ قیاس میں تیز،
ہلال بن یحییٰ کا قول ہے کہ ابو یوسف تغیر و غازی، ایام
عرب کے ماقطہ تھے، فقہ ان کے علوم میں اقل العلوم تھی۔
ایک بار ابو یوسف کے سامنے ابو یوسف اور زفر نے کسی
مسئلہ پر بحث کی، ظہر تک جاری رہی، اور ایک دوسرے
کی دلیل کو رد کرتا رہا، ظہر کے وقت ابو یوسف نے زفر کی
لالہ پر ہاتھ مار کر کہا، جس شہر میں ابو یوسف ہوں۔ اسکی
ریاست کی ہوس مت کرو۔

ایک بار ابو یوسف نے اپنے شاگردوں کی بابت
کہا، یہ مجھے تین مرد ہیں اون میں سے اٹھارہ عہدہ فساد
کی اہلیت رکھتے ہیں، چھ فتویٰ دینے کی دوا ایسے ہیں جو
قاضیوں کو ڈرھا سکتے ہیں، یہ کہہ کر ابو یوسف اور زفر کی
طرف اشارہ کیا۔
ایک بار ابو یوسف دج فرست میں ممتاز تھے، نے
واؤ و طائی سے کہا کہ تم عبادت کے ہو رہو گئے، ابو یوسف
سے کہا، تم دنیا کی طرف مائل ہو گئے اسی طرح زفر وغیرہ
کی نسبت رائے ظاہر کی جو کہا تھا۔ واقعات نے وہی
ثابت کیا۔

لطیفہ۔ ایک شخص ابو یوسف کی صحبت میں حاضر ہوئے۔
 تھے، ایک بار انھوں نے کہا تم بولنے کیوں نہیں، کہا بہت
 اچھا، روزہ کب افطار کرنا چاہئے، کہا جب آفتاب غروب
 ہو، بولے، اگر آفتاب آدھی رات تک غائب نہ ہو تو یہ شکر
 ابو یوسف ہنس پڑے، اور کہا تمہارا خاموش رہنا ہی اچھا
 تھا، تمہاری زبان کھلو اگر میں نے خطا کی
 عہدہ قضا و خلیفہ ہادی نے ۱۶۷ھ میں بغداد کا قاضی مقرر
 کیا، ہارون الرشید نے اپنی خلافت میں بحال رکھا، اسلام
 میں وہ اول شخص ہیں جو قاضی القضاۃ ہوئے، متروک
 تک قاضی القضاۃ رہے۔

ان کے قاضی ہونے کے عہد میں ایک بار امیر المومنین
 ہادی کے ایک باغ پر کسی نے ان کی عدالت میں دعویٰ کیا
 نبطا خلیفہ کا پہلو زبردست تھا، مگر واقعہ اوس کے خلاف
 تھا۔ امیر المومنین نے کسی موقع پر ان سے پوچھا کہ تم نے
 فلان باغ کے معاملے میں کیا جواب دیا، مدعی کی درخواست
 یہ ہے کہ، امیر المومنین کی حلیفہ شہادت اس پر لی جائے
 کہ اوگن گواہوں کا بیان سچا ہے، ہادی نے پوچھا کیا ان
 کی یہ درخواست واجبی ہے، جواب دیا کہ ابن ابی لیلیٰ کے
 فیصلے کے مطابق صحیح ہے، خلیفہ نے کہا اس صورت میں
 باغ مدعی کو دلاؤ۔ یہ ابو یوسف کی ایک تدبیر تھی۔
 وفات۔ ۱۸۲ھ ربیع الاول یا ربیع الآخر باختلاف قولین
 ۱۸۲ھ میں انتقال کیا، انتقال کے وقت انھیں ترس

کی عمر تھی۔
 وفات کے وقت کہا، کاش میں اوس فقر کی حالت
 میں تھا، جو شروع میں تھی اور فقراء کے کام میں نہ بیٹتا۔
 خدا کا شکر ہے اور اس کی یہ نعمت ہے کہ میں نے فقرا کی
 بظلم نہیں کیا، اور نہ ایک فرقی معاملے کی دوسرے کے
 معاملے میں پروا کی، خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازار سی۔
 وفات کے وقت یہ قول بھی منقول ہے۔ بار بار اہل
 فوج بجاتا ہے میں نے کسی فیصلے میں جو میرے بندوں
 کے درمیان کیا، خود راہی سے کام نہیں لیا، تیری کتاب
 اور میرے رسول کی سنت کی پیروی کی کوشش کی جہاں
 ٹھیک نکال پیش آیا ابو حنیفہ کو اپنے اور میرے درمیان
 واسطہ کیا اور اللہ وہ میرے نزدیک اون لوگوں میں
 سے تھے۔ جو میرے حکم کو پہچانتے تھے۔ اور کبھی جان کر حق کے
 دائرے سے نہیں نکلتے تھے، یہ بھی موت کے وقت انکی
 زبان پر تھا، بار بار اہل فوج بجاتا ہے کہ میں نے جانکر حرام
 نہیں کیا اور نہ جانکر کوئی حرام کا کھایا۔
 ان کی علالت کے دوران میں معروف کرخی نے
 اپنے ایک رفیق سے کہا کہ میں نے سنا ہے ابو یوسف
 زیادہ علیل ہیں تم ان کی وفات کی خبر مجھ کو دینا، راوی
 کا بیان ہے کہ میں دارالرقیق کے دروازہ پر پہنچا تو، ابو یوسف
 کا جنازہ نکل رہا تھا، ولریں کہا کہ اب معروف کرخی کو خبر
 کرنے جاتا ہوں تو نماز جنازہ نہ لیگی، چنانچہ نماز میں شریک

ابو یوسف فقیہ عالم مافلا تھے، کثیر الحدیث۔ عباد بن العوام بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ اہل اسلام کو چاہئے کہ ابو یوسف کی وفات پر ایک دوسرے کیساتھ تعزیت کریں۔

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ شرہ برس ابو حنیفہ کی صحبت میں رہا، شرہ برس دنیا کے کام میں رہ چکا میرا لگان ہے کہ اب میری موت قریب ہے، اس قول کے جذبہ میں بعد وفات پائی۔

ان کے بیٹے یوسف عربی بغداد کے فاضل تھے۔ مناقب و جمح۔ ابن کامل کا قول ہے، کہ یحییٰ بن معین۔ احمد بن حنبل، اور علی مدینی اؤن کے نقد فی النقل ہونے پر شفق ہیں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابو یوسف اصحاب حدیث کی جانب مائل تھے، اور ان کو دوست رکھتے تھے، اور میں نے اؤن سے حدیثیں لکھی ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ حدیث میں میرے پہلے استاد ابو یوسف ہیں اؤن کے بعد میں نے اؤن سے حدیث لکھی، ابن مدینی کا قول ہے، کہ ابو یوسف مددق تھے۔

خطیب بغدادی نے اپنا مورخانہ فرض امام ابو یوسف کے حالات میں بھی حرج کے متعلق ادا کیا اور متواتر روایتیں حرج کی نقل کی ہیں نقطہ

ہو کر اؤن کے پاس پہنچا اور خبر وفات سنائی، انکو سخت مدہم ہوا، بار بار انا لہ بڑھتے تھے میں نے کہا یا ابو حنیفہ! آپ کو نماز خازنہ میں شریک نہ ہونے کا اس قدر صدمہ کیوں ہے، کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہو رہا ہے اس کا بالآخر حصہ مکمل ہو چکا، بردے آؤن ان کو دیئے گئے غرض ہر طرح پورا ہو چکا، میں نے پوچھا یہ کس کے لئے تیار ہوا لوگوں نے کہا ابو یوسف کے واسطے۔ میں نے کہا یہ مرتبہ انہوں نے کس طرح پایا، جواب ملا اچھی تعلیم دینے اور اس کے شوق کے صلے میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اؤس کے صلے میں شجاع بن خلد کا قول ہے کہ ہم ابو یوسف کے خازنہ میں فخر کیا، ہوئے اہ خلیفہ مارون الرشید طلبہ ازے کے آگے چلتے تھے نماز خازنہ خدا انہوں نے بڑھائی، متاثر فرمائیں میں ام جعفر زبیدہ کی خبر کے پاس دفن کیا، محمد بن جعفر کا قول ہے، ابو یوسف کی خان مشہور، فضل ظاہر تھا، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، علم، علم، ریاست، قدرت و جلالت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ العباسیوں نے لکھا ہے، ابو یوسف جو اؤن سے سنی تھے، ابو حاتم کا قول ہے، ان کی حدیث لکھی جائے انتہی! اس اہل کا قول ہے کہ اکثر علماء ابو یوسف کی فضیلت و عظمت کے قائل ہیں ابن عبد البر کا قول ہے

ایک دن بنارس کے ایک شہر کے مکہ میں سوئے
 کا ایک برتن پایا گیا جس پر لکھا تھا کہ "اس کے لئے،
 جس کو دل میں غریبوں کیلئے محبت ہے، ایک تحفہ"۔ جیاریوں
 نے اعلان کیا کہ وہ لوگ جو خدا سے محبت رکھتے اور اس کے
 غریب بندوں کو مہربانی کی نظروں سے دیکھتے ہیں، شوالے کو
 آئیں۔ تاکہ اس منتخب شخص کو جو ان تمام لوگوں میں سے
 زیادہ سچی اور خدا سے محبت رکھنے والا ہو، آسمانی تحفہ دیا گیا
 یہ اعلان ملک کے لوگوں و عرصہ میں اس کی طرح پھیل گیا کہ ہر شہر
 سے شرفاء، بجاویں، مالباں، علم سچی اور بہادر لوگ شہر کا
 مندر کی طرف اس طرح کیلئے آئے جس طرح کہ غناطیس کی
 طرف لوہے کے ذرات کھینچے آتے ہیں۔ ایک سال تک
 قسمت آزمائے والے لوگوں کا آنتا بند گیا اب جیاریوں
 نے ایک اجلاس منعقد کیا تاکہ ان سب لوگوں کے کارنامے
 اپنے جائزین ایک شخص جیسا بنی ساری ملکیت غریبوں
 میں تقسیم کر دی تھی اور خدا سے محبت کرتا تھا، منتخب کیا گیا
 اس کے بعد جیاریوں پر کامیابی کی سکراہٹ پھیل رہی تھی اس کا
 بیوی بچہ چل رہا تھا اور اس کے رخساروں پر مسرت
 کے آنسو بہ رہے تھے۔ وہ ڈھیر کتے ہوئے دل سے آگے
 بڑھا، برتن کے قریب آیا اور اس کو آہستہ سے جوا
 حاضرین نے عجیب سے جلائے جبکہ انھوں نے سونے کے برتن کو
 یہ کہ برتن پایا منتخب شدہ شخص کا چہرہ غصہ سے لال
 ہو گیا۔ اس نے کاتے ہوئے ہاتھوں سے برتن کو فرش
 پر پھینک دیا۔ برتن رگڑا کھا زمین پر آ رہا تو لوگوں نے

دیکھا کہ وہ پھر سونے کا برتن تھا اور ایک سال گزر گیا،
 لیکن جو آنا مارا دلپس جا تا مندر کے دروازے
 پر کئی فقر دست سوال دریاں کھینچتے ہوئے نظر آتے تھے
 ان میں سے زیادہ قابل جسم ایک اپاج تھا، جو بڑی
 طرح زخمی ہونے کے علاوہ ہر قسم کی خطرناک بیماریوں
 میں مبتلا تھا ان فقروں کا مدد عاید تھا کہ مندر میں جائے
 والے انھیں کچھ دیتے جائیں اور اسی امید میں وہ مندر کے
 دروازے پر دن رات بڑے رستے تھے وہ تمام لوگ
 جن کی خواہش آسمانی تحفہ کو حاصل کرنا تھی مندر میں آتے
 خدا کی تعریف کرتے اور خدا کے عاشق کا زب بکھڑا کر دے
 دیتے، لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان غریبوں پر رحم
 کھاتا اور ان کی مدد کرتا۔ لیکن دو سال بعد بھی اس طرح
 گزر گیا اور آسمانی تحفہ ذرا سے جھونے پر سہ میں تبدیل
 ہو جاتا تھا۔ آخر کار ایک روز تحفہ خداوندی سے بے خبر
 ایک دیہاتی مندر میں پوچا کے لئے آیا۔ جب وہ ان فقروں
 کے پاس سے ہو کر گذرا تو اس کے دل میں جسم کی شمع
 پیدا ہوئی، دل موم کی طرح گھیلے ڈکا اور آنکھوں سے آنسو
 جاری ہو گئے دیہاتی کے پاس کیسے وزیر نہ تھا لیکن انعام
 تھے جس سے وہ ہر ایک فقیر کو دلاسا دیتا تھا۔ جب وہ اس
 زخمی اور اپاج فقیر کے پاس سے گذرنا چاہتا تھا کہ زیادہ جھکا
 متھی تھا تو اس کا دل بے اختیار ہو گیا اس نے زمین پر
 گھٹنے ٹیک دیئے، پھر جسم اور محبت کی نظروں کا ڈھونڈ
 اور اس پھیلنے کو اپنی پھیلنے سے پہلے تھے ہوا ابھی

اسلام اور وطنیت

بد قسمتی سے مسلمانوں میں یا اسلامی حکومتوں میں یورپ کے بہت سے خفیاء مل مذہب موم رسومات داخل ہو گئے ہیں اسی طرح ہم میں قومیت اور وطنیت کے تبادک مذبذبات بھی پیدا ہوتے جا رہے ہیں جس کے سبب ایک قوم کو دوسری قوم سے یا ایک ملک کے باشندوں کو دوسرے ملک کے باشندوں سے کسی قسم کی کوئی عملی محبت اور ہمدردی حاصل نہیں رہی جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ یورپ کی طرح مشرقی ملک میں بھی جہانگیریت کے بھولن، قرار دینے ہیں انکی اولین خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک عامی قوم اور ملک کے افراد کی حکومت کا نام ہے ترکی مالکیریت میں ترک قوم کے سوا کسی کا حقہ نہیں ہے مصر میں جو کچھ ہے وہ سب اہل مصر کا ہے اسی طرح ایران افغانستان مصر اور ہندوستان میں بھی ایک کو دوسرے کا حصار ہونا محال ہے حالانکہ اسلام میں وطنیت اور قومیت کا نام نہیں اور نہ اسلام میں کسی نسل یا قوم یا وطن کا امتیاز ہے اور نہ ان میں کوئی فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے اللہ جل جلالہ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بتلایا ہے (۱) اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم

سب خدا کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے محمد تم لوگ تو آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے جس سے خدا نے تمہیں نجات و خلاصی عنایت کی (۲) اس آیت کا یہ اثر ہوا کہ ایک مسلمان کسی مخالف قوم سے جو کچھ معاہدہ کر لیتا تھا تو کل قوم اس معاہدہ کی پابندی کرتی تھی اور اگر ایک مسلمان کسی دور مقام پر جلا جاتا تھا تو تمام قوم اس کی خبر و عنایت کے لئے قیام رہتی تھی اور اگر وہ کسی ظالم ظلم کا شکار ہوتا تو تمام قوم اس کے انتقام یا خون بہانے کو اپنا فرض جانتی تھی ... عرب کے کسی باشندے کو عجم کے کسی باشندے پر اور عجم کے کسی باشندے کو عرب کے کسی شخص پر گورے رنگ والے کو کالے رنگ والے برادر کالے کو گورے رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں تھی فضیلت کا درجہ صرف خدا ترسی قرار دیا گیا (۳) حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی جاگ جو اپنے لئے چاہتا ہو ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا اسلام افضل ہے آپ نے

(۱) انما المؤمنون اخوة (۲) ما جئتم نبیا فآؤا و کنتم علی نفاعہ
من النار فاقدمکتم سما۔

(۳) زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۱۸۵

نیز اور امامت کرو خواہ نہا سے اوپر ایک گناہی ظالم ہی حاکم بنا دیا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اسلام ایک طرف مسلمانوں اور اخوت کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف اس کا عدل و انصاف بھی یکساں رہتا ہے اس کی مدالت میں امیر غریب عربی اور عجمی کا کوئی فرق نہیں رہتا ذیل میں خدایہ و انصاف لکے جائیگے جس سے معلوم ہو سیکے گا کہ اسلام میں مساوات کا جو معیار قائم کیا گیا ہے وہ کس طرح بر ہے۔

اسلامی حکمران نبلائی جائیگی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ حکمرانی کے نشہ میں کسی پر کوئی جبر و تشدد کر سکتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو سب سے پہلے جو خلیفہ خلافت دیا۔ وہ یہ تھا۔

اے لوگو! تم کو حکومت کی کچھ راحت نہیں ہے بلکہ تم کو محکوم ایک ایسے امر عظیم کی تکلیف دی گئی ہے جس کے بداشت میں تم مجھ میں ملاتمت نہیں اور نہ وہ بدون عروجل کی مدد کے قابو میں آسکتا ہے۔ میری ضرورت یہ آزد تھی کہ آج میری جگہ سے زیادہ قوی آدمی ہوتا یہ تحقیق ہے کہ میں تمہارا امیر بنایا گیا اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں راہ راست پر چلوں تو تم مجھ کو مدد دوا کر بے راہ چلوں تو تم مجھ کو بدھا کر دو مدق امامت ہے اور کذب خیانت جو تم میں ضعیف ہے وہ میرے لیے قوی ہے انشاء اللہ اس کا حق دلواؤ پکا اور تم میں جو قوی ہے وہ میری نظر میں کمزور ہے اس سے انشاء اللہ حق لے کر مجھ کو ڈون گاجو قوم راہ حق میں جہاد

فرمایا اس شخص کا اسلام جس کی زبان اور لہجہ سے مسلمان بچے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہذا وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اسے سوا کرے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں معروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں معروف رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کوئی مصیبت دو کرے اللہ تعالیٰ معائب و نیا میں سے اس کی مصیبت دو فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ اس کا عیب چھپاتا ہے وہی وجہ ہے کہ تم کوڑے ہی عرصہ میں اسلام کی تعلیم

ساری دنیا میں پھیل گئی دنیا سے قومیت و وطنیت کے تباہ کن جذبات مٹ گئے اگر بے لوگ نہایت خوشی و مسرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے ہم اسلامی حکومت میں برائے شریک رہے اور برابری کے تمام حقوق سے متنازع ہوتے رہے یہاں تک کہ ان میں کا ہر شخص اپنی ذاتی قابلیت کی بناء پر ولایت اور امامت کے وجہ تک پہنچ جاتا تھا اصل یہ ہے کہ اسلامی قانون کی بنیاد خدمت نوع انسان پر رکھی گئی ہے۔ اس میں حاکم و محکوم کا کوئی تعلق نہیں اور نہ اس میں قومیت و وطنیت کا کوئی فرق ہے اسلام میں صرف عمل صالح ہی کو نفوق کا درجہ حاصل ہے۔ اگر کسی عشی ظالم کا عمل اچھا رہے تو اسے کوئی چیز غلط ہے عرب پر حکومت کرنے سے مدد نہیں سکتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا صا ارشاد ہے کہ۔

سے کھینچ کر بولا کہ تمہارا سر اڑا دینگے حضرت عمرؓ نے ڈانٹ کر کہا تم گناہی کر رہے ہو اس نے کہا ہاں تمہاری خان میں جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا الحمد للہ تو میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کچھ ہم لوگوں کو سیدھا کر سکتے ہیں غرض میں عہد میں حق شناسی اس قدر پیدا ہو گئی تھی کہ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ اسلام میں فساد اور آفاس کا کوئی امتیاز نہیں اور نہ عرب اور عجم کا کیونکہ اسلام نے سب کو ایک آواز بنایا

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ خلیفہ اور دنیا اسلام کے شہنشاہ تھے مگر صوف کا بٹھا ہوا کپڑا جس میں جبرے کا بیوند لگا ہوا تھا پہن لیتے تھے حضرت انسؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے کرتے میں ہونڈے کے پاس جا رہے بیوند لگے ہوئے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں جبرے کا بیوند لگا ہوا تھا۔

ایک مرتبہ قیصر کسری کا ایچی مسجد نبویؐ میں آکر شہنشاہ اسلام کو دھونڈتا ہے اور حضرت عمرؓ کو بیوند لگے کیڑوں میں دیکھ کر تعجب کرتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ مسلمانوں کے شہنشاہ ہیں؟

الف اسلام ایک جہانگیر مذہب ہے اسلامی عدول و انصاف اس کے نزدیک جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے تو اسکو مساوی درجہ ملتا ہے اسی طرح اسکا عدل و انصاف بھی مساوی ہے اسلامی

موجود تھا ہے وہ دلیل کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیالی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الہی نازل ہوتا ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تم کو میری اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔ (۱)

مسند خلافت پر بیٹھ کر ہونے کے تیسرے روز حضرت عمرؓ انہیں دیکھتے ہیں کہ سر پر کپڑے کے تھان لگا کر ہوئے بازار جا رہے ہیں حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں اب آپ مسلمانوں کے امیر ہیں آپ کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے آپ جواب میں فرماتے ہیں مجھ میں اپنا اور اپنے اہل و عیال کا بیٹھ کیونکر باؤں؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ کام حضرت ابو عبیدہؓ کر دینگے اس کے بعد بیت المال سے ان کے اہل و عیال کے لئے ایک منعمرا ہوا مقرر کر دی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں متعدد مرتبہ تقریر و تحریر سے جہاد کیا کہ ہر شخص مان کے بیٹھ سے آزاد پیدا ہوا ہے اور ادنیٰ سے ادنیٰ بھی کسی کے آگے دلیل ہو کر نہیں رہ سکتا

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مہر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب ہوئے صاف صاف اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤ تو تم لوگ کیا کرو گے ایک شخص وہیں کھڑا ہو گیا تلوار میان

مقدمہ مذکورہ کے بابتہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوتا ہے
قاضی سیدنا علیؑ خلیفہ وقت سے شہادت طلب کرتا
ہے وہ اپنے بیٹے اور غلام کو شہادت میں پیش کرتے
ہیں مگر قاضی کہتا ہے کہ بیٹے کی شہادت باپ کے حق
میں معتبر نہیں اس لئے یہ شہادت قابل تسلیم نہیں یہ حال
دیکھ کر یہودی باواؤ بلند کلمہ پڑھتا ہے اور بیکار اٹھتا ہے
کہ جس دین میں یہ انصاف ہے وہ ضرور سچا ہے۔

حضرت عمرؓ کے ایک اور بیٹے ایک معمولی بھرم کی
طرح گرفتار کر لئے جاتے ہیں خود حضرت عمرؓ اپنے ہاتھ
سے انھیں دو سو کوڑے لگاتے ہیں ان کو ڈون کے
مدے سے ان کا انتقال ہو جاتا ہے۔

مذکورہ روایات قصے اودافسانے نہیں
بلکہ تاریخ کے مستند جنعائیں میں بتلا د کہ دنیا میں اسلام
سے بڑھ کر اور کوئی ایسا مذہب بھی موجود ہے جس
کی عدالت میں شاہ و گدا۔ امیر و غریب شریف و ذلیل
سب ہم مرتبہ سمجھ جائیں اور جس کا آئین حریت مساوات
عدل و انصاف اور امانت و دیانت پر قائم ہوا اور جس
ہاں اس کا حکم ان نہ تو رعیت کے عام افراد سے کوئی
منزلت ہستی ہو سکتا ہے اور نہ وہ غفلت و رفعت کے
تخت پر بیٹھ سکتا ہے اور نہ وہ لینے لئے اپنے حق سے
زیادہ کچھ لے سکتا ہے اور نہ وہ کسی چپہ بھڑ میں برقیہ
کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر دنیا کے کسی اور نظام یا مذہب
میں نہ عدل و انصاف ہے اور نہ مساوات آج اہل بیت
و قومیت کی جو فضا یہاں ہو رہی ہے اور جس سے تمام

عدالت میں امیر و غریب کا کوئی فرق نہیں ایک مرتبہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک عورت جو دی
کے الزام میں گرفتار ہو کر آئی یہ عورت قریش کی ایک غریز
عورت تھی قریش کو خوف تھا کہ کہیں عام لوگوں کی طرح
اس کا بھی ہاتھ کاٹ دینے کا حکم نہ دیں۔

اسامہ بن زیدؓ کو سفارش کے لئے روانہ کرتے ہیں
جس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو تم سے پہلے
توگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ چھوٹے آدمیوں
پر حکم جاری کرتے تھے اور شریف اور مغز تو لوگوں کو چھوڑ
دیتے تھے اسلام اس کا مخالف ہے اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ
بھی جوہری کرتی تو پس اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر شخص اور ابی بن کعب
کے درمیان نزاع ہو جاتی ہے جس کا مقدمہ زید بن ثابت
کے پاس پیش ہوتا ہے حضرت عمرؓ ان کے پاس جاتے
پس تغلیس کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں مگر حضرت عمرؓ کا
ارشاد ہوتا ہے اے زید یہ پہلی نا انصافی ہے جو تم
نے اس مقدمہ میں کی یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ جائیں
حضرت عمرو بن ماضی کے صاحبزادے عبداللہؓ نے
ایک شخص کو بلا وجہ مارا تھا حضرت عمرؓ نے عمرو بن ماضی
کے سامنے عبداللہؓ کو اسی مفروب کے ہاتھ سے کوڑے
پٹوائے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا علیؑ اور ایک یہودی کا

دنیا شریعت کی ہے وہ یورپ کی پیدا کر رہا ہے جیسا کہ انگریزی جہانگیریت انگلستان کے باخداؤں سے مخصوص ہے اسی طرح اٹلی اور جرمنی کی جہانگیریت ان کی قوم اور ان کے وطن تک محدود رہے کسی میں بھی عالمگیر جہانگیریت موجود نہیں البتہ اسلام ہی ایک ایسا واحد مذہب ہے جو اپنے عالم گیر ہونے کا ازل سے دعویدار ہے اس کے ماننے والے قوم اور وطن کا کوئی لحاظ نہیں جو کوئی اسلام کے دائرہ میں داخل ہو ملے اس کو سب حقوق حاصل ہو جائے پھر احد وہ اپنی قابلیت کی بناء پر حکمران اور صاحب ولایت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے یہ ہے اسلام کی صداقت و حقیقت جس میں قومیت اور وطنیت کا کوئی امتیاز نہیں صرف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا ایک ایسا عظیم الشان امتیاز ہے جس کے باعث سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی قرار پاتے ہیں یہ اسلام کا دعویٰ نہیں بلکہ داعی اسلام اور آپ کے خلفاء کے علی نمونے دنیا کے سامنے شام ہیں اسلام میں وطنیت اور قومیت کو مذہب کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں اسلام کی تقدیریں تعلیم ان جھگڑوں سے بالکل پاک صاف ہے۔

عید وطنی اور ذِکْرُیْ اٰخِداً قَائِیْ فِیْ حَیْذِ الدِّیْنِ بِمَنَاسِبَتِهِ عَیْدِ هَا الْوَطَنِیْ عید آزادی میں اپنے احباب کی یاد

فیل و لکن فی السَّوْءِ لَمْ ذِکْرُ...
اگر بادلِ فضل کم ہی لیکن آسمان میں ان کا شہر ہے
فاؤلیت احسانا و ذاک ہوا الفخر
اور یہ میرے لئے موجبِ فخر و مباہات ہے
وَلَا عَزَّ فِیْ عِزِّیْ وَلَا رَایَیْ اَعَزَّ...
اور نہ ہو کہ ازاد ہو کر دے سکتا ہے نہ کوئی چیز بڑا کر سکتی
اَزْ اَطْرَافِ نَاصِیْعِیْ وَ تَخَفُّرِ...
ایسے پہلو تو جھکتے ہیں جو شاداباد و خوشبودار ہیں۔
وجود و ابو اصل لیس یعقوبہ ہجر...
اور ایسے اصل سے بہرہ ور کہ جس کے بعد ظن کا نام نہ ہو
(از علامہ مولانا امون الدینی رحمہ اللہ)

خلیت باہل الفضل والفضل اہلہ

اہل فضل حضرات سے میں بہرہ ور ہوا
و اسعدت منعم با قبول و بالرضا
اور اہلِ خلوت کا قبولیت و رضا مندی سے سعادت اندوز اور امان مند ہوا
وَمَا مَنِّیْ سِوَا مَنِّیْ کُنْتُ مَنِّیْ
جیکے میں ان میں رہوں نہ مجھے کوئی بُرائی جو سکتی ہے
ہَمَّ الْأَصْلُ بَعْدَ الْمَرْمَنِ وَ مَنِ فَعْلُیْ
میں نہ بزرگوار اہل ہیں جنکی فضیلت کے چستان سے
فَیْئَا سَادَیْ کُوْنُوا مَدِیْ الدِّہْرِ مَنِّیْ
اے میرے بزرگو قیام نہ کرنا تک میری آرزو بنے رہو۔

بصائر حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر

مشاہیر اسلام کے مختصر حالات و فیات

حضرت عمر ابن العاصؓ

موت ایک ایسی گھڑی ہے جس سے کسی ذی روح کو سفر نہیں۔ موت ہی ہے کہ اس وقت ہر شخص کو خدا یا ملا جانا ہے ڈاکو ہوا، رہزن۔ موفی ہوا یا مسلم۔ عالم ہوا یا جاہل خدا ترس ہوا، ظالم، غرض کہ موت جب اپنا ہیناک چہرہ لے کر سامنے آجاتی ہے اس کے تمام گزشتہ اعمال آئینہ کی طرح اسے نظر آنے لگتے ہیں اور اگر اس کے اعمال اس کے لئے سیر و نہیں ہیں تو نبیاء انگٹا اٹھتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر روئیں بے چین و بے قرار ہو جاتی ہیں یا امن و سکون کے نفس عنقریب کو اوداع کہہ دیتی ہیں۔ سولح عمری اور تاریخ کی کتابوں میں ایسے متعدد خواہر عالم کے حالات و واقعات ملیں گے جو ہمارے لئے پھرل ہیں مزیں

امیر المومنین سیدنا عمرؓ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے وفات کے ایک سال بعد خدا سے دعا کی کہ خواب میں سیدنا عمرؓ نظر آئیں خیال یہ ایک سال بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی بیٹائی کا پسینہ پوجہ رہے ہیں میں نے کہا اسے امیر المومنین یہ کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

حساب دیکرا بھی فراغت پایا ہوں اگر خدا تعالیٰ رؤف و رحیم ہو تو قریب تھا کہ عمر ملاک ہو جائے اسطرح عبداللہ بن عمرؓ نے خواب میں استعصار کیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

جواب میں فرمایا

میں تم سے کب جدا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا میں حساب دیکرا بھی نایغ ہوا ہوں۔

یہ کرتے تھے وہ کرتے تھے..... وہ بڑی سرگرمی اور
جوش سے جواب دینے لگے۔

ابن عامر نے یسکر سجدگی سے کہا میں یہ سب
کچھ اس لئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤ گے۔ کیونکہ
تم سپاہی تھے اور میدان جنگ میں اپنے سرواکیلے
سے رہتے۔ لیکن یہ دیکھو موت سامنے ٹھہری ہے اور
میرا کام تمام کر دینا چاہتی ہے آگے بڑھو اور مجھ سے اسے
دور کر دو۔

سب ایک دوسرے کا حیرت سے منہ بکھنے لگے۔ پوچھا
تھے کیا جواب دیں۔

اے ابو عبد اللہ! دیر کے بعد انھوں نے کہا۔

واللہ تعالیٰ کی زبان سے ایسی فضول بات سننے کے ہرگز متوقع
نہ تھے آپ جانتے ہیں کہ موت کے متبادل میں ہم آپ کے کچھ
کام نہیں آ سکتے انھوں نے آہ سرد بھری۔ واللہ میں
یہ حقیقت خوب جانتا ہوں انھوں نے حسرت سے کہا۔ واقعی
تم مجھے موت کے منہ سے ہرگز نہیں بچا سکتے۔ لیکن اے
کاش! یہ بات پہلے ہی سے سوچ لیتا اے کاش! میں نے
تم میں سے ایک آدمی بھی اپنی حفاظت کے لئے نہ رکھا
ابن ابی طالب حضرت علیؓ کا بھلا ہو کیا ہی خوب کہہ گئے
ہیں۔ آدمی کی سب سے بڑی محافظہ خود اس کی موت ہے
دیوار کی طرف منہ کر کے رونے لگے۔ آدمی کہتا
ہے کہ بسم عمرو بن ماضی کی عیادت کو حاضر ہوئے وہ
موت کی سختیوں میں مبتلا تھے جانک دیوار کی طرف منہ نہ
بھریا اور بھوٹ بھوٹ کر رونے لگے ان کے بیٹے عبد اللہ

حصر علیؓ ابن العامر کی شجاعت، تدبیر اور قوتِ مانتا
سننے اور سمجھنے کے صفات لبریز ہیں۔ معرکہ فتح سرسراہی کی
تدبیر کا نتیجہ بھی خلافت اموی کے قیام میں اپنی کی سیاست
کا نفاذ تھا۔ اپنے عہد کی سیاست میں ہمیشہ پیش پیش رہے
مورخین نے اتفاق کیا ہے کہ عرب کی سیاست میں سرسراہی
میں جمع ہو گئی تھی، عمر ابن العاص، معاویہ بن ابی سفیان
زبیر بن ابیہ، اتفاق سے یہ تینوں سر مل کر ایک ہو گئے
انھوں نے سیاسی حکمتِ مکیوں سے اسلامی سیاست کو
اس طرف پھیر دیا کہ ہر وہ پھیرنا چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ السلام
اور خلافتِ راشدہ کے نظام کو صرف امیر معاویہ کی
سیاست نے شکست نہیں دی تھی۔ اس میں سب سے
زیادہ کار فرما دلوخ عمرو بن العاص کا تھا۔

ایک ایسے سیاسی مدبر نے موت کا کس طرح خیر
مقدم کیا تھا ذیل کی سطروں میں اس کی تفصیل ملے گی
ایک عجیب سوال۔ جب بیماری نے خطرناک صورت
اختیار کر لی اور عرب کے اس شہ

کو زندگی کی گلی امید باقی نہ رہی تو اس نے اپنی فوجِ خاصہ
کے افسر اور سپاہی طلب کئے۔ لیٹے لیٹے ان سے سوال
میں تمہارا کیا سپاہی تھا؟ سبحان اللہ! آپ نہایت ہی جہر
آقا تھے دل کھول کر دیتے تھے ہیں خوش رکھتے تھے۔

کیونکہ انتہائی غفلت و بیہوشی کی وجہ سے میں آپ کو نہ نظر میں
کے دیکھ بھی نہیں سکا۔ اگر اس حالت میں مرجانا تو میرے
جنتی ہونے کی امید تھی۔

پھر ایک زمانہ آیا جس میں ہسم نے بہت سے علاج
بیچ کام کئے ہیں نہیں جانتا کہ اب میرا کیا حال ہوگا۔

مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا۔ جب میں مہرون تو میرے
ساتھ روئے والیاں نہ جانی

نہ آگ جائے۔ دفن کے وقت مجھے پٹنی آہستہ آہستہ ڈالنا
میری قبر سے فارغ ہو کر اس وقت تک مجھ سے قریب

رہنا جب تک جانور کو دفن کر کے اس کا گوشت تقسیم نہ
ہو جائے کیونکہ تمہاری موجودگی سے مجھے انس حاصل

ہوگا پھر میں جان لوں گا کہ اپنے پروردگار کے قاصد
کو کیا جواب دون

بگڑتا زیادہ ہو گیا کہ میں۔ بخشش و حواس آخر
وقت تک قائم تھے

معاذ بن خدیج حیات کو گئے تو دیکھا کہ نزع کی حالت
ہے بوجھا کیا حال ہے جواب دیا بکھل رہا ہوں۔ بگڑتا

زیادہ ہونے بنا کہ میں اس صورت میں بوڑھے کا بیٹا
کیونکر ممکن ہے (۲۰)

حضرت ابن عباسؓ سوال و جواب حضرت عبداللہ
بن عباسؓ کو آئے

سلام کیا۔ طبیعت پوچھی کہنے لگے کہ میں نے اپنی دنیا کم

کہا اگر آپ کیون روئے ہیں؟ کیا رسول اللہؐ کو
بشارتیں نہیں دیکھے ہیں۔ انھوں نے بشارتیں سنائیں
لیکن ابن عباس نے روئے ہوئے اشارہ کیا پھر باہری
طرف منہ پھیرا اور کہنے لگے

زندگی کے تین دور۔ میرے پاس سب سے افضل
دولت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت

ہے۔ مجھ پر تین حالتیں گذری ایک وقت تو تھا کہ رسول اللہؐ
سے زیادہ میں کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا

میری سب سے بڑی تمنائیں تھیں کہ کسی طرح تاو یا اگر آپ کو قتل
کر ڈالوں اگر میں اسی حالت میں مرجانا تو یقینی نہیں ہوتا

پھر ایک آیا جب خدا نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا
میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہؐ

ہاتھ بڑھائیے میں بہت کرتا ہوں آپ نے دست مبارک
دراؤ کیا۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ نہ بچھ لیا۔ فرمایا عمر مجھے

کیا ہوا میں نے کہا ایک شرط پڑ جاتا ہوں۔ فرمایا کونسی
شرط ہے میں نے ڈرتے عرض کیا کہ یہ شرط کہ میری

بخشش ہو جائے اس پر ارشاد ہوا اللہ عمر کو کیا مجھے معلوم نہیں
کہ اسلام اپنے تمام پہلوؤں کے گناہ مٹا دیتا ہے؟ ہجرت بھی

مٹا دیتی ہے؟ حج بھی مٹا دیتا ہے؟ (یہ ابن عباسؓ کی
مشہور روایت ہے جسے یحییٰ بن یحییٰ نے بھی روایت کیا ہے)

اس وقت میں نے دیکھا کہ نہ تو رسول اللہؐ سے
زیادہ مجھے کوئی دوسرا انسان محبوب تھا اور نہ رسول اللہؐ

سے زیادہ حضرت میری نگاہ میں میں بیچ کہتا ہوں اگر
کوئی مجھ سے ایک کا طریقہ پوچھے تو میں بتا نہیں سکتا۔

واستعیاب، عمرو بن العاص زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے
 مجھے ان لوگوں پر عجب ہے جن کی موت کے وقت وہ اس
 درست ہوتے ہیں گروہ کی حقیقت بیان نہیں کرتے جب
 وہ خود اس منزل پر پہنچے تو حضرت عبداللہ بن عباس
 نے یہ قول یاد دلایا ایک روایت میں ہے کہ خود ان کے بیٹے
 نے سوال کیا تھا عمرو بن العاص نے تھکدی سانس لی ”
 جان میں انھوں نے جواب دیا ” موت کی صفت بیان نہیں ہو سکتی
 موت ناقابلِ طالع ہے۔ لیکن میں اس وقت صرف ایک اشارہ
 کر سکتا ہوں۔ مجھے ایسا معلوم ہو سکتا ہے کہ گویا آسمان زمین
 پر ٹوٹ پڑا اور میں دونوں کے درمیان بڑ گیا ہوں
 درکامل جلد ایک، گویا میری گردن پر رضوی بنا ڈر تھا ہے
 گویا میرے پیٹ میں کچور کے کانٹے بڑھ گئے ہیں گویا میری
 سانس سوئی کے ناک سے نکل رہی ہے۔

دولت سی ہزار سی۔ اسی مال میں انھوں نے ایک
 صندوق کی طرف اشارہ کیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کے پاس
 لے لے ” آپ کے بیٹے کا زہد مشہور ہے انھوں نے
 کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ عمرو نے کہا ” اس میں دو
 ہے ” عبد اللہ نے بھرا کر کیا اس پر ہاتھ ملکر کہنے لگے
 کاش! اس میں سونے کے بجائے بکری کے منگلیان ہوں
 دعا۔ جب بالکل آخری وقت آگیا تو انھوں نے اپنے
 دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے۔
 دعا کے یہ جملات زبان پر تھے، الہی تو نے حکم دیا اور ہم نے
 مدول حکمی کی الہی تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی
 الہی میں بے قصور نہیں ہوں کہ سزا دے کروں مافوق ہوں

بیانی گویا دین زیادہ بگاڑ لیا۔ اگر میں اسکو بگاڑا
 ہوتا جس کو سنوارا ہے اور اسے سنوارا ہوتا جس کو بگاڑا
 ہے تو یقیناً بازی لے جاتا۔ اگر مجھے اس کا اختیار ملے تو
 ضرور اس کی آرزو کروں اگر بچا۔ گئے سے بچ سکوں تو
 ضرور بھاگ باؤں۔ اس وقت تو میں شیخ کی طرف توجہ
 آسمان کے درمیان ملے ہوں نہ اپنے ہاتھوں سے نہ
 یہ اور چیز ہو سکتا ہوں نہ اپنے پیروں کی قوت سے نہ
 آسکتا ہوں اسے میرے پیچھے مجھے کوئی ایسی نصرت کر جس
 سے فائدہ اٹھاؤں۔

ابن عباس نے جواب دیا۔ ” اے اللہ ابو عبد اللہ
 اب نصرت کا وقت کہاں ہے آپ کا بھیجا تو خود بڑھا جو کہ
 آپ کا عبا بن گیا ہے۔ اگر آپ روئے کے لئے کہیں تو میں
 رونے کو حاضر ہوں جو عقیقہ ہے وہ سفر کا کیونکر نصیب کر سکتا ہے
 عمرو بن العاص جواب میں کہ بہت افسردہ ہوئے اور
 کہنے لگے ” آٹ کیسی سخت گھڑی ہے کچھ اور اسی برس کا سن
 ہے اے ابن عباس تو مجھ پر دو کفار کی رحمت سے ایوں
 کرتا ہے الہی یہ ابن عباس ہے جو تیری رحمت سے ناامید
 کر رہا ہے الہی مجھے خوف سے یہاں تک کہ تیرا عقد دو۔
 ہو جائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے۔

ابن عباس نے کہا یہاں! ابو عبد اللہ! مجھ
 چیز تہا میں وہ تو نبی تھی اور اب دے رہے ہیں وہ چیز جو
 بانی ہے کیسے ممکن ہے؟
 اس پر آرزوہ خاطر ہو گئے ابن عباس! مجھے کیوں
 پریشان کرتا ہے جو بات کہتا ہوں اسے کاٹ دیتا ہے۔

کہ غالب آبادن۔ اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہوگی تو ہلاک ہو جاؤں گا اس کے بعد تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔

عبد الملک بن مروان مدائنی کہتے ہیں عبد الملک کو جب اپنے مرنے کا یقین ہو گیا تو اس نے یوں کہا۔

خدا کی قسم جب سے میری جان نے خوابا ہے اس وقت سے میری خواہش تھی کہ میں محال ہوتا اس کے بعد اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا اے فرزند اگر تم میرے بیٹے ہو تو پہلا فرس ہے کہ میرے بعد خا اے بڑا۔ اختلاف اور افتراق دور رہنا۔ احرار رہنا اور لڑائی میں سرگرم رہنا امر بالمعروف کا اجرا کرنا رہنا یا پرہیزی کرنا ان کے آرام و آسائش کا ہر لحاظ رکھنا۔ مرتے وقت اپنا یہ خبر پڑھا۔

عیادت کرنے والے بہت سے آتے ہیں مگر مرنے والے کو لوٹا کر نہیں لاتے تاکہ اس کے ذریعہ معلوم ہو کہ وفات کے وقت مجھ پر کیا گزری ہو لیسہ میں وفات پائی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کسی نے آپ سے سوال کیا۔

آپ دو کیوں نہیں کرتے جواب میں فرمایا جس وقت مجھے نہ ہو دیا گیا اگر مجھ سے اس وقت کہا جاتا کہ تم طمان دو کہا اس میں تمہاری شفا ہے تو میں ایسا کبھی نہ کرتا۔

جب عمرو بن عبد العزیز کا آخر وقت ہوا تو عبید بن حسان کہتے ہیں عمرو بن عبد العزیز کے زبان پر یہ الفاظ تھے۔ کو کو مجھ کو آکیلا چھوڑ دو اور چلے جاو سب چلے گئے۔

اور آپ کی بیوی فاطمہ دروازہ پر بیٹھ گئیں انہوں نے یہ آواز سنی آپ فرما رہے تھے مرحبا بسم اللہ تشریف لائے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے ثانی دی تبارک اللہ اے آخرت مسئلہ میں وفات پائی۔

بارون شہید کہتے ہیں بخید نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ طوس ملا قذخرا سان کا ماکم مقرر ہوا ہے۔ صبح اٹھ کر بہت رویا اور کہا میری قبر کھودو اور جب قبر کھد گئی تو خود اونٹ پر سوار ہو کر قبر کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

اے زمین آدم اب اسے اختیار کر بھرنے کو کون کو قبر میں اترنے کا حکم دیا اور قرآن خم کراے بھر اپنے وزیر فضل سے مخاطب ہو کر فرمایا

اے فضل! کیا وہ وقت آیا ہے جو قسمت میں ہے وہ ہو کہ خوف تھا۔ سب کو صبر کرنا چاہئے جو قسمت میں ہے وہ ہو کہ رہیگا میں اب ان احباب کے لئے رونا ہوں جس سے میں محبت کرتا تھا۔ درحقیقت میرا یہ سب عیش و عشرت فانی تھا جواب بھر نہیں سہے گا۔ بھر کہا میں ایک بہادر قوم کی نسل سے ہوں اس وجہ سے میں اس وقت سخت ترین تکلیف کو بڑے استقلال اور رضا سے برداشت کر رہا ہوں مسئلہ میں انتقال کیا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ امام مرقی کہتے ہیں جس دن امام شافعی رحمہ اللہ انتقال کیا اسکی صبح

کو میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ دو مزاج کیا جو میں نے سوال کیا۔

غریبوں کو ان کی قبریں عزت ملے کوئی نقصان نہیں پہنچایا
امیروں کو ان کی امیری بھی کوئی نقصان نہ پہنچانے کی
پھر حکم دیا فرش اٹھا دیا جائے۔ فوراً تمیل گئی
خلیفہ نے اپنے رنارزین پر رکھ دیا اور چلا۔

”اے وہ جس کی بادشاہی لازم الازار ہے،
اس جسم کریم کی بادشاہی ختم ہو گئی!“

یہ سب ہی انتقال ہو گیا دس ستر (۱۷۶۷ء)
خلیفہ مختصر باللہ خلیفہ مختصر باللہ ایک دن دیا
سے اس کی نظر ایک فارسی عبارت پر پڑ گئی جو فرش
پر کندہ تھی خلیفہ نے اسے پڑھ لیا۔

پھر یہ شعر پڑھا۔

فما فرقت نفسی بدینا ابتغیا ولكن الى الله الكريم امير
دنیا کے حاصل ہونے سے میری روح کو کوئی خوشی
نقصیب نہ ہوئی اب میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔
۱۲۹ھ ۱۷۱۳ء میں وفات ہوئی۔

ایام مباحظ ادب عربی کا مشہور امام، جاحظ کا
جب وقت آخر ہوا تو ابوالعباس
البرزوی حیات کر گیا۔

فرزاد پرسی کے جواب میں جاحظ نے کہا۔
”وہ شخص کیسا ہو گا جس کا آدھا دھڑ ٹھن ہو گیا
ہو نہ ہو کہ اگر آ۔۔۔ سے سے بھی چیر دیا جائے تو اسے
پتہ نہ چلے اور آدھا۔ ہر اتنا حاس ہو گا اگر کبھی
بھی اس کے فریب اڑے تو درد محسوس کرنے لگے۔“

پھر یہ شعر پڑھا۔
از جوان تکون۔۔۔ انشیخ کما قد كنت ايام الشباب
کیا تو آرزو کرتا ہے کہ اب بڑا بے میں دیا
ہی ہو جائے جیسا جوانی کے دنوں میں تھا۔
قد كنت انفسک لیس ثوب وکیل بجدید من الثیاب
تیرا نفس جو لباس ہے، پرانے کپڑے کی طرح
کیونکر ہو سکتا ہے۔

۲۵۵ھ (۸۶۹ء) میں انتقال کیا۔
سولہواں عباسی خلیفہ، معتضد
خلیفہ معتضد باللہ سخت ظالم و مستبد تھا۔ وفات
کے وقت اپنا مرنیہ اسے یوں پڑھایا
تمتع من الدینا فانک لتبقی وخذ صفوا مان صفت روح المر
دنیا سے لطف اٹھا لے کیونکہ تو باقی نہیں رہے گا اس کی
علائی لے لے اور پڑائی چھوڑ دے!

ولاناس الدہر الذی ائنتہ ظلمت لی جالود لم یرع لی قتا
اوس دنیا پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا جس پر میں نے
بھروسہ کیا تھا۔ نیچہ آئے مجھ سے یوفائی کی اور کسی
کو بھی خیال نہ کیا۔

تفت منادی الرجال ولم اع مددا، ولم امز علی طیفہ خلقتا
میں نے بڑے بڑے بہادر اسے۔ کوئی دشمن
نہ چھوڑا۔ کسی کو بھی ان کی سرکشی پر باقی نہ رہنے دیا۔
ما طیت والملك من نابج فشرهم قرا، و من قہم شہ قرا
میں نے یا تخت تمام مخالفوں سے خالی کر دیا،
برائندہ کر کے مغرب و مشرق میں پھیلا دیا۔

ظالمین کا لجم عز اور نفرت۔ و سارت غالب الحق اجمع لی تھا، لیکن جب میں اپنی عزت و رفعت میں ستاروں تک پہنچ گیا اور
تمام مخلوق کی گردنوں میں میری غلامی کا طوق بڑ گیا، ربانی الردی سہما، ناخند جبرتی جہا انا ذافی حضرت قی باطلہ النقی !
نواں ہوا کہ موت نے مجھ پر ایک تیر چلا یا اور میری آگ بھجادی۔ دیکھ، اب میں حق پر ہی اپنے گڑھے میں
ملا جانے والا ہوں۔ ولیم بن غنی، اجمعت، ولیم اجد لذی مل منہا، ولا راغب رنقا۔ میرے جمع کئے ہوئے خزانے
میرے کام نہ آئے۔ دولت۔ سیدیزا۔ ہونے والے اور دولت کے لالچی، کسی نے بھی سہرہ دی نہ کی !
فیالیت شغری بعد موتی ما النقی الی نعم الرحمن امانہ اقلی و آہ کا شریں جاؤں، موت کے بعد اللہ کی
نعمتیں یاد دلاؤ، یاد دوزخ میں جھونک دیا جاؤنگا، شکستہ و دستلہ، میں استقال کیا۔

کہاں کیا ہو رہا ہے

دول اسلامی اتحاد پر اظہارِ اشتعال ہی میں سعد آباد
طہران کے مقام پر ایران افغانستان عراق ترکی جہاز
اور بین صیہ دول اسلامی میں باہم مصالحت اور دوستی
کا معاہدہ چل میں آیا ہے جمیعہ توام کی طرح مجلس اقوام شرق
اسلامیہ کے قیام کی امید ہو گئی ہے حقیقت میں یہ معاہدہ
ستقر و خلافت کے بعد پہلا موثر قدم ہے جو ان ممالک
نے باہم اتحاد و اتفاق کی طرف اپنے میلان کو بڑا دیا ہے
اس اتحاد کا ہر طرف نہایت خوش و خوش سے خیر مقدم
کیا جا رہا ہے اخبار جمہوریت ترکی لکھتا ہے کہ یہ شایق
حقیقت میں ان تہابیر کو بروئے کار لانے کے سلسلے
میں ایک اہم اقدام ہے اور جس سے توقع ہے کہ ان
ممالک کے درمیان اخلاف اور جنگ ہمیشہ کے لئے

ختم ہو چکا اور یہ سب آپس میں متحد ہو کر معاوا اسلامیہ
کے خاطر ہر حربی طاقت کو روک سکتے الابرہم کا خصوصی
نامہ لکھا ہے تقیم استبول نے ترکوں کے نام تو می اور اسلامی
جذبات کو ان انطا میں تبلیا ہے کہ عاز می مصطفیٰ کمال
آنا ترک صرف اپنی قوم کے زعم نہیں ہیں وہ تمامی اہم شرق
کے مرشد و ہادی ہیں اگر آزادی مشرق کیمن تلاش کرنی
ہو تو وہ انہی کے دامن سے وابستگی حاصل ہونے پر مل سکتی
ہے اور ہر طرف ایشیا پر ایشیا کی دہوم می ہوئی ہے اس
کا پوچھی خیال ہے کہ استقبال قریب میں پہلے سے زیادہ مؤثر
طریقے پر خلافت اسلامیہ کا احیاء ہو جائے۔
ترکی جنگی نمائش میں ترکی افواج نے اپنے عسکری کما
کے بڑے بڑے مظاہرے کئے اس وقت یونانی

فوج کے جنرل اعظم جان و فون ترکی کے یہاں تھے ان مطالبہ دون سے متاثر ہو کر یہ رائے ظاہر کی کہ نظام تعلیم جبریل کی استعداد اور ہر اعتبار سے ترکی فوج دنیا کی بہترین فوجوں میں شمار ہو سکتی ہے اس طرح ترکی کا مشہور اخبار جمہوریت نے فوج اور حکومت کے عنوان کو ایک خاص مقالہ لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے خطرات اس بات کے مقتضی ہیں کہ ہماری فوج اس قدر طاقتور ہو کر ملک کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔

اطلاع وصول ہوئی ہے کہ وزیر اعظم عصمت پاشا نے کمال آتارک کے دو برائے نامی کاغذ کا استغفار پیش کیا اور غازی کمال آتارک نے استغفار کو منظور کر کے طندان وزارت جلال ابا وزیر کے حوالے کر کے خواہش کی کہ جدید وزارت کا انتخاب پیش کریں۔

وزیر اعظم عصمت پاشا نے استغفار کے وجوہات بیان کی ہیں لیکن سیاسی حلقوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ عصمت پاشا اور کمال آتارک میں اختلاف ہونے سے جمہوریت عصمت پاشا نے استغفار پیش کر دیا جو منظور ہوا لیکن ایک سیاسی جماعت کا یہ خیال ہے کہ اب کمال پاشا یہ جانتے ہیں کہ یقیناً ترکی کو عصمت پاشا کی قیادت میں بہترین سیاسی اور بین الاقوامی مرتبہ حاصل ہو چکا ہے آ ترکی کو اعلیٰ اقتصادی اور صنعتی مزین پر پہنچنے کی سبب ضرورت ہے اس لئے اس کام کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو عصمت پاشا کی طرح سیاسی اور عسکری ہوں بلکہ اقتصادی

و صنعت کی حیثیت قیادت کر سکتا ہو نامہ نگار کا نامہ نگار خصوصی نظم لڑ رہے کہ بعد ازاں کان کان کاغذ کو جائزہ دیتے وقت رخصت پاشا فاری عصمت پاشا کے چھوٹے رفیق معمولی مسرت کے آثار پتہ چلے گئے نایندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ اخبارات میں جو اطلاعات میرے استغفار کے باعث شائع ہوئے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں مجھ میں اور غازی کمال آتارک میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ میں نے بارہ سال قوم و ملت کی دیانت و امان طریقے سے خدمت کی جو اس طویل عرصے میں میرے اوپر صدر اعظم کے دربار کی بھی اختلاف رونما نہیں ہوا اُن یہ درست ہے کہ میری وزارت کے بعض خارجی امور سے کمال آتارک کو اختلاف تھا جو بالکل معمولی اور غیر اہم تھا اور وہ بھی باہمی تبادلہ خیالات سے دور ہو جاتا تھا میں اس لئے مستغفی ہوا ہوں کہ دوسری جماعت جو ملک کے بہترین و ماخوذ پرست ہے مجموعہ دونوں نامہ نگار کے یہ نوجوان قوم کی خان قیادت کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ترکی ملک کے لئے کوشاں رہیں یقین رکھئے میرے بعد میرے رفقاء کے نیک مشورے اور دوماں ان نوجوانوں کے ساتھ رہنے ملک کو جب بھی میری خدمت کی ضرورت ہوگی میں جی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا اسی سلسلہ میں ایک اور اطلاع وصول ہوئی ہے کہ جلال ابا وزیر اعظم کو مقرر ہو گئے لیکن قوم نے غازی عصمت پاشا کو دوبارہ مجلس کبریٰ ترکیہ کی صدارت پر انتخاب فرمایا۔

الہام نامہ نگار لکھتا ہے کہ جلد یہ استغفار نامہ

ہے کہ جامعات میں حضرت سیدنا عمرؓ کے حالات اور انتظام
حکومت خاص طریقے پر پڑھائے جائیں۔

غازی مہدی علیہ السلام کا ال انما ترک نے لاسکی کے ذریعہ
اپنے قوم کے نام حسب ذیل پیل کی کہ۔
برادران وطن! طوفانی بادل یورپ کی طرف چھا رہا
ہیں اور ان کی بجلیاں ہمارے قومی بستی کو ڈرا رہی ہیں
ہم نے سن جمیت القوم قربانیاں کیں اور اپنی فضائی طاقت
کو مضبوط کر لیا لیکن ہماری سلطنت ایک طرف بحیرہ اسود
اور دوسری طرف بحیرہ طرہم سے گہری ہوئی ہے۔ ایک
طاقت در جنگی بیڑے کے سائے ہم حفاظت وطن کا
فرض نہیں ادا کر سکتے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہازوں کا
مجھے ملتا ہے اس کا نصف حصہ قوم کی نظر کروں اور
مجھے یہ اطلاع دینے میں بہت مسرت و ناز ہے کہ میرے
رختکے کارنے بھی اسی طرح کی قربانی پر آمادگی ظاہر کی
ہے اب میں قوم کی مرضی پر مجبور ہوں کہ وہ جس طرح
چاہے وطن اور قوم کی حفاظت کا فریضہ انجام دیں۔

مسیحی اور اسلام
مسیحی نے ہر طرح سے ملاقات کے بعد
ساتھ اپنی موانست زیادہ واضح طریقہ پر ظاہر کریں مسیحی
ہکندہ نظم اور نبولین اول کی طرح مشرقی نیچر کا ارادہ
رکھتا ہے وہ اپنے کو محافظ اسلام بھی کہہ رہا ہے۔
ہندوستان۔ خواہ دور اندیشی سے کانگریسوں نے

اور خطہ عام چوتھیوں کو فوج کرنے کی طاقت کی ہے اور
سلیح کا استعمال کی تائید کی ہے عبد الصمدی میں لوگ گہروں
میں مافوز کاٹ سکتے ہیں چرم کو سفیدان ترک کی کیفیت
طریقہ کو دسے جائیں تاکہ اس آبدی سے جو یہ طیارے
خدیجہ سے جائیں اعیانہ کے ذبیحوں کے گوشت کا ایک تفر
سے خطہ میں تقسیم ہوگا۔

انقرضہ اطلاع وصول ہوئی ہے کہ ترکی میں غیر
ملکی سیاحوں کی آمد و رفت پر خاص نگرانی رکھتے ہوئے
کوتوالی کے نام احکام اجرا ہوئے ہیں وزیر رزراحت کے
جانب سے ایک گشتی اس قسم کی شائع ہوئی ہے سایدار
وزخون کو کاٹنا نہ جائے ماسرین اور ضایوں نے ثابت
کیا ہے کہ سخت الاوض پانی کی سطح نیچی ہے جس کے سبب
آب بامان میں کمی ہوئی ہے جو خشک سالی کا سبب قرار
پاتا ہے۔

حکومت ترکی نے طے کیا ہے کہ ۲۰۰ جنگی توپیں
سلطان ابن سعود کی خدمت میں اس غرض سے روانہ
کی جائیں کہ وہ اس کے گریہ میں اور دوسرے مدینہ طیبہ میں خطا
کی غرض سے رکھے جائیں حکومت سعودیہ نے اس تحفہ
کو نہایت فخر و اتقان کے ساتھ قبول کیا اور فریاد
حکومت ترکی کا شکریہ ادا کیا گیا۔

ترکی حکومت کے تمام مدارس اور جامعات میں
ایضاً اسلام کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے اور یہ حکم دیا

انتخابات میں حصہ لیکر، موبوں میں اپنی حکومت کو قائم کر لی لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت ایک طرف مذاقی دستور کو نافذ کرنے کا ارادہ ہے اور دوسری طرف ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور یکجہتی نہیں۔

کھدوہ۔ ۱۰۔ آج حاصل نہیں کیا، انکسٹ کے اجلاس متفقہ نہیں میں سٹر جیٹا اس مختار سابق وزیر مالہ نے ایک پروڈر تقریر کی دوران تقریر میں اس امر کو واضح کیا کہ ہندوستان کے راج کی منزل سے اتنا قریب نہیں ہو گا جتنا کہ وہ آج ہے اہل ہند اس وقت جڑ کاٹ رہے تھے جبکہ ہندوستان سوراج کو کہہ دیا تھا بغض کا لگائی مقررین کا جڑ کو شین قرار دینا قصوں ہے ہندو

کی اسی فیصد آبادی بیکار ہے بیروزگار ہے ان کے علاوہ (۶۰) ہزار سادہ ہیں اس طرح ہندو، کروڑا شخص روزگار سے محروم ہیں اور اس بیروزگاری کو تنہا گریلو صنعتیں دور نہیں کر سکتی ہیں گزشتہ سترہ سال میں کھدوہ بننے میں صرف ۲۰ ہزار اشخاص مصروف رہے اس میں تنگ نہیں کہ کھدوہ فرقہ داری انسان کو رو کر دیتا ہے اور اس کے اشتغال سے غریبوں کے ساتھ بددی کا فروغ دکھار ہوتا ہے سیاسی حربہ کی حیثیت سے کھدوہ نہایت اہم ہے لیکن معاشی عنصر کی حیثیت سے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں اسی سلسلہ میں سٹر عمر علی جناح صدر مسلم لیگ نے مجوز کے ایک جلسہ میں برادران وطن نے اس طرح مخاطب ہوئے جبرہ ہندوستان کو آزادی نہیں دلا سکتا صرف ہند مسلم اتحاد سے یہ دولت حاصل ہو سکتی ہے لیکن کانگریس

اسکو نظر انداز کر ہی ہے آپ نے فرمایا بھارت جو اہل ہندو کہتے ہیں کہ ملک میں صرف دو طاقتیں ہیں برطانیہ اور کانگریس لیکن میں کہتا ہوں کہ ہندوستان میں تیسری طاقت ہے، کروڑ مسلمان کی بھی ہے جس کی طاقت اور آواز کانگریس تسلیم نہیں کرتی اب مسلم لیگ کانگریس پر بے ثبات کرے گی کہ ایک تیسری طاقت بھی ہے جبکہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کھدوہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے مسلمانوں نے شرکت کی اور سب مسلمان اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اس وقت اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنی مشترکہ حقوں کو یکجا کریں اور لیگ کے اقتدار اور سیاسی پروگرام پر عمل کوں۔

کانگریس اور مسلمان اس وقت مسلمان بن کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ پیش آ رہی

کہ مسلمانوں کے تمدن و مذہب کی حفاظت مسلم لیگ کے ذریعہ ہو سکیگی یا کانگریس کے واسطے سے مسلم لیگ کا برت اور بعد میں وطن پرست ہے کانگریس پہلے وطن پرست اور بعد میں مذہب کا کوئی احساس تک نہیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان سیاسی اور اتحادی حیثیت سے کانگریس کے ماتحت تعلیم کریں مذہبی اور تمدنی حیثیت سے علیحدہ تنظیم کریں اور اس کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ قرآن کے مطابق مسلمانوں کے مذہب اور تمدن کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کی جائے اگر مسلمان صرف سیاسی حیثیت سے کانگریس میں ضم ہو جائیں تو اب یہ دیکھا جائے

مخزن

لیکھیں کہ حقیقت ہے کہ ۱۳۰۳ھ سے مخزن
دہلی میں تاج محلہ محل کی دوکان دویات یونانی میں
بے لحاظ قدامت راستبازی تمام دکن میں شہرت لیتی
اس کا خانہ میں ہر قسم کے مفردات جواہرات مشک وغیرہ
زعفران اور ہر قسم کے عرقیات مرہجات روغنیا
عمدا و رواجی قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں ایک عجیب
تقریب کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ ہماری تجارت خاص استیلا
اور بیگ کے استفادہ کے لئے ہے [منیا]

محکم نظام میں شہر کے کرائی تجارت کو فروغ دینے
اس کارکنان محکم نے مشیرین کی ہوئیے حرفت جبر رکھی ہے

تعدادت	موز	نصف موز	ربع موز
ایک بار	۷	۱۴	۲۱
۳ بار	۲۱	۴۲	۶۳
۴ بار	۲۸	۵۶	۸۴
۵ بار	۳۵	۷۰	۱۰۵

بابت بالمرست و اینس پر حق سے ملنا نہ اٹھائیے ہر محکم نظام

اقبال اور اس کی شہرت

اسٹیت محکم (ایڈ)
نظام شاہی رو و حیدر آباد دکن ۱۳۰۹ھ

اگر آپ
چاہتے ہیں یورپ اور امریکہ کی طرح اچھی تجارت
کی خرید و فروخت ورہن اور تعمیر اکمنہ پائش قیما
قیمت و ترتیب بر آوردات کے کاروبار میں
سہولت ہو اور نفع بخش طریقوں پر زراعتی
ارضیات باغات موٹر کارس، مشینز
حاصل کرنا چاہتے ہوں تو جلد مندرجہ بالا پتہ پر
ہم سے گفتگو یا خط و کتابت کریں۔

یاد رکھیے
ہمارے ذریعہ سے معاملہ کرنے میں آپ کو کسی قسم کا
دھوکا یا فریب نہ ہوگا بلکہ آپ کو ہر چیز نئے کے
مطابق ارزاں دستیاب ہو سکے گی۔

ال ملک کے ای ہمارے خواہرقت پیش میں [عطا]



مساکا

ان کو گنتی سے جو ایک بیرون طاقت بخش واکے تداشی ہوں نہت غیر ترقیب سا کا مل دلیغ تیار و حاد اصحاب غور و فکر
 ان کو گنتی سے جو ایک بیرون طاقت بخش واکے تداشی ہوں نہت غیر ترقیب سا کا مل دلیغ تیار و حاد اصحاب غور و فکر

میں جکراور کہ وہ کی خرابیوں میں مبتلا ہوں ان کو خصوصیت مفید ہے "مساکا" ویسی دوا ہے اس لئے اس ملک
 آپ ہو اور مزاج کے عین ہوتے

آپ بھی تجربہ کر لیجئے آج کل یورپ امریکہ سے ایسی دوائیں کثرت آرہی ہیں لیکن وہ اس ملک کی آب ہوا اور
 کے موافق نہیں ہو سکتیں آپ صرف مساکا پر اعتماد کیجئے آپ کو تمام مقوی دواؤں سے بے نیاز کر دے
 آپ کی صحت اور قوت بہت عزیز چیز ہے اس کی حفاظت کے لئے ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر کا استعمال کرنا
 مساکا ایک مکمل کورس (۸۴ گولی) جس کی قیمت صرف چھ روپیہ ہے آپ کو طاقت توانائی اور شادمانی عطا
 اگر آپ تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو ۱۲-۱۲ گولی کے نمونے ملے مکس فیتی ایک روپیہ تین یا چار کبس مل استعمال کر لیجئے پھر آپ

کو ریل استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے

صرف ضرورت مندوں اور مریضوں کے علاوہ تندرست اصحاب بھی مساکا استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتے
 مساکا ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے دوران استعمال میں کوئی خاص پرہیز نہیں مفصل معلومات کتابچہ طلب
 اپنے شہر کے تمام دوا فروشوں یا ذیل کے مخزنوں سے طلب فرمائیے

مساکا اسٹور (ہیڈ آفس طوفان پٹی) (۳)

ملکی شہزادہ اشیا یونانی شہزادہ لڈا تھ گٹی راجا کن براہ کرم آرڈر کے
 سرکار عالی
 سلیو بر شمع کتبہ بر شمع کتبہ بر شمع کتبہ بر شمع کتبہ بر شمع کتبہ

